کرے مصطفیٰ ﷺ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی، ارے ہاں نہیں ! ارے ہاں نہیں !



کتاب مستطاب
المسمّٰی
السلام و الصلوٰۃ معدن البرکات و الحسنات علیٰ رد مناع للخیرات
المعروف
دشمنان صلوٰۃ وسلام ..... کیلئے موت کا پیغام

از قلم حق رقم
خلیفہ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولینا
مفتی عبدالوہاب خان القادری الرضوی مدظلہ

ناشر
بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کراچی

کرے مصطفیٰ ﷺ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی، ارے ہاں نہیں! ارے ہاں نہیں!

کتاب مستطاب

المسمیٰ

السّلام والصّلوٰۃ معدن البرکات والحسنات علیٰ ردّ مناع للّخیرات

المعروف

دشمنان صلوٰۃ وسلام.... کے لئے موت کا پیغام

مصنف جلیل

خلیفہ مفتیٔ اعظم ھند

حضور مفتی محمد عبدالوہاب خاں قادری رضوی دامت برکاتہم

ناشر: بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کراچی

برانچیں: کراچی ، دبئ ، انگلینڈ

نام رسالہ السّلام والصّلوٰۃ معدن البرکات والحسنات علیٰ ردّ مناع للّلخیرات

المعروف دشمنان صلوٰۃ وسلام.... کے لئے موت کا پیغام

مصنف حضرت مفتی محمد عبدالوہاب خاں قادری رضوی مدظلہ العالی

ناشر بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کراچی

سن طباعت ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ / جنوری ۲۰۰۳ء

ہدیہ 90 روپے

﴿ملنے کا پتہ﴾

دارالعلوم احسن البرکات شاہراہ مفتی محمد خلیل خان حیدرآباد

انجمن شمشیر مصطفیٰ ﷺ، شاہ فیصل کالونی نمبر ا،

1/1079، ریتہ پلاٹ، فون نمبر: 4589027

محمد عارف قادری S-2/562 ، ملیر سعود آباد۔

محمد عارف خان قادری L-283، سیکٹر 34/2، کورنگی نمبر 3، کراچی

مدینہ پبلیشنگ کمپنی، بندر روڈ، کراچی

ضیاء القرآن، اردو بازار، کراچی

شرف انتساب

فقیر اپنی اس تالیف ناچیز کو حضور پر نور مولیٰ الکریم فقیہ العظیم فریدالدوراں قطب زماں وحید قرآں سیدی وسندی ومرشدی مولانا الحاج آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خاں المعروف مفتی اعظم ہند (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام ونامی واسم گرامی سے منسوب کرتا ہے جن کی نگاہ کرم نے بے شمار لوگوں کو تعرو ضلالت وگمراہی سے نکال کر جادہ مستقیم پر گامزن فرمایا جن کا فیضان کرم آج بھی جاری وساری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

فقیر ابوالرضا محمد عبدالوہاب خان قادری رضوی غفرلہ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی جناب میں عرض کرتے ہیں:.....

انت الذی لولاک ما خلق امرء : کلا و لا خلق الوریٰ لولاک

(یارسول اللہ ﷺ) آپ اگر نہ ہوتے تو پھر کوئی شخص بھی ہرگز پیدا نہ ہوتا اور اگر آپ مقصود نہ ہوتے تو یہ مخلوقات پیدا نہ ہوتیں۔

انا مع بالجود منک ولم یکن : لابی حنیفة فی الانام سواک

میں آپ کے جود وکرم کا دل سے طلب گار ہوں کہ اس جہاں میں ابوحنیفہ کیلئے آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

صلّی علیک اللہ یا علم الھدیٰ : ما حن مشتاق الیٰ مثواک

اے ھدایت کے علم سربلند مشتاق زیارت کے شوق بے حد۔ کے مطابق قیامت تک اللہ کا درود وسلام آپ پر نازل ہوتا ہے۔

(سیرۃ محمدیہ ترجمہ مواہب لدنیہ، جلد۲، صفحہ۱۱)

عزیزان ملّت! اللہ حنان ومنان کے احسانات انعام بے پایاں اور شیطان وحزب الشیطان کے ظلم واستبداد بے کراں ملاحظہ فرمائیں، اس نے اپنے بندوں پر کیسے کیسے عظیم

احسان فرمائے اور بندوں نے اسکی سپاس گزاری میں کیا گل کھلائے جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین پر تشریف لائے، اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

قلنا اهبطوا منها جميعا فاما ياتينكم منى هدى فمن تبع هداى فلا خوف عليهم ولاهم يحزنون ○ والذين كفروا وكذبوا بايٰتنا اولئك اصحب النار هم فيها خٰلدون ○

(البقرہ : ۳۸۔۳۹)

''ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا۔''

(کنزالایمان)

منها جميعا سے یہ واضح ہے کہ یہ خطاب تمام اولاد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہے۔ وہ اللہ حنان ومنان جو انسان کو عدم سے وجود میں لایا اور اچھی صورت پر پیدا فرمایا اور طرح طرح کے انعام واکرام سے مالا مال بنایا حکیم ذوالجلال اور صانع باکمال نے ہزار عجائب قدرت وغرائب صنعت مودع کئے ہیں کہ تفصیل وتشریح ان کی زبان قلم سے ادا نہیں ہوسکتی ایک قطرہ ناچیز کو تخم اس کی آفرینش کا ٹھہرایا پھر اسے پارہ خون بستہ پھر

گوشت پارہ یعنی مضغہ کیا پھر اس میں جان ڈالی پھر اعضاء اور اعصاب اور گوشت و پوست اور رگ واستخوان وغیرہ چیزیں مختلف اشکال وصفات پر پیدا کیں اور ان میں طرح طرح کی حکمتیں اور بڑی بڑی صنعتیں رکھیں ہاتھ پاؤں چشم وگوش ودہان و بینی وزبان ظاہری اعضائے بدن بنائے اور باطن میں معدہ کلیہ جگر تلی پتہ دل وغیرہ بہت سی چیزیں ہر ایک نئی صورت اور انوکھی صفت پر بنائیں اور ان میں طرح طرح کی قوتیں اور نئی نئی تاثیریں پیدا فرمائیں ایک دماغ میں پانچ حواس باطنہ میں ہر ایک کی منفعت ہفت اقلیم کی سلطنت سے بہتر ہے الغرض بیشمار نعمتوں سے بہرہ مند فرمایا زمین کو فرش آسمان کو سقف بے ستون اور پہاڑ اسکے خزانہ جواہر اور چاند اسکا چراغ اور آفتاب اس کی مشعل اور ستارے اس کے قندیل بنائے۔

ظاہر ترین موجودات محسوسات ہیں اظہر محسوسات جسم تمام متکلمین وحکما اس کی ماہیت میں حیران ہیں زمین میں قدر فراغ ہے اس پر آسمان سے مینہ اتارا اور اس سے ہر قسم کے غلے اور طرح طرح کے میوے کھانے کے واسطے پیدا فرمائے۔ انواع اقسام کے پھول اور رنگ برنگ کے شگوفے نئی نئی صورت کے بنائے۔ دریا کہ زمین کو محیط جس قدر دریا زمین سے لطیف اسی قدر عجائب اس کے زمین سے زیادہ تر ہر چیز میں بے شمار عجائب وغرائب ہیں۔ غرض یہ کہ اس کی نعمتوں کا کوئی احاطہ نہیں کرسکتا بندوں پر اس کے بے حد و بے شمار احسان واکرام، اگر تمام عمر اسکی شکر گزاری میں گزار دے تو اس کی ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتا مقام عذر ہے کہ ایسا منعم حقیقی جس کی نعمتوں کو کوئی شمار نہیں کرسکتا تو

اس کی نعمتوں کا شکر ادا کیسے کرسکتا ہے۔ اگر ہمارے جسم کا ہر موئے تن ہزار زبان بن جائے اور ہمہ وقت اسکا شکر ادا کرتا رہے تو بھی اس کی ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہ ہوگا اور کیوں کر ہوسکتا ہے کہ شکر کرنے کی توفیق بھی وہی دیتا ہے یہ احسان بالائے احسان ہے انسان اس کے شکر سے کیسے سبکدوش ہوسکتا ہے اس نے ہماری ہدایت کے لیے ہادیان امت ورہبران ملت انبیاء مرسلین کو مبعوث فرمایا مزید براں ہدایت کے آسمان سے کتابیں نازل فرمائیں سکھانے کے لیے انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ احسان فراموش نابکار بندوں نے بجائے شکر گزاری کے کفر وارتداد پر کمر باندھ لی اور اس کے نبیوں کو جھٹلایا اور اس کی آیات بینات کا انکار کیا انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ستایا اور سخت تکالیف دیں یہاں تک کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو شہید کیا۔

کما قال تعالیٰ:

ان الذین یکفرون بایٰت اللہ ویقتلون النبین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس

(آل عمران: ۲۱)

''وہ جو اللہ کی آیتوں سے منکر ہوئے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں۔''

ایسوں ہی کیلئے پہلے فرمایا گیا:

والذین کفروا وکذبوا بایٰتنا اولئک اصحب النار ھم فیھا خٰلدون

''جو کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ
والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا۔''

یہ لوگ انبیاء مرسلین کی توہین کرتے اور ان کو اپنی طرح بشر کہتے اور طرح طرح کی تکالیف پہنچاتے حتیٰ کہ انبیاء کو ناحق شہید کرتے یہی پکے کافر ہیں ان کی دو قسمیں **اول کافر مجاھر** جو علانیہ کفر کرے **دوم کافر منافق** کہ زبان سے اسلام کا دعویٰ کرے اور باطن میں انکار کرے منافق کافر، مجاہر سے سخت تر خطرناک ہیں جن میں وہابیہ اور وہابیہ میں دیوبندیہ جو سخت ترین دشمن اسلام ہیں اللہ عزوجل نے منافقین کے متعلق فرمایا:

ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار ولن تجد
لھم نصیرا (النساء: ۴۵)

''بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو
ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔''

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ منافق کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور بحمداللہ تعالیٰ مؤمنین کے مددگار انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ السلام واولیائے کاملین ہیں جو بحمداللہ تعالیٰ دنیا میں بھی مدد کرتے ہیں اور آخرت میں بھی مدد فرمائیں گے۔

سبب تالیف

حال ہی میں ایک کتابچہ مسمیٰ ''بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت'' نظر سے گزرا جو خرافات سے مملو لائق التفات ہی نہیں مگر اس میں مسلمانوں کا دل دکھایا سچے مسلمانوں کو کافر بتایا اور صریح بہتان لگایا جسکا دفع لازم اور ضروری جانا چنانچہ بصد مجبوری قلم اٹھایا اللہ حی وقیوم کے حکم کی تعمیل میں سر جھکایا اسی کی طرف رجوع اسی سے استطاعت کا طالب لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

؎ سنانے چلے ہیں انہیں قصہ غم ہم ..... بہت دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر

اول۔ خائن مفتری لکھتا ہے:

''بریلوی حضرات یہاں ایک دھوکہ دیتے ہیں کہ السلام علیک ایھا النبی پڑھتے وقت ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سامنے تشریف فرما ہوتے ہیں اور جب نبی کریم ﷺ موجود ہوں تو الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھا جا سکتا ہے۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت، صفحہ ۱۴)

نہ کسی کتاب کا حوالہ نہ کسی کا نام صریح بہتان بریلوی حضرات سے مراد اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ ہیں ان کی کسی کتاب یا ان کے خلفاء اور صاحبزادگان میں سے کسی کا قول ثابت کرے اگر اپنے دین میں سچا ہے۔

دوسری جگہ لکھتا ہے:

''اگر جناب نبی کریم ﷺ التحیات کے دوران نمازی کے سامنے موجود ہوتے تو پھر بریلوی حضرات کھڑے ہوکر التحیات پڑھتے مگر وہ بھی مسلمانوں کی طرح بیٹھ کر ہی السلام علیک ایھا النبی پڑھتے ہیں۔'' (درود وسلام کی شرعی حیثیت وصفحہ ۱۴)

گویا ان خبثا کے نزدیک بریلوی (معاذاللہ) کافر ہیں۔ یہ قوم دیوبندی پہلے اپنے دامن کے داغ تو دیکھے جو خون ان کے دامن میں ہے وہ کسی حال میں صاف نہیں کر سکتے

دامن کو لئے ہاتھ میں کہتا ہے یہ ظالم
دھویا کروں کب تک اسے لالی نہیں جاتی

یہ مفتری سچے مسلمانوں پر بہتان لگائے اور ان کو کافر بتائے پہلے اپنی قوم کے حال پر آنسو بہائے اور مسلمان ہونا ثابت کرے ہم تو کیا ان کے مقتداء اور پیشوا مولوی شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۹۴۹ء فاضل دیوبند سے ان دیوبندیوں کی کہانی سنئے، فرماتے ہیں:

''افسوس! وہ دارالعلوم (دیوبند) جس کی بنیاد اولیاء واکابرین نے اسلامی تعلیم اور اس کی روایات کی بقا اور تحفظ کیلئے رکھی تھی آج کانگریسیوں کا ایک مستحکم قلعہ بنا ہوا ہے جس میں ایک ریزروفوج کافی تعداد میں ہر وقت جمع رہتی ہے دارالعلوم کے

فرزندوں کو جہاں کانگریسی حکومت کے شوق نے ملکی آزادی کا پروانہ دے دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے دین سے آزادی حاصل کرنی بھی شروع کردی ہے آج بہت سے ایسے طلباء موجود ہیں جو محرمات شرعیہ اور منکرات میں اس درجہ مبتلا ہیں کہ شاید کسی ہندو کالج میں یہ بات نہ ہو حضرت مولانا انور شاہ کے عہد مبارک تک دارالعلوم ہر قسم کی داخلی اور خارجی فتنوں سے پاک و صاف تھا درس حدیث میں خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کے بجائے مہاتما گاندھی اور جواہر لال نہرو کی اطاعت کا درس نہیں دیا جاتا تھا اب تفسیر جلالین و بیضاوی اور درس حدیث میں کانگریسیت کا سبق پڑھایا جانے لگا مہاتما گاندھی اور جواہر لال نہرو کے کارناموں کی نہ صرف تعریف کی جاتی ہے بلکہ ان کی تائید قرآن وحدیث سے پیش کی جانے لگی درس حدیث میں شاید ہی کوئی دن ایسا ہوگا جس میں کانگریس کا تذکرہ اور اس کی شمولیت کی تلقین نہ کی جاتی ہو ان ہی تقریروں اور رات دن کی متواتر کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج دارالعلوم دیوبند نہ صرف ہنود کا مدح ہے بلکہ ان کے رنگ میں بہت کچھ رنگا جاچکا ہے۔"

(اخبار وحدت دہلی ۲۳ دسمبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۴ و اخبار دبدبہ سکندری رامپور ۵ نومبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۴)

فاضل دیوبند مولوی شبیر احمد عثمانی تو اتنی بات کہہ کر گھر کی لاج رکھنے کی خاطر خاموش ہو گئے اب ممتاز دانشور پروفیسر مرزا محمد منور صاحب کی زبانی سنئے وہ فرماتے ہیں:

''گاندھی کیلئے عام مسلم ملت کے افراد مسلمان ہی نہ تھے فقط وہی مسلمان تھے جو آشرم نشین ہو سکتے تھے تلک لگوا سکتے تھے ہندوؤں کی سی ٹوپیاں پہن سکتے تھے اور مسلمانوں کو ہندو قوم سے جدا نہ مانتے تھے گویا خدا پرست اور بت پرست گاؤ خوار اور گاؤ پرستار ایک ملت کے فرد تھے۔''

(حقیقت حالی روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۱ ستمبر ۱۹۷۹ء صفحہ آخر)

دیوبندی دھرم میں یہ خدمات عالیہ قابل ستائش ہیں دیوبندیوں کی جمعیت العلماء ہند بڑی تندہی اور انہماک سے اپنے ہندو آقاؤں کی خدمت میں مصروف رہی ہے جناب وقار احمد انبالوی اپنے کالم گزرا ہوا زمانہ میں لکھتے ہیں:

''جمعیت العلماء ہند اگرچہ بڑے بڑے بالغ بزرگوں پر مشتمل تھی لیکن سیاسیات میں وہ آخر دم تک حتیٰ کہ انتقال اقتدار اور تقسیم اقتدار جیسے اہم اور نازک مسائل میں بھی اسکی آواز ہندوؤں کے نعرہ مستانہ کی صدائے بازگشت کے سوا کچھ اور نہ تھی اور اب جو خلافت کمیٹی میں ہندوستان کے طول و عرض سے وہ مسلمان شامل ہو رہے تھے جن پر اس ملک میں بسنے والا

ہر مسلمان اعتقاد کرتا تھا اس نے بھی ہندوؤں کی دلداری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی لاہور کی شاہی مسجد میں رام بھجوت چودھری اور دہلی کی جامع مسجد میں سوامی شردھانند اس دلداری کی وجہ سے منبر امامت پر جابراجے تھے اگرچہ اس مقام ومنصب کے وہ نہ تو کسی طرح اہل تھے نہ حقدار اسلام میں ایمان سے نسبت کی شرط اول طہارت ہے اور طہارت کے اس وسیع مفہوم سے جو شرعاً مسلمان کے دل و دماغ پر مسلط ہے ہندو نہ کبھی آشنا ہوا نہ ہوگا اس کے باوجود وہ منبر امامت تک پہونچ گیا لیکن ہندی مسلمان کا ایک طبقہ خصوصاً وہ طبقہ جو اپنے دینی علوم کی وجہ سے زیادہ قابل احترام تھا آخر تک یہ نہ سمجھ سکا کہ ہندو سیاسیات کا حدود اربعہ اور اس کا محور اور مقصد کیا ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۷، جولائی ۱۹۷۸ء صفحہ ۱۲)

مذکورہ امور دیوبندی دھرم کے اصول دین میں داخل ہیں جنکا اب تک احترام جاری ہے دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جشن کی داستان اس کی شاہد اور دلیل ہے کہ دینی محافل ومجالس میں دین کے سب سے بڑے اور معظم فرد کو صدارت اجلاس کیلئے منتخب کیا جاتا ہے دیوبندیوں نے اپنے دین کے نہایت معظم بزرگوار اندرا گاندھی کو اجلاس کی

صدارت کیلئے منتخب کیا اس سے بڑی اور کون سی دلیل ہوسکتی ہے۔ اور لیجئے حضرت علامہ پروفیسر سید سلیمان اشرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''مسلمان (دیوبندی) خود مندروں میں گئے مساجد چھوڑ کر وہاں نمازیں پڑھی گئیں دعائیں مانگی گئیں کیا بت خانہ میں عبادت کا زیادہ ثواب ہے؟ یا صنم خانہ میں دعا مقبول ہوتی ہے؟ اس سے زیادہ ستم تم نے یہ کیا کہ ہندوؤں نے تمہیں چندن کا ٹیکہ لگایا تمہاری جبین توحید پر شرک کا قشقہ کھینچا گیا ستیا گرہ کے دن مسلمانوں نے مہاتما گاندھی کے حکم سے روزہ رکھا یہ سارے مظالم مسلمانوں نے پاک مذہب اسلام پر اس لئے نازل کئے کہ ناراضگی رولٹ بل پر مسلمانوں کا متفق اللسان ہونا ثابت ہو جائے ابھی تک خلافت کمیٹی کی بنیاد بھی نہیں پڑی تھی ہندوؤں کا زبانی ترانہ ہمدردی آپ کے کانوں تک پہونچا بھی نہیں تھا لیکن جوش اتحاد ہر آن آپ کو مرکز توحید سے بعید کر رہا تھا اور جذب کی کشش ہر لمحے قوی تر ہوتی جاتی تھی چپکے چپکے خاص حلقوں میں اہل ہنود کے ساتھ عقد و نکاح کی گفتگوئیں شروع ہوگئیں آج سے چار سال قبل ایک روشن خیال لیڈر نے ایک تحریک صریح نص قرآن کے

خلاف پیش کی تھی اب اسکی تائید میں آوازیں اٹھنے لگیں لیکن دہشت عوام کا لحاظ کرتے ہوئے مناکحت کی صدا دھیمی اور محدود حلقہ میں رکھی گئی وید الہامی کتاب تسلیم کرلی گئی کرشن جی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب مان لیا گیا ثبوت میں رسالہ لکھا گیا۔''

(الرشاد: ۱۶۔۱۷)

پروفیسر احمد سعید صاحب تحریر فرماتے ہیں:

''ہندوستان کی تمام تاریخ میں یہ دور پہلا اور آخری دور تھا جس میں ہندو مسلم اتحاد اپنے عروج پر تھا مسلمانوں نے ہندوؤں کی دلجوئی حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مسلمان رضا کاروں نے رام لیلا کا بندوبست کیا مندروں میں دعائیں مانگی گئیں وید کو الہامی کتاب تسلیم کیا گیا رامائن کی پوجا میں شرکت کی گئی مسلمانوں نے اپنے ماتھوں پر تلک لگائے گنگا پر پھول اور بتاشے چڑھائے گئے بار بار اس بات کا اعلان کیا گیا کہ گاندھی مستحق نبوت تھا اور یہ کہا گیا کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی نبی ہوتا گائے کی قربانی کو موقوف کرنیکی تجاویز پیش کی گئیں اور سب سے زیادہ غضب یہ کیا کہ دہلی کی جامع مسجد میں منبر رسول پر ایک متشدد ہندو شردھانند سے تقریر کروائی اسی

شردھانند نے بعد میں مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک شدھی
کا آغاز کیا۔''

(حصول پاکستان لاہور ایجوکیشنل ایمپوریم ۱۹۷۲ء صفحہ ۶)

یہ ہے وہابی دیوبندی دین کا شاہکار جس کے بل بوتے پر مسلمانوں کو کافر کہا جارہا ہے۔
جناب نذیر احمد صاحب خجندی سنگل داس روڈ بمبئی نمبر ۲ کے ایک استفتا پر
اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواباً ارشاد فرماتے ہیں، طوالت فتویٰ کے باعث اس کا ایک
حصہ پیش کیا جاتا ہے:

''مشرکین سے اتحاد و موالات اور ان کے راضی کرنے کو
شعائر اسلام مثلاً گائے کی قربانی وغیرہ کی بندش مشرک لیڈر کو
اپنے دین کا ہادی اور رہبر بنانا مشرک لیکچرار کو مسلمانوں کا
واعظ ٹھہرانا اسے مسجد میں لے جا کر جماعت مسلمین سے اونچا
کھڑا کر کے لکچر دلوانا اپنے ماتھوں پر مشرکوں سے قشقے لگوانا
مشرکوں کے مجمع میں مشرک لیڈروں کی ٹکٹی (مردہ) اپنے
کندھوں پر اٹھا کر مرگھٹ میں لیجانا مساجد کو مشرک کا ماتم گاہ
ٹھہرانا اس کے ماتم کیلئے مساجد میں سر برہنہ ہونا اس کیلئے نماز
و دعائے مغفرت کا اشتہار دینا قرآن مجید اور رامائن کو ایک
ڈولے میں رکھ کر دونوں کی پوجا کراتے ہوئے مندر میں لے

جانا مشرکوں نے قربانی گاؤ پر مسلمانوں کو بیدریغ ذبح کیا آگ میں پھونکا ان میں کے جو بعض گرفتار ہوئے اور ان پر ثبوت کامل پہونچ گیا ان کیلئے رحم کی درخواست کرنا ان کی رہائی کی رزولیشن پاس کرنا صاف صاف لکھ دینا کہ ہم نے قرآن وحدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی صاف صاف لکھ دینا کہ آج تم نے ہندو بھائیوں کو راضی کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کرلیا صاف صاف لکھ دینا کہ ہماری جماعت ایک ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہے جو کفر و اسلام کا امتیاز اٹھا دیگا صاف صاف لکھ دینا کہ ہم ایسا مذہب بنانا چاہتے ہیں جو سنگم و پریاگ بت پرستوں کی پرستش گاہوں کو مقدس مقام ٹھہرائے گا یہ امور خیر خواہی اسلام نہیں کند چھری سے اسلام کو ذبح کرنا ہے یہ سب افعال و اقوال ضلال بعید و کفر شدید ہیں اور ان کے فاعل و قائل و قابل اعدائے دین حمید و دشمنان رب مجید ہیں۔''

(فتاویٰ رضویہ جلد ۶، صفحہ ۳)

مسٹر زرولی! تم تو اپنے ٹھکانے پر پہونچ گئے مگر تمہارے خاندان اور کنبے میں جو مسلمان تھا اور جو ہیں وہ سب افراد بریلوی حضرات کے طفیل نظر آرہے ہیں اگر بریلوی

نہ ہوتے تو وہ بھی سارے کے سارے جے رام جی کا راگ الاپتے اور مندروں میں جاکر بتوں کے آگے ڈنڈوت کرتے نظر آتے بریلوی حضرات ہی نے کافروں اور کافرگروں کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو کفر وارتداد سے بچایا یہ بریلویوں کے دم قدم کی بہار ہے کہ آج بھی مساجد آباد ہیں ان میں سنگار اور آرائش وایام مبارکہ میں چراغاں (ڈیکوریشن) کیا جاتا مسجدوں کو سجایا جاتا صلوٰۃ وسلام کی صدائیں اور نعت شریف کے نغموں سے گونجتی رہتی ہیں اس کے ماسوا محافل میلاد واعراس وانفاق طعام عام کیا جاتا ہے یہ بریلوی حضرات کے ہی برکات ہیں کہ اسلام کی بہاریں رقص کرتی نظر آرہی ہیں یہ سنّی مسلمانوں کا مقدس علم ہے اللہ عزوجل اس کو قائم رکھے اور ترقی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ نبیك سید المرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ والہ وبارك وسلم۔

نہ تم طعنہ ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم O الحمد للّٰہ الواحد القھار القوی العزیز المقتدر الجبار المتعالی الصفات الکمال الجلال المنزہ عن قول اھل الکفر والطغیان و الضلال وا لذی لیس لہ ضد ولا ند ولا مثال ثم الصلوٰ ۃ والسلام علیٰ افضل العٰلمین خاتم الانبیاء والمرسلین ورحمۃ اللعٰلمین سیدنا و سندنا ومولٰنا محمد واٰلہ اصحابہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین اما بعد قد قال اللہ تعالیٰ فی القراٰن المجید والفرقان الحمید ان اللہ و ملئکۃ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

(الاحزاب:۵۶) ''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔'' (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ پر تبصرہ کرنے سے قبل دشمنان صلوٰۃ وسلام کے اعتراضات ملاحظہ فرمایئے خائن کیا لکھتا ہے'' بدعتیوں کے درود وسلام'' گویا صلوٰۃ وسلام بدعتیوں کا (معاذ اللہ) حکم ہے یا ان کا ایجاد کردہ۔ آیت کریمہ کا مطلقاً انکار لازم آتا ہے نیز یہ مفتری بدعت کی تعریف کرتا ہے:

''بدعت کا معنی ومفہوم۔ بدعت لغت میں ہرنو وجود چیز کو کہتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں ہر اس عمل کا نام ہے جس کا داعی یعنی کرنے کی وجہ خیر القرون میں پائی گئی ہو اور دین سمجھ کر نہ کیا گیا ہو بعد میں کر لیا جائے یہ بدعت کہلاتی ہے جو قرآن وحدیث کی روشنی میں دین دشمنی کا نام ہے خیر القرون تین زمانوں کا نام ہے جن میں سب سے پہلا اور مقدس نبی کریم ﷺ کا زمانہ ہے اور دوسرا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ ہے تیسرا تابعین ومجتہدین ومحدثین کا زمانہ ھے اس کی دلیل نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم (الحدیث مشکوٰۃ وغیرہ)۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت, صفحہ ۳۱)

الحفیظ و الامان معاذ اللہ دین میں اتنا فریب اور بہتان ان ہی دیوبندیوں کا ہے کام لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ مفتری مجتہدین اور محدثین کے زمانہ کو خیر القرون کہہ رہا ہے محدثین کا زمانہ تو اب تک جاری ہے گیارھویں صدی میں شیخ محقق عبدالحق دہلوی تیرھویں صدی میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی چودھویں صدی میں وصی احمد صاحب محدث سورتی اور سید محمد میاں صاحب محدث چھوچھوی اور مولٰنا سردار احمد صاحب محدث پاکستان اور تم اپنوں کے نام بھی شامل کرلو جیسے محدث گنگوہی اور

محدث سہارنپوری وغیرہ یہ سب چودھویں صدی میں معروف ومشہور ہیں تو اب تک کا سارا زمانہ تمہارے نزدیک خیرالقرون کو شامل پس اس زمانے تک جو چیزیں ایجاد ہوئیں اور رواج پائیں وہ سب سنّت سے تعبیر کی جائیں گی پھر بدعت کہاں سے آگئی؟۔

امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ومنزلت مسلّم یہ امیرالمؤمنین فی الحدیث ،امام الاحادیث النبویہ کے لقب پائے مگر ان سب پر بخاری ایسا غالب آیا کہ سب القاب پیچھے رہ گئے, بخاری شریف کے متعلق خود فرماتے ہیں:

''مجھے چھ لاکھ احادیث یاد ہیں ان میں چن چن کر سولہ سال میں اس جامع کو لکھا۔''

حافظ ابن صلاح نے فرمایا کہ:

''صحیح بخاری میں کل احادیث سات ہزار دوسو پچھتر ہیں اور حزف مکررات کے بعد چار ہزار رہتی ہیں علامہ ابن حجر عسقلانی کے شمار کے مطابق کل احادیث مع مکررات سات ہزار تین سو ستانوے ہیں معلقات ایک ہزار تین سو اکتالیس اور متابعات کی تعداد تین سو چوالیس اگر مکررات کو نکال دیں تو مرفوع احادیث کی تعداد دو ہزار چھ سو تئیس ہے۔''

(مقدمہ ارشاد الساری صفحہ ۲۵)

امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وجلالت اوقدر ومنزلت مسلم مگر قانون فطرت کے مطابق امام بخاری سے بھی تسامح اور لغزش کا صدور ہوا جن میں سے چند یہ ہیں:

بخاری شریف میں ایسے راویوں کی تعداد بھی ہے جو بدعقیدہ اور گمراہ تھے جیسے جہمی ۔قدری۔رافضی ۔مناصبی ۔خارجی ۔معتزلہ۔اس پر مستزاد یہ کہ مطعون راوی بھی کم نہیں ۔منکر اور واہی سب ہی ہیں جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو وہ علامہ ابن حجر کا مقدمہ فتح الباری ہدی الساری کا مطالعہ کرے امام بخاری کے راوی صرف وہی نہیں ہیں جنھوں نے بخاری شریف پر جرح کی ہو بلکہ ایسے بھی معتد بہ مقدار میں مطعون راوی ہیں جو خود امام بخاری کے طعن کے نشانہ ہیں بخاری میں ایسے بھی مجروح راوی ہیں جن پر خود امام بخاری کی تنقید موجود ہے جس کو متن وتفصیل درکار ہو وہ کتاب الضعفاء الصغیر کا مطالعہ فرمائے۔ہمیں ان امور سے کوئی دلچسپی نہیں نہ عوام کے سامنے ہم ان باتوں کا ذکر کرنا پسند کرتے ہیں مگر زرکے ولی کی دین میں پیوند لگانا اور اپنی طرف سے گڑھ کر محدثین کے زمانہ کو خیر القرون کہنا اور مسلمان عامۃ الناس کو فریب دیکر گمراہ کرنے کی وجہ سے اس امر کی نشاندہی ضروری سمجھی تو عرض کر دیا۔

خیر القرون

حدیث شریف میں جو ارشاد فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم اس سے مراد:.....

☆ اول حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عہد مبارک

☆ پھراس سے متصل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا زمانہ

☆ پھراس سے متصل تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عہد ہے۔

ان ہی زمن بہارِ سمن کی نسبت سے حدیث کی تین قسم معروف ہوئیں:

❁ مَرْفُوْع جسکی نسبت نبی اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو۔

❁ مَوْقُوْف جسکی نسبت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک ہو۔

❁ مَقْطُوْع جس کی نسبت تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ہو۔

پس زمن ثالث (تین) خیرالقرون والی حدیث کا حاصل یہ ہے اس کے بعد جسقدر بعُد ہوتا گیا فساد بڑھتا گیا وہ خیرالقرون سے خارج ہے۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوارِ آہنی پر حماقت تو دیکھئے

عزیزان ملّت! تامل فرمایئے کہ مسٹر زرولی نے محدثین کا پیوند کیوں لگایا اس لئے کہ ان کی ملت کا محدث جیسے محدث گنگوہی رشید احمد اور محدث سہارنپوری زکریا وغیرہ کو بھی محدثین کی فہرست میں شمار کر کے کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر ثابت کرنیکا ہتھکنڈا ہاتھ آجائے کہ جب کوئی کسی امور دینی پر اعتراض کرے گا تو یہ کہدیں گے کہ محدث ہیں اور محدثین کا زمانہ خیر القرون ثم یلونھم میں داخل جیسے کہ محدث گنگوہی نے خدا کا جھوٹ ممکن لکھ دیا جس پر ان کے پیر بھائی مولوی عبدالسمیع صاحب رام پوری نے

اعتراض فرمایا اور لکھا۔

''کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عزاسمہ جس کی شان عالی یہ ہے من اصدق من اللہ حدیثا اس کو امکانِ کذِب کا دھبہ لگاتا ہے۔''

(انوار ساطعہ براہین قاطعہ، صفحہ ۲۔۳)

اس کا جواب بامر محدث گنگوہی رشید احمد صاحب یہ دیا گیا:

''امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے۔''

(براہین قاطعہ کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

گویا (معاذ اللہ) خدا کا جھوٹ ممکن ہونا رشید احمد گنگوہی کے نزدیک مسلّم ہے اگر اس پر اعتراض ہے تو قدما میں بھی اس پر اختلاف رہا اور اختلاف مذموم نہیں بلکہ افتراق اور انشقاق مذموم ہے یہی اختلاف رشید احمد گنگوہی اور مولوی عبدالسمیع صاحب رام پوری کے مابین ہے۔ مسٹر زرولی کیلئے یہ دلیل امکان کذب کیلئے کافی کہ رشید احمد محدث ہیں اور محدث خیر القرون میں داخل، لہٰذا ان کا قول اصح اور لائق اعتماد ہے گویا دیوبندی دھرم میں بھی امکان کذب باری مسلّم ہے۔ یاد رہے! کہ یہی دیوبندی دین ہے اس کا بیان آگے آتا ہے یہ لوگ یہی ایک قول پر متفق نہیں!

حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب جو مرید ہیں حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی کے تحریر فرماتے ہیں:

''قول اول یہ ہے کہ جوامر قرون ثلٰثہ یعنی صحابہ تابعین یا تبع تابعین کے زمانہ میں ایجاد ہوا وہ سنّت ہے یہ مولوی اسمٰعیل صاحب کے مقلدوں کا قول ہے.....اور جو چیز بعد ان تینوں قرن کے ایجاد ہوئی وہ بدعت سئیہ سراسر ظلمت اور موجب ضلالت ہے دوسرا قول یہ ہے کہ جو چیز بعد صحابہ اور تابعین کے نکالی جائے وہ بدعت ہے اور نامشروع، یہ مائتہ مسائل کے سوال چہل وششم میں لکھا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ صحابہ کا فعل تو سنّت میں داخل ہے لیکن صحابہ کے بعد جو قول و فعل حادث ہو وہ بدعت اور ضلالت ہے۔قول چوتھا یہ ہے کہ تابعین تو تابعین ہیں خود صحابہ کا کچھ اعتبار نہیں ہے ان کی باتوں کو بھی بدعت کہتے ہیں ان علماء کے نزدیک بدعت کے یہ معنی ہیں البدعة مالم یکن فی عهد رسول الله ﷺ پھر حضرت کے بعد اگر صحابہ بھی ایجاد کریں ان علماء کے نزدیک وہ بدعت ہے غیر مقلدوں کا اسی پر عمل ہے.....یہ چاروں اقوال جو بیان کئے گئے وہ سب اقوال

شاذ ومختلفہ بعض علماء کے ہیں چوتھے قول کو تیسرا رد کرتا ہے اور تیسرے کو دوسرا اور دوسرے کو اول۔''

(تلخیص انوار ساطعہ ص ۱۸۔۱۹ مطبوعہ مرادآباد)

ملاحظہ فرمایئے وہابیہ آپس ہی میں متفق اللسان نہیں ہیں پھر مسٹر زرولی کی کیا حیثیت اب مسٹر زرولی کی جانب توجہ مبذول فرمایئے ،انہوں نے خیرالقرون میں مجتہدین اور محدثین کا زمانہ گھڑلیا جس کا کہیں وہابیہ دیابنہ وغیرہ نے بھی ذکر نہ کیا لہٰذا مطابق اپنے اصول مذہب کے بدعتی ہوا اور جہنم میں گیا دوستو! گھڑا بھی تو کیا گھڑا جس پر ان کے دین کا دارومدار ہے سچ ہے مَنْ حَضَرَ بیر لَاخَیْهَ فَقَدْ وَقَعَ فِیْهِ .

مسٹر زرولی کی عبارت منقولہ مذکور کا حاصل یہ ہے کہ خیرالقرون تک جو بھی ایجاد ہوا وہ دین ہے اس کے بعد جو بھی ایجاد ہوا وہ بدعت وگمراہی ہے اور ہم واضح کرچکے ہیں کہ منتہائے خیرالقرون تابعین کا زمانہ ہے۔

مسٹر زرولی رقمطراز ہیں:

''دین جس بات پر موقوف ہے وہ جناب نبی کریم ﷺ ہیں جو پہلے ہی فرماچکے ہیں ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة و فی روایة کل ضلالة فی النار ۔ یہ حدیث اکثر معتبر کتب میں موجود ہے یعنی گھڑے ہوئے کاموں سے بچو کیونکہ جو دین میں گھڑلیا

جاتا ہے وہ بدعت ہوتا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی
کا آخری انجام جہنم ہے۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت, صفحہ ۷)

مسٹر زرولی، دین میں ہر گھڑے ہوئے کام کو بدعت کہتے ہیں پھر خیر القرون کی قید کیوں کہ خیر القرون میں جو کام کر لیا گیا اور اس کو دین نہ سمجھا گیا بعد میں وہی کام کیا جائے وہ بدعت ہو جائے۔ ان کی اصل عبارت ایک بار پھر پڑھیں:

''اصطلاح شریعت میں ہر اس عمل کا نام ہے جس کا داعی یعنی
کرنے کی وجہ خیر القرون میں پائی گئی ہو اور اسے دین سمجھ کر نہ
کیا گیا ہو بعد میں کر لیا جائے یہ بدعت کہلاتی ہے۔'' (صفحہ ۳۱)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ خیر القرون میں جو کام دین سمجھ کر گھڑ لیا گیا ہو وہ بدعت نہ ہوگی۔ دین میں گھڑنے والا کوئی کام تو کجا کچھ بھی گھڑ لیا جائے اگر چہ خیر القرون ہی کیوں نہ ہو بلکہ عہد رسالت میں بھی گھڑ لیا جائے وہ کسے باشد گھڑنے والا کوئی بھی ہو وہ کافر ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ام لهم شركاء شرعوا لهم من الدين مالم باذن به
الله (الشوریٰ)

''کیا ان کیلئے اللہ کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنھوں نے

ان کے واسطے دین میں وہ راہیں نکال دیں جن کا اللہ نے حکم نہ دیا۔"

پس بروجہ ذاتی اپنی طرف سے جو بھی دین میں کہے وہ تو شرک ہے پھر اس میں زمانہ کی قید لگا کر ثابت کرنے والا بھی مشرک ہی ہوگا کوئی مسلمان کسی درجہ کا کیوں نہ ہو وہ دین میں کسی من گھڑت بات کو دین نہیں مانتا اور نہ اس گھڑنے والے آدمی کو مسلمان جانتا ہے البتہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے قلوب میں ایسے امور القا فرما دیتا ہے جو بظاہر جدید معلوم ہوتے ہیں مثلاً علامہ ابن کثیر روایت نقل کرتے ہیں:

"صحیح بخاری شریف فضائل قرآن میں حضرت ابوسعید خذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ سفر میں ایک جگہ اترے ہوئے تھے نا گہاں ایک لونڈی آئی اور کہا کہ یہاں کے قبیلہ کے سردار کو سانپ نے کاٹ کھایا ہے ہمارے آدمی یہاں موجود نہیں آپ میں سے کوئی ایسا ہے کہ جھاڑ پھونک کردے ہم میں ایک شخص اٹھ کر اسی کے ساتھ ہولیا ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ کیا کچھ جھاڑ پھونک بھی جانتا ہے اس نے وہاں جا کر کچھ پڑھ کر دم کر دیا اللہ کے فضل سے وہ بالکل اچھا ہوگیا تیس بکریاں اس نے دیں اور ہماری مہمانی کیلئے دودھ بھی بہت سارا بھیجا جب وہ واپس آئے تو ہم نے کہا اس آئے

ہوئے مال کو ابھی نہ چھیڑو پہلے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھ لو مدینہ آکر ہم نے حضور سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اسے کیسے معلوم ہوا کہ یہ پڑھ کر دم کرنے کی سورت ہے؟ فرمایا اس مال کے حصے کر لو میرا بھی ایک حصہ لگانا صحیح مسلم شریف اور ابوداؤد میں یہ حدیث ہے۔"

(تفسیر ابن کثیر جلد اول سورۃ فاتحہ صفحہ ۳۰)

ملاحظہ کیجئے کہ یہ جھاڑ پھونک کا طریقہ حضور ﷺ نے بھی نہ بتایا بلکہ اس پر استفسار فرمایا معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اپنے محبوب بندوں کے قلوب میں نیک امور کا القا فرما دیتا ہے چنانچہ مسٹر زرولی نے دین میں خیر القرون کی قید کو گھڑا اور اپنے اصول دین کی بنا پر بدعتی ہو کر جہنم میں گیا۔ مسٹر زرولی کے نزدیک زمن محدثین خیر القرون کو شامل اور خیر القرون میں جو بھی ایجاد ہوا وہ دین ہے سوائے اللہ کا ذکر اور درود شریف کے اس کے سوا کسی اور کی نشاندہی نہ فرمائی گویا جو بھی ایجاد ہوا وہ سب حق وصواب ہے اور اس دور میں روافض، خوارج، مرجیہ وقدریہ ومعتزلہ کے ماسوا عہد صحابہ میں یزید ابن معاویہ کے مظالم جو ۶۰ھ میں تخت نشیں ہوا جو صحابہ کرام کے مدینہ منورہ سے نکلنے کا پہلا دور یہی یزید خبیث کا دور تھا۔ شیخ محقق حضرت مولٰنا عبدالحق صاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں۔

"قرطبی کہتے ہیں کہ مدینہ پاک سے اہل مدینہ کے نکلنے کا سبب جو بعض احادیث میں آیا ہے یہی واقعہ حرہ ہے جس

زمانے میں یہ شہر مقدس خوبی اور آبادی میں حسن وکمال کے درجہ کو پہنچا ہوا تھا اس کا یہ حسن وکمال اصحاب مہاجرین وانصار و علماء تابعین کے وجود کے سبب تھا اس وقت حوادث اور فتنے پے درپے اس شہر کی جانب متوجہ ہوئے اس وقت اہل مدینہ نے ان آفات کے خوف سے اس قریہ سے جو مقام رحمت اور جائے نزول برکات ہے سفر کرنا اختیار کیا اور یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ مرئی کو شامیوں کا ایک بڑا لشکر دے کر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تا کہ ان لوگوں کو مدینہ مطہرہ کے حرہ میں نہایت سختی سے قتل کرے اور جتنی شدت کرسکتا ہو کرے تین روز تک حرم نبوی ﷺ کی بے حرمتی کرتے داد بیدینی دی اسی سبب سے اس کو واقعہ حرہ کہتے ہیں اس واقعہ کا وقوع واقم حرہ میں ہوا یہ جگہ مسجد نبوی ﷺ سے ایک میل کے فاصلے پر ہے یہاں پر ایک ہزار سات سو آدمیوں کو مہاجرین و انصار اور علماء تابعین کے علاوہ شہید کیا اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ عوام میں سے دو ہزار آدمیوں کو مارڈالا سات سو حافظ قرآن نیز قوم قریش کے ستانوے افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کرڈالا فسق وفساد اور زنا کو مباح کردیا

کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے اولاد زنا کی جنی تھی اور پیغمبر علیہ وسلم کی مسجد شریف میں گھوڑوں کو جولانی دیتے تھے اور غضب کی بات سنیے کہ روضہ شریف اور منبر شریف کی درمیانی جگہ میں جس کی بابت صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یہاں پر ان کے گھوڑے لید اور پیشاب کرتے تھے۔

(جذب القلوب الی دیار المحبوب اردو، صفحہ ۳۵۔۳۶)

ہم نے یزید کے مظالم کا ایک مختصر سا شمہ نقل کیا جس کو تفصیل درکار ہو وہ جذب القلوب کا مطالعہ کرے اور حرمین شریفین میں مظالم کی مفصل داستان پڑھے۔ نیز

ولید بن عبدالملک بن مروان کے مظالم

شیخ محقق مولنا عبدالحق صاحب محدث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

''ولید کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز مدینہ منورہ کے عادل تھے ولید نے ان کو لکھا کہ مسجد نبوی کے گرداگرد جس شخص کا بھی مکان ہو اس سے خرید لو اگر کوئی بیچنے سے انکار کرے اس کے مکان کو گرا دو اور اس کے عوض مال دے دو اگر وہ عوض لینے سے بھی انکار کرے تو مکان لے لو اور اس کی قیمت کو فقراء

میں تقسیم کردو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے حجرات بھی مسجد میں داخل کرلو۔عمر بن عبدالعزیز نے ولید کے حکم کے موافق عمل کیا اور حجروں کو منہدم کر کے مسجد میں شامل کرلیا بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں جس دن ولید کا حکم آیا اور امہات المؤمنین کے حجرے منہدم کئے جانے لگے تو لوگ ایک عظیم مصیبت میں مبتلا ہو گئے کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس کو دیکھ کر روتا نہ ہو سعید بن مسیب کہتے تھے کاش رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کو بحال چھوڑ دیا جاتا تا کہ لوگ یہ دیکھتے کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی میں کس طرح زندگی بسر کی ہے ابنِ زیاد بعض اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ جب ولید بن عبدالملک حج کیلئے آیا ارکان حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ بھی آیا وہ ایک دن منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا کہ یکا یک اس کی نظر حسن بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے جمال پر پڑی جو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے آئینہ ان کے ہاتھ میں تھا اس میں آپ اپنے جمال جہاں آرا کو دیکھ رہے تھے ولید نے منبر سے اتر کر عمر ابن عبدالعزیز کو ڈانٹا کہ ان کو ابھی تک کس لئے یہاں چھوڑ رکھا ہے انہیں تم نے باہر کیوں نہیں کیا میں نہیں

چاہتا کہ ان کو اس کے بعد بھی یہاں دیکھوں مکان کو ان سے خرید کر مسجد میں داخل کرلو۔ فاطمہ بنت حسین اور حسن بن حسن نیز ان کی اولاد رضی اللہ تعالیٰ عنھم گھر میں موجود تھے انھوں نے باہر آنے سے انکار کیا ولید نے حکم دیا کہ اگر یہ لوگ باہر نہ نکلیں تو مکان کو ان ہی پر گرادو اور مکان کا اسباب ان کی رضامندی کے بغیر ہی باہر پھینک دو مکان کو ویران کردو یہ حضرات مجبوراً باہر نکلے اور روز روشن میں اہل بیت کی پردہ نشین مدینہ منورہ سے باہر چلی گئیں ایک مکان اپنی سکونت کیلئے اختیار کیا۔''

(جذب القلوب الی دیار المحبوب اردو، صفحہ ۱۲۲۔۱۲۳)

یہ تمام کارنامے حضور اکرم سید عالم ﷺ کی عداوت پر دلالت کرتے ہیں مگر مسٹر زرولی کو ان امور سے کوئی غم والم نہیں اگر دکھ اور درد ہے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذکر اور درود شریف سے ہے یہ اور اس قسم کے جتنے بھی امور ایجاد ہوئے وہ سب داخلِ دین اور باعث حق وصواب ہیں۔ ہم نے نہایت مختصر بطور اجمال ان حادثات کی نشاندہی کی جس کو تفصیل منظور ہو وہ اصل کتاب کی جانب رجوع لائے۔

مسٹر زرولی لکھتے ہیں:

''بدعت حسنہ کی بحث۔ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رسول اللہ ﷺ اما بعد فان خیر الحدیث

کتـاب اللـه و خیـر الهـدیٰ هدی محمد ۔ یہ لوگ بدعت حسنہ کا اعتقاد رکھتے ہیں کاش کہ آپ علم منطق کا پہلا رسالہ ایساغوجی پڑھ چکے ہوتے تو آپ کو کلی اور جزئی کا فرق معلوم ہوا ہوتا مگر جن لوگوں کو نبی معصوم ﷺ صاحب وحی ﷺ کا ارشاد عالیہ کل بدعۃ ضلالۃ پر اطمینان نہیں ہے اور حیا کے پردے چاک کرتے ہوئے بدعات کو حسنہ سمجھنے کے قائل ہوں وہ کبھی بھی قاعدہ کلیہ کو نہیں سمجھیں گے۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت, صفحہ ۲۸)

؎ اوچھل کروہ نہیں چلتے جو ہوتے کامل ہیں کسی فن میں
مثل مشہور ہے اوچھل جاتا ہے پانی اوچھے برتن میں

مسٹر زرولی نے ایساغوجی کا نام کسی طالب علم سے سن لیا اسکا حیرت سے تماشا دیکھ رہے ہیں۔قرینہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مفلس تہذیب کو بھی نہیں جانتا پھر اونچی کتب مثلاً قاضی مبارک اور شرح چغمینی کا نام تو خواب میں بھی نہ سنا ہوگا۔

مسٹر زرولی کا انداز دلیل وثبوت ملاحظہ ہو۔فرماتے ہیں:

خیـر الـحـدیـث کتـا ب اللـه و خیر الهدی هدی محمد (ﷺ)

اس میں جناب کوایسا غوجی کی یاد نے ستایا ضبط نہ ہوسکی بے بہا تھی، پیش فرمایا

پھر لکھتے ہیں: ''کل بدعة ضلالة'' (ص۔ ۳۵)

''بدعت لغت میں ہر نو وجود کو کہتے ہیں۔'' (ص۔ ۳۱)

نیز لکھتے ہیں کہ: ''جب بدعت سے بچنے کیلئے سنت چھوڑنے کا حکم ہے تو بدعت حسنہ تو کوئی چیز ہی نہیں ہے۔'' (ص۔ ۳۸)

''اور نبی اکرم ﷺ نے ہر بدعت کو گمراہی بتایا ہے۔'' (ص۔ ۳۱)

اور لکھتے ہیں: ''بدعت جیسی بھی ہو اور جہاں کہیں ہو وہ گمراہی ہوگی۔'' (ص۔۳۰)

اور لکھتے ہیں: ''گھڑے ہوئے کاموں سے بچو کیوں کہ جو دین میں گھڑ لیا جاتا ہے وہ بدعت و گمراہی ہے اور گمراہی کا آخری انجام جہنم ہے۔''

(ص۔ ۷)

اور لکھتے ہیں: ''مجدد صاحب کی یہ عبارت بار بار پڑھیں، سنت و بدعت ضد یک دیگر اند۔''

(ص۔ ۲۷)

یعنی سنت اور بدعت ایک دوسرے کی ضد ہے۔

مسلمانوں کی عداوت میں یہ مجموعی طور پر آہنی خار لگائے اور اپنی حفاظت کیلئے یہ گل کھلائے۔ لکھتے ہیں:

''اہل بدعت کے مغالطے اور ان سے بچنے کے طریقے۔ یہ حضرات جب اہل سنت کے براہین و دلائل سے عاجز آجاتے

ہیں تو سادہ مسلمانوں کو مغالطہ دینا شروع کردیتے ہیں مثلاً لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مدارس دینیہ کا قیام دینی کتب کی تدوین اور قرآن و حدیث کی طباعت وغیرہ یہ لوگ انہیں بدعت ظاہر کرتے ہیں جو کہ سب مسلمانوں کے ہاں قابل عمل ہے اس کے اصولی جوابات حافظ تقی الدین ابن دقیق العبد نے اپنی کتاب احکام الاحکام ج ا جز ۲ ص ۱۲۲ پر دے چکے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب کام خیرالقرون میں ہو چکے ہیں نبی کریم ﷺ قرآن کریم کی سورتیں اور آیتیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے لکھواتے تھے خود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بالاتفاق جمع قرآن اور تدوین حدیث کا کام کیا ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس احادیث مبارکہ کا ایک مجموعہ تھا اور اس کا نام ''صادقہ'' تھا نبی کریم ﷺ سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قرآن و سنت سیکھتے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن رات صحیحین کی روایات کے مطابق اور دیگر حضرات جن کی تعداد گھٹتی بڑھتی تھی ایک ایک وقت میں دوسو اور چار سو تک حضرات پڑھنے کیلئے جمع ہوتے تھے آپ جس چبوترے پر بیٹھ کر انھیں پڑھاتے تھے وہ صفہ کہلاتا ہے گویا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم طالبان دین

حضرت پاک ﷺ استاذ معظم فداہ ابی امی اور آپ کے مدرسہ کا نام صفہ ہوا گویا صفۃ العلوم کی بنیاد صاحب وحی ﷺ خود قائم فرما چکے گویا دینی مدارس کا ثبوت خیر القرون سے موجود ہے باقی دنیا کی چیزیں اگر دین کیلئے استعمال کی جائیں اور کرنے والے کی نیت اچھی ہو تو وہ جائز اور باعث ثواب ہے جیسے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال وہ بدعت کی تعریف میں نہیں آتی ہیں۔"

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت، ص ۳۴۔۳۵)

اللہ ہی جانتا ہے کہ دیو کیسی سخت گندی بلا ہے کہ جس آدمی سے دیو، بندھ جائے اس پر سچ اور حق بولنا حرام اور کذب وافترا فرض ہو جاتا ہے۔

جعل مزہ جھوٹ غذا ہو گیا
ہائے دیانت تجھے کیا ہو گیا

عہد رسالت مآب ﷺ میں پورے قرآن کریم کی اگرچہ کتابت ہو چکی تھی مگر اسوقت تک آیات قرآنیہ چرمی پارچوں سنگی تختیوں اور دوسری چیزوں میں منتشر اور غیر مرتب تھیں مرتب اور یکجا اگر تھیں تو حفاظ کے سینوں میں۔ مگر مسلمان ایک ایسے معرکے سے دوچار ہوئے کہ قرآن کریم کی یکجا کتابت ناگزیر ہو گئی یہ امر اہل علم سے پوشیدہ نہیں کہ مسیلمہ کذاب، حضور ﷺ کے زمانے ہی میں دعویٰ نبوت کر چکا تھا۔ وفات سید عالم ﷺ

کے بعد جب بہت سے قبائل عرب اسلام سے منحرف ہوئے تو مسیلمہ بھی زور پکڑ گیا اس شر وفتنہ کی مدافعت کیلئے ۱۱ھ میں امیر المؤمنین ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں کثیر جماعت صحابہ پر مشتمل ایک فوج بھیجی جس نے مسیلمہ اور اس کے حامیوں سے سخت معرکہ آرائی کی، مسیلمہ خائب و خاسر ہوا اور قتل کیا گیا تاریخ میں یہ معرکہ جنگ یمامہ کے نام سے مشہور ہے اس جنگ میں تقریباً بارہ سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہید ہوئے, عینی و مرقاۃ میں ہے کہ صرف حفاظ شہداء کی تعداد سات سو (۷۰۰) تک تھی یہ تعداد اس زمانہ کے لحاظ سے کچھ بعید از قیاس نہیں کیونکہ اسوقت صحابہ کی تعداد تقریباً سوا لاکھ تک پہونچ چکی تھی امور خیر میں ان کے معروف جذبۂ مسابقت اور حفظ قرآن کی ضرورت، فضیلت اور اہمیت کے پیش نظر اس دور میں ہزار ہا ایسے افراد کا پیدا ہو جانا جنہیں پورا یا اکثر قرآن یاد ہو کوئی بعید نہیں ان حالات میں ایک عظیم جماعت سے سات سو حفاظ کا شہید ہو جانا بالکل قرین قیاس ہے۔ بہر حال اس معرکے میں حفاظ قرآن کی اتنی کثیر تعداد میں شہادت ہوئی کہ یہ ایک ایسا دل گداز واقعہ بن گیا جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ارباب حل و عقد کو چونکا دیا قرآن کی یکجا کتابت لازمی سمجھی گئی اور خلافت اسلامیہ کی نگرانی میں قرآن کریم کی تدوین کا کام شروع ہوا۔

امام احمد، امام بخاری، ترمذی، نسائی، ابن حبان (فی الصحیح) طبرانی (فی الکبیر) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی داؤد، (فی المصاحف) ابوداؤد طیالسی، ابن سعد اور

عدنی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تدوین قرآن کی تفصیل یوں روایت کی ہے فرماتے ہیں؛

تدوین قرآن کی تفصیل

''حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ یمامہ کے بعد میرے پاس آدمی بھیج کر مجھ کو طلب فرمایا میں ان کے یہاں حاضر ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے حضرت ابوبکر نے مجھ سے فرمایا عمر نے مجھ سے آکر کہا کہ جنگ یمامہ میں حفاظ قرآن کی بڑی شدید خونریزی ہوئی ہے مختلف معرکوں میں حفاظ کی شہادت کا یہی نقشہ رہا تو مجھے اندیشہ ہے کہ بہت سارا قرآن ان کے ساتھ ہی چلا جائیگا میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ''جمع قرآن'' کا حکم دیں اس پر میں نے عمر سے کہا ہم کوئی ایسا کام کیسے کر سکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا عمر نے کہا ھو وا للہ خیر ،بخدا یہ کام تو بہتر ہی ہے عمر مجھ سے اس معاملے میں گفت وشنید کرتے رہے یہاں تک کہ اس کیلئے اللہ نے میرا سینہ کھول دیا اور میری رائے بھی وہی ہوگئی جو عمر کی تھی،.....حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں صدیق اکبر نے مجھ سے فرمایا تم عقلمند جوان ہو تم پر

ہماری کوئی تہمت نہیں تم تو رسول اللہ ﷺ کے کاتب وحی تھے تم تلاش وتتبع اور چھان بین کر کے قرآن جمع کرو حضرت زید فرماتے ہیں فو الله لو کلفونی نقل جبل من الجبال ماکان اثقل مما امرنی به من جمع القرآن ۔یعنی خدا کی قسم اگر مجھے پہاڑ ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانیکا حکم دیتے تو یہ مجھ پر جمع قرآن کی اہم ذمہ داری سے زیادہ گراں نہ ہوتا۔ میں نے عرض کیا آپ حضرات ایک ایسا کام کیسے کریں گے جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا صدیق اکبر نے جواب دیا ھو واللہ خیر ،خدا کی قسم کام تو بہتر ہی ہے۔اس پر ان سے میری گفت وشنید جاری رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اس کام کیلئے کھول دیا جس کیلئے ابو بکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا سینہ کھول دیا تھا، تو تلاش وتتبع اور چھان بین کر کے میں درخت خرما کی شاخوں ، سنگی تختیوں اور آدمیوں کے سینوں سے قرآن جمع کرنے لگا یہاں تک کہ سورۂ توبہ کا آخری حصہ لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم سے آخر سورہ تک میں نے حضرت ابوخزیمہ انصاری کے پاس پایا ان کے علاوہ اور کسی کے پاس نہ پایا اس

تدوین سے صحیفے تیار ہو گئے، ہر سورہ ایک الگ صحیفے میں تھی اس طرح سورہ کی تمام آیات یک جا ہو گئیں یہ صحیفے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ان ہی کے پاس رہے ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے ان کی شہادت کے بعد ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے۔''

(بخاری جلد دوم کنز العمال جلد اول)

عزیزان ملّت! اس منقولہ عبارت سے ظاہر ہے کہ اسوقت حالات کس قدر نازک تھے یہ عمر فاروق اعظم اور ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فراست کاملہ تھی کہ قرآن حکیم جمع فرمادیا اور زرولی مدرسہ قائم کئے ہوئے حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو استاذ معظم اور صحابہ کرام کو بیٹھ کر پڑھا رہا ہے۔ کس قدر کذب وفریب کا پتلا مسلمانوں کو گمراہ کر رہا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا اور بہتان لگا رہا ہے جس دشواری اور مشکل سے قرآن کریم جمع کیا گیا وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے ظاہر ہے۔

علاوہ ازیں یہ مفتری خیر القرون خیر القرون کو رو رہا ہے کہ قرن کوئی بھی ہو نیک کام نیک ہی ہوتا ہے اور برائی برائی ہی رہتی ہے قرن اس کی حقیقت کو نہیں بدلتا جبکہ حضرت عمر

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ ''جمع قرآن'' کی طرف مبذول کرائی تو انہوں نے یہی تو فرمایا کہ میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی تو فرمایا ھو واللہ خیر ،بخدا کام تو خیر ہے اسی گفت وشنید میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کام کیلئے اللہ نے میرا سینہ کھول دیا۔ معلوم ہوا کہ جو نیک کام کی بنیا درکھتے ہیں اگر چہ کسی زمن وکسی قرن میں ہوں اللہ عزوجل ان کا سینہ کھول دیتا ہے وہ اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں اور جن کے قلب اور سینے ابلیس نے پکڑ رکھے ہیں ان کو خیر نظر نہیں آتی اور خیر وشر میں امتیاز کی لیاقت نہیں رہتی بلکہ ایمان کی حلاوت نہیں رہتی اس لئے وہ بدعت بدعت کا وظیفہ ورد زبان رکھتے ہیں ۔روافض نے یہی اعتراض تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیا کہ ابوبکر نے وہ کام کیسے کیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا آج ان کے بڑے بھائی بھی یہی گیت گاتے پھر رہے ہیں ہر کارِ خیر نو موجود کو بدعت کہتے ہیں۔

صفۃ العلوم اور جہول وظلوم

مسٹر زرولی! نے لکھ دیا کہ آپ جس چبوترے پر بیٹھ کر انہیں پڑھاتے تھے وہ صفہ کہلاتا ہے اس میں دوسو اور چار سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم طالبان دین اور حضور ﷺ استاذ معظم آپ کے مدرسے کا نام صفہ گویا صفۃ العلوم کی بنیاد حضور ﷺ نے فرمائی

،معاذ اللہ استغفر اللہ۔ دین میں ایسا کذب وافترائے تام دیوبندیوں کا ہے کام۔

شیخ محقق عبدالحق صاحب دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صفہ کی کیفیت سماعت فرمائیں ارشاد فرماتے ہیں:

''صفہ مسجد واصحاب صفہ قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ صفۃ بضم صاد مہملہ وادغام فا، مسجد نبوی ﷺ کے اختتام پر ایک سائبان تھا جس میں فقراء مساکین صحابہ جو اہل وعیال نہیں رکھتے تھے رہتے تھے اسی مکان کی نسبت سے ان کو اصحاب صُفہ کہتے ہیں اور ذہبی کہتے ہیں کہ تحویل سے پیشتر قبلہ مسجد کے شمالی جانب تھا لیکن جب قبلہ کی تحویل ہوئی تو قبلہ اول کی دیوار اس کی جگہ پر قائم رکھی تا کہ مساکین وفقراء کیلئے بھی جگہ رہے اصحاب صُفہ کے نکاح کر لینے، موت آجانے یا مسافرت کے اختیار کرنے کی وجہ سے ان کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب حلیف میں ایک سو سے زیادہ ان کے نام شمار کئے ہیں ان کی خواب گاہ بھی مسجد میں تھی یہ لوگ اس کے علاوہ کوئی دوسری جگہ نہیں رکھتے تھے۔''

(جذب القلوب الی دیار المحبوب ص ۱۰۸)

پھر لکھتے ہیں:

''ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں (یہ خود بھی اصحاب صُفہ سے ہیں) میں نے اصحاب صُفہ میں سے ستر ایسے آدمیوں کو دیکھا جن پاس سوائے ایک تہبند کے جو آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا تھا اور کوئی کپڑا نہ تھا سجدہ کرتے وقت ان کو ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے تاکہ ستر نہ کھل جائے ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں اکثر بھوک کی شدت میں پیٹ سے پتھر باندھ لیتا تھا اور کلیجے کو زمین پر مارتا تھا ایک دن میں قوم کی رہگذر پر بیٹھا ہوا تھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس راستے سے گزرے میں نے قرآن کی ایک آیت ان کو سنانے کیلئے پڑھی تاکہ وہ میری حالت کو دریافت کریں لیکن انہوں نے کچھ توجہ نہ کی اور چلے گئے اس کے بعد ابو القاسم محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو مسکرا کر فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ (ﷺ) تو آپ نے فرمایا کہ یہاں آؤ میں اٹھا اور حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے حجرہ شریف پر پہنچا ہدیہ میں دودھ کا پیالہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ جاؤ اصحاب صُفہ کو بلا لاؤ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دودھ ہی کتنا ہے جس کیلئے اصحاب صُفہ طلب فرمائے جاتے

ہیں اگر مجھے ہی دے دیتے تو میں پی لیتا اور تھوڑی آرام پاتا لیکن خدا اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور ان کو رسالت مآب ﷺ کے دربار میں بلا لایا سب آ گئے اور حضور ﷺ کے حجرے میں ایک جگہ بیٹھ گئے آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا دودھ کا پیالہ لو اور اصحاب کو دو پھر تو پیالہ اٹھا کر میں نے ان اصحاب کو دیا ہر ایک آسودہ ہو کر پیتا تھا اور دودھ اپنے مقدار میں باقی رہتا تھا جب سب پی چکے تو میں نے پیالہ کو آنحضرت ﷺ کے سامنے رکھ دیا تبسم کر کے فرمایا کہ بس ہم اور تم باقی رہ گئے میں نے عرض کیا صدقت یا رسول اللہ ﷺ فرمایا بیٹھو اور جس قدر بھوک ہو پیو میں نے دودھ کو خوب سیر ہو کر پیا باقی حضور ﷺ کو دیا حق جل وعلا کا خطبہ شکر پڑھ کر پیالہ میں جو باقی بچا تھا نوش فرمایا اور دوسرے وقت کے لئے بھی طعام میں کثرت اور برکت اور اصحاب صفہ کے لئے کافی ہونے کی روایت بھی ابو ہریرہ کے ذریعہ ثبوت کو پہونچی ہے۔"

(جذب القلوب الی دیار المحبوب, ص ۱۰۹ - ۱۱۰)

صفہ غربا اور مساکین کے قیام کی جگہ تھی جس کو دیوبندی دیانت نے مدرسہ بنا کر صفۃ العلوم نام رکھ دیا ان لوگوں کے دجل وفریب اور کذب وافترا سے اللہ عزوجل تمام مسلمانوں کو محفوظ اور مامون رکھے ان لوگوں کے جھوٹے افسانوں اور تراشیدہ بہتانوں کی کوئی حد نہیں نقل عبارت میں قطع برید ان کا داب قدیم یہاں تک کہ ان کے بزرگوں نے رسالے کے رسالے جی سے گھڑ کر علماء سابقین کی جانب منسوب کر دیئے اور انتہا یہ کہ عالم اور امام دل سے تراش لئے ان کے کذب وافترا فی الدین کا ذکر قلیل حضرت علامہ مولانا سلطان احمد خاں صاحب علیہ الرحمہ نے کتاب لاجواب ''سیف المصطفیٰ علی الادیان الافتراء میں فرمایا جو ۱۲۸۹ھ میں عالم شہود پر آئی۔ بعد والوں نے اس سے بھی زیادہ ظلم ڈھائے جھوٹے بہتانوں کے انبار لگائے مثلاً ایک کتاب لعنت مآب ''سیف الحقی'' طبع کرائی جس میں کمال بے حیائی سے مصنوعی کتابیں اعلیٰحضرت کے والد ماجد مولٰنا نقی علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے جد امجد مولٰنا رضا علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسماء طیبہ سے گھڑ لیں اور فرضی عبارتیں اور ان میں فرضی کتابوں کے نام منسوب کر کے لکھا کہ آپ یوں کہتے ہیں اور آپ کے والد ماجد وجد امجد اور مرشد غوث الاعظم اپنی فلاں فلاں کتاب مطبوعات فلاں فلاں مطابع کے فلاں فلاں صفحات پر یہ تحریر فرماتے ہیں، حالانکہ جہاں میں ان کتابوں کا پتا نہیں نہ ان کے مطابع کا نام ونشان اور مزید یہ کہ اعلیٰحضرت کے والد ماجد رضی اللہ عنہ کے نام سے فتویٰ گھڑا اور اس پر حضرت اقدس کی مہر تراشی اور تاریخ

۱۳۰۱ھ لکھی حالانکہ حضرت اقدس کا وصال شریف ۱۲۹۷ھ میں ہوا یعنی وصال شریف کے چار سال بعد مہر کندہ کرائی گئی۔ان لوگوں کی خیانت کا مختصر حال سیف مصطفیٰ میں ملاحظہ فرمائیں، یہی ملاحظہ کیجئے کہ صفہ جو مسکین خانہ تھا اس کو مدرسہ کر دیا اور صفۃ العلوم نام رکھ دیا۔نیز زرولی کہتے ہیں کہ:

"دنیا کی چیزیں اگر دین کے لئے استعمال کی جائیں اور کرنے والے کی نیت اچھی ہو تو وہ جائز اور باعث ثواب ہے جیسے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال...."

نمبر۔۱: ہر چیز کے دین میں استعمال کرنے سے پہلے نیت دیکھی جائے کہ اس کی نیت اچھی ہے یا محض ریا کاری اب ایسا کوئی آلہ جرمنی یا روس سے منگایا جائے کہ پہلے نیت کا حال معلوم ہو اور یہ غیر ممکن۔

نمبر۔۲: قطع نظر اس کے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی صحت اور اس کے استعمال پر غور کریں عہد رسالت سے جب تک یہ آلہ وجود میں نہ آیا نماز میں مکبر مقرر کئے جاتے ان کی تکبیرات پر مقتدی انتقالات رکوع وسجود وغیرہ کرتے یہ سنت متوارثہ اس بدعت سے معدوم اور مفقود تو سنت فوت ہوئی یہ سنت کی ضد ہے چنانچہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں بدعت سیئہ ہے۔

نمبر۔۳: فقہاء کرام مسجد میں اذان کہنے کو منع فرماتے ہیں لایوذن فی المسجد اذان موذنہ یا منبر پر ہوا کرتی تھی جب سے یہ آلہ آیا مسجد میں اذان ہونے لگی وہ سنت اٹھ گئی بدعت سیئہ آگئی لہٰذا لاؤڈ اسپیکر بدعت ہے۔

نمبر۔۴: نماز جمعہ میں اذان خطبہ امام کے سینہ پر مسجد میں ہوتی ہے حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں باہر دروازے مسجد پر ہوتی تھی سنن ابی داؤد شریف جلد اول میں ہے ''عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یوذن بین یدی رسول اللہ ﷺ اذا جلس علی المنبر یوم الجمعة علیٰ باب المسجد وابی بکر و عمر ۔یعنی جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور ﷺ کے سامنے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں ۔اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس ﷺ یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کیلئے ایسا ضرور فرماتے ۔معلوم ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر پر اذان مسجد میں دلوانا بدعت سیئہ ہے اس سے سنت کی ضد ہے سنت فوت ہوگئی ۔دنیا کی چیزیں دین کے استعمال میں یہ کسی ناسمجھ بچے کی بات ہے یا مولوی کاہذیان ۔ارے ناسمجھ جو چیز دین میں استعمال ہوگی وہ دنیا کب کیسے ہو سکتی ہے ۔دنیا نام ہے اللہ اور اسکے رسول کے بندوں کے درمیان حجاب کا ، عارف رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

؎ چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ فرزند و زن

نیز ارشاد ہوتا ہے الدنیا جیفة وطالبها کلاب ۔دنیا مردار ہے اس کے چاہنے والے کتے ہیں ۔جو اپنی کو مسجد میں بھی نہ چھوڑیں نمازوں میں اس سے منہ نہ موڑیں وہ

کس درجہ کے مسلمان ہو سکتے ہیں؟ وہ یقیناً طالب الدنیا ہیں ایسوں کیلئے اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فمن الناس من یقول ربنااٰتنافی الدنیا وما له فی الاخرةمن خلاق (البقرہ:۲۰۰)

''اور کوئی آدمی یوں کہتا ہے کہ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔''

وہ ایسے ہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اپنی دنیا کو نہ مسجد میں چھوڑیں نہ نمازوں میں۔ دنیا تو اللہ عزوجل نے کافروں کیلئے مخصوص فرمادی, ارشاد فرمایا جاتا ہے:

ولو لا ان یکون الناس امة واحدة لجعلنا لمن یکفر بالرحمٰن لبیوتهم سقفًا من فضة و معارج علیها یظهرون ○ و لبیوتهم ابوابا و سررا علیها یتکؤن ○ وزخرفا و ان کل ذالک لما متاع الحیٰوة الدنیاط والاخرة عند ربک للمتقین۔

(الزخرف:۳۳تا۳۵)

''اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر ہو جائیں تو ہم ضرور رحمٰن کے منکروں کیلئے چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتے جن پر چڑھتے اور ان کے گھروں کیلئے چاندی کے

دروازے اور چاندی کے تخت جن پر تکیہ لگاتے اور طرح طرح کی آرائش اور یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے اور یہ آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کیلئے ہے۔"

معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اپنے نیک بندوں کو دنیا اور اسبابِ دنیا سے محفوظ رکھتا ہے اور جو کافر بے دین ہیں ان کو دنیا اور اسباب دنیا میں مبتلا فرماتا ہے۔

تمہیں کالی گھٹا کا بھی نہیں پہچاننا آتا
نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے

مسٹر زرولی نیک مسلمانوں کو بدعتی کہنے سے پہلے اپنے گھر کی ذاتی بدعتوں کو دیکھو تم سراپا بدعتوں میں محبوس اور ملبوس ہو۔ تم جس مکان میں رہتے ہو کیا اس مکان کا کوئی تصور خیر القرون میں عہد رسالت یا عہد خلفاء راشدین یا عہد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم میں دکھا سکتے ہو اگر ہے کچھ حرارت دین تو کسی صحابی یا کم از کم کسی تابعی کا ایسا مکان دکھا دو ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔

خوب امید بند ہیں لیکن ہوئیں خرماں نصیب
بدلیاں اٹھیں مگر بجلی گرانے کیلئے

علاوہ ازیں تمہارے گھر میں جو اسباب ہے وہ سامان کسی صحابی یا تابعی کے مکان میں دکھا دو تمہارے کھانے اور پینے اور پہننے میں جو اشیاء استعمال ہوتی ہیں وہ کسی صحابی یا

تابعی کے پاس دکھادو بقول تمہارے ہر نومولود شے بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالۃ ہے چلیئے جانے دیجئے تمہارے بس کی یہ بات نہیں تم کہدو گے کہ یہ دنیا اور مال دنیا ہے اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمہارا دین سے کوئی علاقہ نہیں ہر بات میں جدا ہو ہر شے میں ہو ممتاز۔ چلیئے اپنی مسجد ہی کی زیارت کرادو یہ تمہارے دین میں داخل ہے یا نہیں؟ اس مسجد کی تعمیر میں جو اشیاء تم نے لگائی ہیں پلاسٹر اور رنگ وروغن کرایا ہے فرش پر ٹائل اور کارپٹ یا قالین بچھایا ہے آرسی سی کی چھتیں بنوائی ہیں بجلی کے پنکھے ٹیوب لائٹیں اور بلب اور گیزر وغیرہ لگوائے یہ اشیاء ہی اپنے خودساختہ خیر القرون میں ثابت فرمادو کیا یہ سارا مال بدعت وضلالت نہیں؟ صرف نیک مسلمانوں پر بدعت کے فتوے برساتے ہو۔ چلیئے اپنے دارالعلوم کو بھی ایک نظر دیکھ لیں، تم ہی تو اس کے موسس ہو بتایئے ایسا دارالعلوم عہد صحابہ کرام یا تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کوئی تھا ایک ہی دکھادو اس میں جو تقسیم درجات اور اسکا مقبول نصاب جس کو تم سب درس نظامی کا نام دیتے ہو کیا خیر القرون میں تھا اگر تھا تو اس کا ثبوت فراہم کیجئے یہ دورہ حدیث، جلسہ دستار بندی اور مدرسین اور مدرسین کی تنخواہیں مقرر کرنا کیا یہ سب عہد زمان برکت نشان میں یا اس کے بعد عہد صحابہ یا تابعین میں تھا؟ ہرگز ثبوت نہ دے سکو گے لاجرم تسلیم کرنا پڑے گا یہ سب اشیاء اور قوانین اور سارے افعال بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے کل بدعة ضلالة کا پہرہ لگایا ہوا تمہارا ہے! ہمارا نہیں۔

نہ ادھر اُدھر کی تو بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

مسٹر زرولی! تم نے تو ایک کلیہ قلب میں بسا رکھا ہے وہ کل بدعة ضلالة ،تم کو اب بھی یاد نہیں آیا یہی جملہ تو تھا مگر کلیہ نہ بن سکا جب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور جمع قرآن کی فہمائش کی تو انہوں نے بھی یہی تو کہا تھا کہ میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا اس لئے انہوں نے فرمایا ھو واللہ خیر، بخدا کام تو خیر ہے اسی گفت شنید میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ اللہ عزوجل نے اس کام کیلئے میرا سینہ کھول دیا اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا کہ میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا اسی دوران گفتگو میں حضرت زید فرماتے ہیں کہ اللہ نے میری سینہ بھی اس کام کیلئے کھول دیا اور میرا رائے بھی وہی ہوگئی۔

مسٹر زرولی! اگر یہی کلیہ اس دربار میں پاس ہو کر نافذ ہو جاتا تو آج قرآن حکیم تمہارے ہاتھوں میں نہیں ہوتا اور نہ دنیا میں نظر آتا اللہ عزوجل رحمت کاملہ نازل فرمائے ان حضرات پر جنہوں نے اس کلیہ کو توڑ کر قرآن عطا کیا۔

دست جنوں نے ایسی اڑائی ہیں دھجیاں
چھوڑا نہ ایک جیب و گریباں کے تار کو

مسٹر! یہ کلیہ تو یاد ہے اِس نعمت کا بھی کبھی منہ دیکھا حدیث پاک میں ہے:

عن جریر قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شی ومن سن فی الاسلام سنة سیئة کان علیه و زرها و وذدها ومن عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اوزاهم شی

(مسلم، مشکوٰۃ)

''حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اسلام میں کسی اچھے طریقے کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنیکا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی اور جو اسلام میں کسی بُرے طریقہ کو رائج کریگا تو اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔''

معلوم ہوا کہ زمن وقرن اچھے اور بُرے کام کی حقیقت کو بدل نہیں سکتا اچھا کام اچھا ہی ہے اگر چہ کسی زمن وقرن میں کیا جائے اور برا کام برا ہی ہے اگر چہ کسی زمن وقرن میں بھی کیا جائے۔ جولوگ قرآن کریم کونہیں مانتے ان سے حدیث شریف کے ماننے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ ملاحظہ کیجئے لاؤڈاسپیکر کو دنیا مان کر دین میں داخل کر دیا اور اپنی نمازوں کی زینت قرار دیا حالانکہ عہد رسالت میں تو اس کا وجود تو کجا نام بھی نہ تھا صحابہ کرام نماز پڑھتے اور نماز میں قرآن تلاوت کرتے اگر تلاوت زور سے بھی کرتے تو آواز کہاں تک پہنچتی اس صورت حال میں اللہ عزوجل نے حکم فرمایا:

ولاتجهر بصلاتک ولاتخافت بها وابتغ بين
ذٰلک سبيلا○ (بنی اسرائیل۔ ۱۱۰)

''اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔''

اللہ واحد قہار بہت بلند آواز سے تلاوت کو منع فرماتا ہے انہوں نے اس کی ضد میں لاؤڈاسپیکر کو جائز قرار دے دیا۔

لطیفہ

کسی دیہات میں ایک مولوی صاحب نے اپنے وعظ میں فرمایا کہ سود لینا حرام ہے۔ ڈیوڑھا یا سوایا غلہ لینا بھی حرام ہے۔ دیہاتی لوگ کاشت کے زمانے میں زمینداروں

سے غلہ ڈیوڑھے اور سوائے پر لیا کرتے۔ جب بھی فصل آتی تو جتنا غلہ لیکر آتے زمیندار کو اس کا ڈیوڑھا یا سوایا دیا کرتے تھے۔ جب کاشت کا وقت آیا تو کاشتکار, زمینداروں کے پاس غلہ لینے گئے تو زمیندار نے کہا کہ مولوی صاحب ڈیوڑھے اور سوائے کے لین دین کو منع فرما گئے تو وہ لوگ پریشان ہوئے تو پھر ہم زمین میں کیا بوئیں گے تو زمیندار نے کہا کہ سوایا اور ڈیوڑھا منع کیا ہے دونا منع نہیں کیا اگر دونا دینے کا اقرار کرو تو لیجاؤ بیچارے غریب مجبوراً دونے پر غلہ لے گئے۔

اسی طرح مسٹر زرولی کہ ہم اپنی آواز نہ بلند کریں نہ زیادہ پست لاؤڈ اسپیکر جائز کردو دس گنا اور سو گنا بلند ہو جائے گی پس لاؤڈ اسپیکر جاری کر دیا گیا اگر کوئی اعتراض کریگا تو کہہ دیں گے کہ زور سے پڑھنے اور آہستہ پڑھنے کو منع فرمایا ہے لاؤڈ اسپیکر کو تو منع نہ فرمایا یہ امام کی آواز تو نہیں ہے لاؤڈ اسپیکر کی آواز ہے۔

کوچہ جاناں کی خاک لائیں گے
اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

فہم حدیث

حدیث شریف سمجھنے کی لیاقت جس کو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اسی کو ملتی ہے ہر ایرا غیرا بدھو خیرا کو نہیں ملتی مسٹر زرولی نے ایک حدیث نقل کی (فھو ھٰذا):

"ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة و فی رواہ کل ضلالة فی النار ۔یہ

حدیث اکثر معتبر کتب میں موجود ہے یعنی گھڑے ہوئے کاموں سے بچو کیوں کہ جو گھڑ لیا جاتا ہے وہ بدعت ہو جاتا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی کا آخری انجام جہنم ہے۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت ص ۷)

جنون کی فراوانی ملاحظہ ہو یہاں لکھتا ہے:

جو دین میں گھڑ لیا جاتا ہے وہ بدعت ہوتا ہے دوسری جانب لکھتا ہے سنت و بدعت ضد یک دیگر اند۔

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت ص ۲۷)

غور طلب یہ امر ہے کہ جو کام دین میں گھڑ لیا جائے یعنی کوئی نیا طریقہ ایجاد کیا جائے وہ دو حال سے خالی نہ ہوگا اول وہ طریقہ دین کا موئد اور باعث تقویت اسلام ہو کما قال من سن فی الاسلام سنة الحسنة الخ یہی باعث اجر وثواب ہے۔ دوم دین کے مخالف اور باعث فساد ہو کما قال من سن فی الاسلام سنة سئیه الخ یہ باعث ظلم وعذاب ہے پھر اس کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ طریقہ جو کسی عقیدہ اسلام کے مخالف ہو جیسا کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی، بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں تحریر کیا کہ

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر

زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔"

(ص ۲۔۳)

یہ ختم نبوت کا انکار ہے دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔"

(تحذیر الناس, ص ۲۳)

یہ نبی کے آنے اور قیام نبوت کا امکان ہے وغیرہ طرق میں دوم صحت عقیدہ کے باوجود تعزیہ سازی، سینہ کوبی کو رواج دینا ہے یا ساز وقوالی کو رائج کرنا، یہ منع اور گناہ ہے اور فسق کے کام ہیں اور وہ پہلا کفر وضلال ہے۔

اور جو طریقہ سنّت کے خلاف ہو جس سے کوئی سنّت ثابتہ معدوم ہو جائے وہ بدعت ہے جسکا مسٹر زرولی کو خود اعتراف ہے کہ

"سنّت و بدعت ضد یک دیگر اند" (ص۔ ۲۷)

جیسا کہ نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر اور مساجد کے اندر اذان کہنا وغیرہ بدعت ضلالت ہیں۔

؎ اے اشک ڈوب مرتری تاثیر دیکھ لی
الٹی ہنسی اُڑی مری چشمِ پرآب کی

فہم حدیث

حدیث کو سمجھنا ہر ایرا غیرا بدھو خیرا کا کام نہیں حدیث کو کما حقہ مجتہد فقیہ ہی سمجھتا ہے۔ امام المحدثین امام عامر شعبی جنہوں نے پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو پایا امیر المؤمنین مولیٰ علی وسعد بن ابی وقاص وسعید ابن زید وابو ہریرہ وانس بن مالک و عبداللہ بن عمرو عبداللہ بن عباس وعبداللہ بن زبیر وعمران بن حصین وجریر بن عبداللہ ومغیرہ بن شعبہ وعدی بن حاکم وامام حسن وامام حسین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بکثرت اصحاب رسول ﷺ کے شاگرد اور ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ ہیں جن کا پایہ رفیع حدیث میں ایسا بلند تھا کہ فرماتے ہیں بیس سال گزرے ہیں کسی محدث سے کوئی حدیث میرے کان تک ایسی نہیں پہنچی جسکا علم مجھے اس محدث سے زائد نہ ہوا ایسے والا مقام صاحب جلالت شان فرماتے ہیں۔:

''ہم لوگ فقیہہ مجتہد نہیں ہم نے تو حدیثیں سن کر فقیہوں کے آگے روایت کردیں جوان پر مطلع ہو کہ کاروائی کریں گے۔''

(نقلہ الذین من تذکرۃ الحفاظ)

اور لیجئے امام المحدثین امام سلیمٰن اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اجلہ ائمہ تابعین سے ہیں اور شاگردان سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور تمام اصحاب صحاح ستہ وغیرہم محدثین کے اساتذہ میں ہیں حدیث میں انکا پایہ اتنا بلند تھا کہ محتاج بیان نہیں باوصف اس کے

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کرتے تھے:

"یا معشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة و انت ایهاالرجل اخذت بعلاقه الطرفین ۔اے فقہ والو تم طبیب ہو اور ہم محدث عطار ہیں یعنی دوائیں پاس ہیں مگر ان کا طریق استعمال تم مجتہدین جانتے ہو اور اے ابو حنیفہ تم نے تو فقہ وحدیث دونوں کنارے لے لیئے۔"

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد اول)

اور یہ حدیثوں پر اپنا حکم لگا کر مسلمانوں کو گمراہ اور بے دین بنا رہا ہے۔

عزیزان گرامی! جو ملّت قرآن کریم کو نہ مانے وہ احادیث مبارکہ کو کب مانے گی ملاحظہ فرمایئے اللہ عزوجل فرماتا ہے:

یا ایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم (محمد (ﷺ)۔۳۳)

"اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔"

اگر رسول کے حکم سے مراد اللہ ہی کا حکم ہے جو اللہ جلیل و جبار نے احکام نازل فرمائے تو پھر واؤ عاطفہ کے بعد اطیعوا الرسول فرمانے کی کیا ضرورت تھی معلوم ہوا کہ اللہ کے حکم کے ساتھ اس کے رسول کا حکم ماننا ضروری اور دین کا علم ہے اور دوسری جگہ ارشاد

فرماتا ہے:

یاایھاالذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول
واولی الامر منکم (النساء۔ ۵۹)

''اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو تم میں اولی الامر ہیں۔''

اولی الامر منکم کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ھم الفقھاء والعلماء اھل الدین ۔پس اولی الامر سے مراد فقہا اور علماء دین ہیں جب تک مسلمان ہیں اسوقت میں حکم والے (اولی الامر) بھی موجود اگر چہ ایک ہی ہو یا متعدد ان کی اطاعت لازم ہے۔اولی الامر یعنی حکم والوں کی اطاعت سے مراد اگر قرآن و حدیث کی اطاعت مراد ہو تو یہ احکام تو ہر مسلمان ذی علم حسب لیاقت نافذ کرتا ہے پھر اولی الامر حکم والوں کی تخصیص کیوں فرمائی گئی جبکہ ہر مسلمان کے لئے بقدر استطاعت وقابلیت یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر لازم۔معلوم ہوا کہ یہ وہ احکام ہیں جو قرآن واحادیث میں نہ پائے جائیں تو اولی الامر حکم لگائیں یا فروغ دین متین کے لئے راہیں متعین فرمائیں تو یہ لوگ تو کہہ دیں گے کہ یہ نو وجود گھڑا ہوا کام ہے کل بدعة ضلالة کا فتویٰ تان ماریں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ یہ لوگ قرآن کریم کے منکر اور اللہ مالک وقہار کے ارشاد پاک کو بدعت وضلالت کہنے والے ہیں ان لوگوں کا دین دیو بندیت ہو یا نجدیت سب باطل اور

دشمنان دین متین سید المرسلین گویا اسلام کے باغی ہیں۔ ہوسکتا ہے کسی ذہن میں یہ بات آئے، حکم والوں (اولی الامر) کے ارشادات کو بدعت کہنے سے قرآن کریم کا انکار کیوں کر لازم آیا۔ اس میں تو کوئی مشکل ہی نہیں ہر مسلمان سمجھتا ہے کہ قرآن کریم نے حکم فرمایا کہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول اور اولی الامر کا تو اولی الامر کے حکم کو بدعت وضلالت کہنا یقیناً قرآن کریم کو جھٹلانا ہے اس امر کی توضیح حدیث مذکورہ من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده الخ یعنی جو اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنیکا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنیوالوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ یہ اللہ حنان ومنان کا احسان ہے اہلسنّت (بریلوی) پر جو اس ارشاد مبارکہ کو سینہ سے لگاتے ہیں اور محروم ہیں رحمت سے وہ لوگ جنہوں نے بدعۃ ضلالۃ کا کلیہ ہر امر نیک پر بھی لگا رکھا ہے۔

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا
کیے جاؤ میخوارو کام اپنا اپنا

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

دشمنانِ دین کی نظر میں

مسٹر زرولی لکھتے ہیں:

''آج کل ایک فرقہ کے لوگ کہیں اذان سے پہلے کہیں اذان کے بعد اور کہیں کہیں نماز فجر و نماز جمعہ کے بعد اور بعض جگہ محفل میلاد کے اختتام پر بھی الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الخ کے الفاظ پڑھتے ہیں یہ لوگ اس کو درود شریف سمجھتے ہیں اور کھڑے ہو کر پڑھنا ادب تصور کرتے ہیں اور اس پر ثواب کی امید رکھتے ہیں بلکہ اس کے پڑھنے کو اہلسنت والجماعت کی علامت و شمار گردانتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اہلسنت والجماعت جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر کہ وہ لوگ دین کے تمام امور میں نبی کریم ﷺ کی سنت عالیہ اور جماعت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مقتدا اور اپنے لئے معیار عقیدت و عمل سمجھتے ہیں۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت ص ۶)

اور آگے چل کر لکھتے ہیں:

''بہت سے علماء اہلسنّت نے اپنے اپنے زمانوں میں اس ایجاد کردہ صلوٰۃ وسلام پر گرفت فرمائی اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ عبادت ہرگز نہیں کیونکہ یہ قرآن و حدیث اور خیر القرون کے تعامل کی روشنی میں ناجائز اور بدعت ہے''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت ص ۷)

پھر لکھتے ہیں:

''یاتو اللھم صل یا صلی اللہ علی محمد وغیرہ وغیرہ الفاظ جن میں اللہ تعالیٰ سے درخواست وطلب ہے جائز ہے او رالصلوٰۃ وسلام علی رسول اللہ یا الصلوٰۃ وسلام علیک یارسول اللہ کے الفاظ میں چونکہ اللہ تعالیٰ سے درخواست طلب کا معنی نہیں ہے۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت ص ۱۴)

پھر لکھتے ہیں:

''بریلوی حضرات یہاں یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ السلام علیک ایھا النبی پڑھتے وقت ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سامنے تشریف فرما ہوتے ہیں۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت۔ ص ۱۴)

پھر لکھتے ہیں:

''سات سو سے زیادہ فقہا ومحدثین ومفسرین نے نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب یا حاضر وناظر جاننے والے کو کافر کہا ہے۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت ص ۱۴)

پھر لکھتے ہیں:

''اگر جناب نبی کریم ﷺ التحیات کے دوران نمازی کے سامنے موجود ہوتے ہیں تو پھر بریلوی حضرات کھڑے ہوکر التحیات پڑھتے مگر وہ بھی مسلمانوں کی طرح بیٹھ کر ہی السلام علیک ایھاالنبی پڑھتے ہیں۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت۔ ص۱۴)

یہ چند عبارات مختلفہ پیش خویش ہیں تا کہ دیانت اور خیانت کا امتیاز واضح ہوجائے بقول شخصے:

جعل مزہ جھوٹ غذا ہوگیا

ہائے دیانت تجھے کیا ہوگیا

نمبر 1 .....مسٹر زرولی نے جولکھا کہ آج کل ایک فرقہ کے لوگ، اس سے ان کی مراد بریلوی حضرات جیسا کہ اپنی کتاب کے صرف صفحہ ۱۴ پر دو جگہ اگل دیا نمبر ا بریلوی حضرات یہاں یہ دھوکہ دیتے ہیں نمبر ۲ بریلوی حضرات کھڑے ہوکر الخ اس سے ثابت ہوگیا کہ مسٹر کا آج ایک فرقہ کے لوگوں سے مراد بریلوی حضرات ہیں جن پر یہ تبرا کیا جارہا ہے۔

نمبر 2 ..... بریلوی حضرات کو اعلیٰحضرت امام احمد رضا خانصاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب منسوب کر کے یہ بتایا جاتا ہے کہ بریلوی فرقے کے بانی امام احمد رضا خانصاحب

ہیں اس سے پہلے یہ فرقہ نہ تھا اگر ہوتا تو یہ لوگ بریلوی نہ کہلاتے۔

نمبر 3.....اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ چودھویں صدی ہجری ہے یا درہے، گویا چودھویں صدی میں بریلوی پیدا ہوئے۔

نمبر 4.....لکھتے ہیں کہ بریلوی حضرات بھی مسلمانوں کی طرح بیٹھ کر التحیات پڑھتے ہیں یعنی یہ لوگ بریلوی کو کافر سمجھتے ہیں مسٹر زرولی سے پوچھئے کہ تم کافر ہو یا مسلمان؟ اگر اپنے کو کافر سمجھتے ہو تو بریلویوں کو کافر نہ جانتے اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اپنے کو مسلمان اور بریلویوں کو کافر سمجھتے ہو پھر جب بریلوی حضرات کا تم سے دین میں کوئی علاقہ نہیں تو ان کے قلوب پر کیوں نشتر اور تیر برساتے ہو کیا تمہارا مقصود اس ہرزہ گوئی سے مسلمانوں کو ستانا ہے اگر مسلمانوں کو ستانا مقصود ہے تو تمہارے نزدیک تو دیوبندی ہی مسلمان ہیں ان کو کیوں نہیں ستاتے اور اگر کافروں کو مسلمان بنانا ہے تو تمہارے نزدیک صرف بریلوی ہی کافر ہیں باقی تمام قومیں ہندو۔ نصرانی۔ یہودی۔ مجوسی وغیرہم سب تمہاری طرح مسلمان ہیں تم ان کی طرح مسلمان ہو اس لئے ان کے خلاف نہ لب ہلتا ہے۔ نہ قلم جنبش کرتا ہے تم اہلسنّت بریلوی کو ہی کافر سمجھتے ہو جیسا کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کو کافر کہتا تھا کہ فقلت و انت من الکٰفرین (الشعرا،۱۹) جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تمہارا دین ہمارے دین کے مخالف ہے یعنی بریلویت و دیوبندیت ضد یک دیگر اند تو ہم تم لوگوں سے دین کے معاملہ میں کلام کرنا ہی پسند نہیں کرتے پھر تم خواہ مخواہ ہمارے اوپر بم

باری کر کے ہمیں اپنے مقابل بلاتے ہو اور اپنا کچا چٹھا کھلواتے ہو:

سنانے چلے ہیں انہیں قصہ غم ؎
بہت دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر

تمہارے دین کے سرداروں کا نہایت مختصر کارنامہ مقدمہ میں بیان ہوا جس میں تمہارے شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کی زبانی تمہارے علماء دیوبند کی کہانی بھی منقول ہے دیکھو وہ کیا فرمارہے ہیں کہ علماء دیوبند، گاندھی اور جواہر لال کے پرستار اور کانگریس کے خدمت گزار ہیں۔ آئندہ اوراق میں انشاء اللہ العزیز تمہارے دین کی اجمالی حقیقت اصلیہ بیان کی جائے گی۔

مسٹر زرولی تمہارے دین میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا نہ تو دین ہے نہ درود شریف نہ عبادت ہے نہ اس پر ثواب بلکہ ناجائز اور بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے جسکا انجام جہنم، پھر لکھتے ہیں یا تو اللھم صل یا صلی اللہ علی محمد وغیرہ الفاظ جن میں اللہ تعالیٰ سے درخواست طلب ہے جائز ہے اور الصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ یا الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ کے الفاظ میں چونکہ اللہ تعالیٰ سے درخواست طلب کا معنیٰ نہیں ہے اس لئے یہ صحیح نہیں غور فرمایئے اللھم صل علی کو بھی جائز ہی رکھا نہ مسنون نہ مندوب اور یہ جان لینا چاہئے کہ ہر جائز کام نہ تو عبادت ہے نہ باعث ثواب اور الصلوٰۃ والسلام علیک میں درخواست طلب کا معنیٰ نہیں ہے، اس لئے اس پر تم نے ناجائز اور بدعت کا حکم لگایا

اور پڑھنے والے کو مستحق نار ٹھہرایا۔اور اللھم صل علی یا صلی اللہ علی محمد تو جائز بتایا۔اور درخواست کے کلمات تو اللھم یا ربنا وغیرہ ہیں یہ جو صلی اللہ علی محمد ہیں ان میں بھی نہ اللھم ہے نہ ربنا،تو اس میں اور الصلوٰۃ میں کیا فرق ہے؟اگر الصلوٰۃ والسلام علیک میں درخواست طلب کا معنی نہیں تو صلی علی محمد میں بھی نہیں !تو جس درود شریف میں اللھم یا ربنا وغیرہ کے الفاظ نہ ہوں وہ بھی بدعت وضلالت ہے اور پڑھنے والا مستحق نار، مسٹر زرولی تم نے اپنے اسی کتابچہ میں ستر(۷۰) جگہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا اور پہلا جملہ تو خطبہ ہی میں وصلی اللہ تعالیٰ لکھا ان کلمات میں نہ تو اللھم ہے اور نہ ہی ربنا تو اپنے اصول دین پر تم خود ہی بدعتی اور گمراہ ہو کر جہنم میں گئے۔

مسٹر زرولی قرینہ یہ بتا رہا ہے کہ تمہارے استاذ نے تم کو صلوٰۃ کا مطلب نہ بتلایا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تمہارے استاذ کو بھی صلوٰۃ کا مطلب نہ معلوم ہو ورنہ تم اتنے پریشان نہ ہوتے۔تم نے اپنے اس کتابچہ میں تفسیر ابن کثیر کا حوالہ تو دیا ہے اغلب، پڑھنا نصیب نہ ہوا اگر اس کا اردو ترجمہ جو تمہارے ہی ہم مذہب اہلحدیث وہابی مولوی محمد صاحب جونا گڑھی نے کیا وہی پڑھ لیتے تو یہ حیرانی نہ ہوتی حافظ عماد الدین المعروف ابن کثیر تحریر کرتے ہیں:

”ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھاالذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (احزاب:۵۶)اللہ

تعالیٰ اوراس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان
والوتم ان پر درود بھیجو اور اچھی طرح سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔
صلوٰۃ وسلام کی فضیلت صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو
العالیہ سے مروی ہے کہ اللہ کا اپنے نبی پر درود بھیجنا اپنے
فرشتوں کے سامنے آپ کی شان اور صفت بیان کرنا ہے اور
فرشتوں کا درود آپ کیلئے دعا کرنا ہے ابن عباس فرماتے ہیں
یعنی برکت کی دعا اکثر اہل علم کا قول ہے کہ اللہ کا درود رحمت
ہے اور فرشتوں کا درود استغفار ہے عطا فرماتے ہیں اللہ تبارک
وتعالیٰ کی صلوٰۃ، سبوح قدوس سبقت رحمتی غضبی ہے مقصود اس
آیت شریفہ سے یہ ہے کہ حضور ﷺ کی قدر ومنزلت عزت
ومرتبت لوگوں کی نگاہوں میں بچ جائے وہ جان لیں کہ خود اللہ
تعالیٰ آپ کا ثنا خواں ہے اور اس کے فرشتے آپ پر درود بھیجتے
رہتے ہیں ملاءِ اعلیٰ کی یہ خبر دیکر اب زمین والوں کو حکم دیتا ہے
کہ تم بھی آپ پر درود وسلام بھیجا کرو تا کہ عالم علوی اور عالم
سفلی کے لوگوں کا اس پر اجتماع ہو جائے حضرت موسیٰ علیہ
السلام سے بنی اسرائیل نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ تم پر صلوٰۃ
بھیجتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ ان سے کہدو کہ ہاں

اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور رسولوں پر رحمت بھیجتا رہتا ہے اسی کی طرف اس آیت میں بھی اشارہ ہے دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہی رحمت اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں پر بھی نازل فرماتا ہے ارشاد ہے ھو الذی یصلی علیکم و ملئکتہ الخ یعنی اے ایمان والو تم اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرتے رہا کرو اور صبح و شام اسکی تسبیح بیان کیا کرو وہ خود تم پر درود بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔"

(تفسیر ابن کثیر سورہ احزاب آیت ۵۶ صفحہ نمبر ۲۶۹ جلد چہارم مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور)

؎ یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ملاحظہ فرمائیے مسٹر زرولی کے ممدوح علامہ ابن کثیر کیا فرما رہے ہیں آیت کریمہ ان اللہ و ملئکتہ کا ترجمہ

۱۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں یہ جملہ استمرار ہے اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ اے ایمان والو تم ان پر درود بھیجو۔ حکم ایمان والوں کو دیا جا رہا ہے جو ایمان والے نہیں وہ اس حکم میں داخل نہیں۔

۳۔ اور اچھی طرح سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔ یہ جملہ صلوٰۃ و سلام کی کثرت

پر دلالت کرتا ہے جو اہل ایمان میں جاری ہے۔

۴۔ اللہ کا اپنے نبی پر درود بھیجنا اپنے فرشتوں کے سامنے آپ کی ثناء وصفت کا بیان کرنا ہے جس پر آج اہل ایمان اہلسنت بریلوی حضرات ہی عمل پیرا ہیں اور حسب المراتب درود وسلام میں ان ہی کی ثناء صفت بیان کرتے ہیں۔

۵۔ فرشتوں کا درود آپ کے لئے دعائے برکت ہے جو اہل ایمان بکثرت کرتے اور مصطفیٰ جان رحمت پر لاکھوں سلام الخ اور کعبہ کے بدالدجیٰ تم پہ کروڑوں درود طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود الخ کے نغمے گونجتے رہتے ہیں۔نصیب بامبارک

۶۔ اکثر اہل علم فرماتے یں کہ اللہ کا درود رحمت ہے اور فرشتوں کا استغفار۔بہرنوع یہ تمام معنی اللہ عزوجل کی رحمت پر دال ہیں۔

۷۔ عطا فرماتے ہیں کہ مقصود اس آیت شریفہ کا یہ ہے کہ حضور ﷺ کی قدر ومنزلت عزت ومرتبت لوگوں کی نگاہوں میں نچ جائے اور وہ مان لیں کہ خود اللہ تعالیٰ آپ کا ثناخواں ہے جیسا کہ اہلسنت بریلوی حضور ﷺ کی ثناخوانی جس سنت اللہ کی پیروی میں نعت خوانی میلا دخوانی صلوٰۃ وسلام ہر آن قیام وقعود میں جاری رکھتے اور دشمن اس سے محروم اور جلتے ہیں۔

۸۔ اس کے فرشتے آپ پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اسی طرح بریلوی بھی ہمہ وقت حسب الحال درود بھیجتے رہتے ہیں۔

۹۔ ملاءِ اعلیٰ کی یہ خبر دے کر مؤمنوں کو حکم دیتا ہے کہ تم بھی درود وسلام بھیجا کرو چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں عرض کرتے ہیں الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ الخ اور مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام الخ کعبہ کے بدرالدجیٰ تم پر کروڑوں درود خوش ہو کر پڑھتے ہیں۔

۱۰۔ تاکہ عالم علوی اور عالم سفلی کے لوگوں کا اس پر اجتماع اور موافقت ہو جائے چنانچہ اہلسنت بریلوی حضرات اللہ اور اس کے فرشتوں کے حکم وعمل سے موافقت کرتے اور جو اس سے نفرت کرتے اور بدعت کہتے وہ ابلیس کی طرح فخرج منھا کے حامل ہیں۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں مؤمنوں پر درود بھیجتا ہے جیسا کہ حدیث میں فرماتا ہے من صلیٰ علیک واحد فمن صلیت علیه عاشرا (اے محبوب) جو تیرے اوپر ایک دورد بھیجے گا میں اس پر دس درودیں بھیجوں گا۔ یہی ایمان کی پہچان۔

؎ بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

عزیزان ملّت !اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے،

والـذین کفروا بایٰت الله ولقائہٖ اولئک یئسوا من رحمتی واولئک لھم عذاب الیم

(العنکبوت۔۲۳)

''اور جنہوں نے میری آیتوں اور میرے ملنے کو نہ مانا وہ ہیں جنہیں میری رحمت کی آس نہیں اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔''

یہ امر بخوبی واضح ہوگیا کہ صلٰوۃ، اللہ کی رحمت کو کہتے ہیں اور رحمت بالذات اللہ حی وقیوم کی صفت واجبہ ہے تو صلوٰۃ بمعنی درود شریف کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ملہ کا انکار ہے ایسوں ہی کیلئے اللہ نے فرمایا اولـئک یـئسـوا من رحمتی جولوگ اللہ کی رحمت سے مایوس ہیں ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ جو اللہ کی رحمت سے مایوس یعنی محروم تو ہیں لیکن وجود رحمت کے منکر نہیں ہیں، ان کیلئے دردناک عذاب ہے! تو ان شقی بدبختوں کا کیا حال ہوگا جو اللہ رب العٰلمین کی رحمت ہی کے منکر ہیں اور صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ الـصلـوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ درود شریف ہی نہیں پھر یہ حکم لگائے کہ نہ یہ عبادت نہ دین میں اس کی کوئی حیثیت ہے بلکہ ناجائز اور بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ضلالت جسکا انجام جہنم ہے (معـاذ الله) ایسے شقی القلب ظالموں کا کیا حال ہوگا۔

تعجب ہے! مولوی کہلائے اور کہے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک درود شریف نہیں حالانکہ آیت کریمہ میں حکم دیا جارہا ہے یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ یہاں صلوا وسلموا دونوں کلمے ایک دوسرے کے موافق تمہارے نزدیک جب صلوا کو الصلوٰۃ کہنا درود نہیں تو تم جو سلموا کی بجا آوری میں السلام علیک ایھا النبی کہتے ہو وہ سلام کیسے ہوگیا؟

مسٹر! یہ واضح رہے کہ صلوٰۃ بمعنی رحمت اللہ حی قیوم ہی کی طرف سے نازل ہوتی ہے اسی سلام بمعنی سلامتی، یہ اللہ سبحٰنہٗ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے اور تمہارے دین کے اصول کے مطابق طلب دعا کیلئے اللھم کہنا ضروری تو تمھیں اپنے دین کے مطابق اللھم سلم علیک ایھا النبی پڑھنا چاہئے تھا اور اپنے حلقہ اور برادری میں السلام علیکم کی بجائے اللھم سلم علیکم کہنا لازم اگرچہ استاذ ہو یا باپ کی سلامتی درکار تو طلب دعا کیلئے اللھم سلم علیکم کہنا لازم تھا پھر تم السلام علیکم کیوں کہتے ہو جبکہ صلوا علیہ وسلموا دونوں میں یکسانیت ہے تو ایک کو دوسرے سے ممتاز کرنے کی وجہ بیان کیجئے۔

پھر تمہارے نزدیک علیک صیغہ حاضر اور حضور اکرم سید عالم ﷺ کو حاضر و ناظر جاننا تمہارے دین میں کفر تم ہی کہتے ہو کہ

"سات سو سے زیادہ فقہاء محدثین ومفسرین نے نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب یا حاضر و ناظر جاننے والوں کو کافر کہا ہے۔"

(بدعتیوں کے درود وسلام۔ص،۱۴)

جس میں ایک تم بھی ہوتو تم نے خاص ا کی عبادت نماز میں جان بوجھ کر اتنا بڑا کفر پسند کیا اور کافر ہو گئے پھر اس کفر عظیم پر اب تک اصرار ہے۔تم نماز میں کفر کرتے اور کہتے ہو کہ یہ حکایت معراج ہے اگر حکایت میں کفر کرنا ہی اسلام ہے تو گیتا اور بھاگوت اور ہندوؤں کی دیو مالا جپا کیجئے اور کہہ دیجئے کہ یہ حکایات ہیں ۔بحمدہ تعالیٰ ہم اہلسنت بریلوی کفر تو خبیث تر جرم ہے ہم تو نماز کے باہر بھی کفر تو کجا فسق کو بھی گوارا کرتے اور تم روزانہ اپنی ہر نماز بلکہ ہر شفعہ نماز میں اپنے کفر کا اقرار کرتے اور کافر ہونے کا تحریری ثبوت بھی دیتے ہو یہی تمہارے دین کی عظمت کا نشان ہے۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

درود وسلام کے عنوان میں تم نے حاضر ناظر کا مسئلہ چھیڑا سچے نوں کو اپنی ساری جماعت کے ساتھ کافر کہہ دیا اور یہ نہ سمجھا کہ یہ برق کس پر گرے گی ذرا اپنے گھر کی خانہ خاص کی خبر لیجئے یہ دیکھئے تمہارے قاسم العلوم والخیرات محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند ارشاد فرمارہے ہیں:

''محمد رسول ا ﷺ کو صغریٰ بنایئے اور النبی اولی بالمؤمنین کو کبریٰ دیکھئے یہ نتیجہ نکلتا ہے یا صورت اس کی یہ ہے النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم کو بعد لحاظ صلہ من انفسھم کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول ا ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ

ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل کیونکہ اولیٰ بمعنی
اقرب ہوا۔ اور اگر بمعنی احب یا اولیٰ بالتصرف ہو تب بھی یہی
بات لازم آئے گی۔"

(تحذیر الناس صفحہ ۹۔۱۰، مولوی سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند یوپی)

دیکھو تمہارے دارالعلوم کے بانی فرمارہے ہیں کہ حضور ﷺ کو اپنی امت سے وہ قرب
حاصل ہے جو ان کی جانوں کو بھی ان سے حاصل پھر حاضر ناظر کس شئے کا نام ہے
اگر بقول تمہارے سات سو فقہاء وغیرہ ان میں تم بھی شامل ان کو کافر کہتے ہو تو تمہارے
دیوبند کا ہر فرد مطلق کافر ہوا پھر اسلام کا دعویٰ کس بل بوتے پر:

؎ اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

اب تم اپنے دین کی حقانیت پر علماء دیوبند کی تکفیر کا فتویٰ جاری کرو کہ عام دیوبندی
کہلانے والا تو یہ جانتا ہی مگر علماء دیوبند سارے قاسم نانوتوی کے مداح ہیں اور ان
کو اپنا مقتدا اور پیشوا جانتے ہیں۔ وہ حضور ﷺ کو مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ
مؤمنین کے قریب فرما کر حاضر ناظر ہونے کا اقرار کر رہے ہیں اور تم اور تمہارے آئمہ
دین اس کو کافر کہتے ہیں تو سارے علماء دیوبند تمہارے اصول پر کافر ٹھہرے۔ رہا مسئلہ
حکایت کا، تم کہتے ہو:

''نماز میں التحیات کے دوران السلام علیک ایھا النبی کے جو الفاظ ہیں وہ چونکہ معراج میں نبی کریم ﷺ پر اللہ کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں اس میں بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش کردہ الفاظ کو عرض کرتا ہے۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام، صفحہ ۱۴)

اس سے ظاہر ہوا کہ التحیات اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کے مابین جو کلمات آئے وہ بطور حکایت تم لوگ پڑھتے ہو نہ تو تمہاری یہ منشاء ہے اور نہ ہی قصد، تم اپنے خدا کو حکایت سنا رہے ہو کہ تیرے نبی ﷺ نے عرض التحیات الخ یعنی تمام عبادتیں اور نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ کیلئے ہیں پھر اللہ نے فرمایا اے نبی تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں پھر حضور نے عرض کیا کہ سلام ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ یہ کلمات تمہاری جانب سے شہادت نہیں اور نہ تمہارا ایسا کوئی قصد اور نہ ہی نیت یہ بطور اپنے خدا کو قصہ سنا رہے ہیں بس اتنا ہی تعلق ہے یہ تمہارے کلمات مصنوعی اور زبانی اقرار ہے تمہاری عبادت وسلام اور شہادت یہ مطلقاً تمہاری طرف سے اللہ کیلئے نہیں ہے۔

؎ جس بت کی محبت میں دیوانہ پھرے برسوں
اس بت نے ہی رسوا سرِ بازار کیا ہے

بحمدہ تعالیٰ مگر ہمارا ہر کلمہ جو بھی نماز میں عرض یا اس کے باہر صرف اور صرف اللہ مالک

ومنان کیلئے ہی ہے۔الحمد للہ ہماری زبانوں پر وہی ہوتا جو ہمارے قلوب میں ہوتا ہے اور زبان سے اقرار کرنا اور دل سے انکار کرنا اور برا جاننا یہ تو منافقوں کا کام ہے اب تو ظاہر ہو گیا کہ ہمارا تم سے کوئی علاقہ نہیں تم ہم سے کیوں کلام کرتے ہو؟

طرفہ تماشہ

مسٹر زرولی فرماتے ہیں کہ:

"الصلٰوۃ والسلام علیک درود شریف نہیں۔اسکی کوئی تاریخی یا دینی حیثیت نہیں اور یہ عبادت ہرگز نہیں یہ دین کا حصہ کبھی نہ بن سکا، گھڑا ہوا ہے بلکہ یہ ناجائز و بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی (ضلالت) جسکا انجام جہنم ہے۔"

گویا ہر بدعتی جہنمی ہے اور قرآن کریم فرقان عظیم درود شریف کا حکم دیتا، فرماتا ہے صلوا علیہ وسلموا تسلیماً۔ توصلٰوۃ وسلام دونوں کا حکم ہے کسی صیغہ اور کلمہ پر پابندی نہیں نہ کوئی قید زمانی نہ قید مکانی لگائی یہ اپنی طرف سے الصلٰوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو بدعت کہتا اور کل بدعۃ ضلالۃ کا اطلاق کرتا ہے اور اسکا انجام جہنم بتاتا ہے گویا الصلٰوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے والے (معاذ اللہ) جہنمی ہیں اور دوسری جانب کہتا ہے:

"الصلٰوۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا روضہ منورہ کے علاوہ ثابت نہیں ہے۔" (ص۔ ۲۴)

گویا حضور پرنور شافع یوم النشور کے روضہ منورہ پر الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھ سکتے ہیں اس قانون کی مثال ایسی ہے کہ شراب پینا برا کام گناہ اور حرام ہے مگر مسجد شریف میں یہ کام کرسکتا ہے کیونکہ یہ افعال گناہ تو ہیں، مگر کفر وضلالت نہیں اور اللہ تعالیٰ مالک ہے فرماتا ہے یغفر لمن یشاء جسکی چاہے مغفرت فرمائے مگر کافر ومشرک کو ہرگز نہ بخشے گا اس لئے مسٹر زرولی نے فیصلہ کردیا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کولوگ درود شریف سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ناجائز اور بدعت ہے دین میں اس کی کوئی حیثیت نہیں عبادت سے اسکا کوئی تعلق نہیں اور بریلوی الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو درود شریف سمجھتے اور عبادت جانتے اور ثواب سمجھتے ہیں تو بدعت جس پر کل بدعۃ ضلالۃ کا کلیہ اور اسکا انجام جہنم ہے اس کو دین جانیں ثواب سمجھیں۔ شراب پینا حرام ہے مگر کفر نہیں البتہ جو شراب کو حرام نہ سمجھے اور حلال جانے وہ کافر ہے مگر جو مسلمان شرابی بھی ہے وہ شراب کو حرام ہی جانتا ہے حلال سمجھ کر نہیں پیتا تو بریلوی لوگ اس سے بدتر ہوئے اسکا صاف مطلب یہ ہوا کہ ان کے دین میں اگرچہ شراب پینا اور بدکاری کرنا حرام ہے مگر وہ مسجد شریف میں شراب پی سکتا ہے اور بدکاری کرسکتا ہے البتہ باہر حرام وگناہ ہے۔

؎ اللہ رے خودساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

سبحان اللہ! اللہ کی عجیب شان دنیا میں ایسے بھی مولوی ہیں کہ یہ اقرار ہے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھنا روضہ منورہ پر ثابت پھر اسی کو ناجائز بدعت گھڑا ہوا بتائیں اور خود ہی بدعت کی تعریف میں ثبوت سنت و بدعت ضد یک دیگر اند۔ تو یہاں کونسی

سنت کی ضد ہے؟ مسٹر زرولی رقمطراز ہیں۔

''جناب نبی کریم ﷺ نے بھی صحابہ سے یہ نہیں فرمایا کہ میری تعریف ومنقبت میں جو چاہو الفاظ بناؤ۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت۔ ص ۱۴)

مسٹر زرولی! کو نعت شریف اور منقبت کی اصطلاحوں کا بھی علم نہیں۔ حضور ﷺ کیلئے منقبت لکھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ حضور اکرم سید عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ نہ فرمایا کہ میری تعریف میں جو چاہو کہو۔ ہم پوچھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی نعت و درود وسلام میں حضور ﷺ کے کلمات شریف کے تلاش کی حاجت پیش آئی کبھی اپنے بزرگوں اور اکابرین دیوبند کی تعریف میں جوان کے پرستاروں نے گل کھلائے اس کو دیکھ کر کبھی تم نے لب ہلائے؟۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کی شان میں عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں:

''قطب العالم قدوة العلماء غوث الاعظم اسوة الفقها جامع الفضائل والفواضل العلية مجتمع الصفات الخصائل البينة السنية حامی دين متين مجدد زمان وسيلتنا الى الله الصمد الذی لم يلد ولم يولد شيخ المشائخ مولانا الحافظ الحاج المولوی رشيد احمد صاحب گنگوهی۔''

(تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۲ مکتبہ بحر العلوم جونا مارکیٹ کراچی)

کیا مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہا تھا کہ مجھے ان عظیم الفاظ وتکریمی کلمات سے یاد کرنا اور لکھنا؟ یہی عاشق الٰہی دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا رشید احمد صاحب کا توکل میں صبر وقناعت میں ریاضت وعبادت میں تقویٰ وطہارت میں مجاہدے میں استقامت میں استغنا میں حب فی اللہ وبغض فی اللہ میں جسطرح کوئی مثل نہیں اسی طرح تبحر علمی میں وسعت نظر میں تفقہ میں تحدیث میں عدالت وثقاہت میں حفظ واتقان میں فہم وفراست میں اور روایت ودرایت میں بھی کوئی نظیر نہ تھا۔ پس بے نظیر شیخ اور بے عدیل قطب زمان کی سوانح کوئی لکھے تو کیا لکھے، بھلا جس مجسم نور اور سرتاپا کمال کا عضو عضو اور رواں رواں ایسا حسین ہو کہ عمر بھر ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے بھی سیری نہ ہو سکے۔''

کیا رشید احمد گنگوہی یہی درس دیکر گئے کہ مجھے ان کلمات سے نوازتے رہنا؟ ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین ۔مولوی حسین احمد صدر المدرسین دار العلوم دیوبند رشید احمد گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا شمس العلماء العالمین و بدر الافضلاء الکاملین ابو حنیفۃ الزمان جنید

الدوران امام ربانی محبوب سبحانی جناب
مولوی حافظ حاجی رشید احمد گنگوهی۔"

(الشہاب الثاقب،ص۸۰،کتبخانہ رحیمیہ دیوبند)

کیا رشید احمد گنگوہی نے یہی سب محاسن لکھنے کی تاکید فرمائی تھی؟ ہے کوئی دلیل وثبوت۔ اور لیجئے دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب، رشید احمد گنگوہی کے مناقب تحریر فرماتے ہیں جن سے چند بطور نمونہ پیش ہیں۔

؎ جنید وشبلی و ثانی ابومسعود انصاری
رشید ملت ودین غوث اعظم قطب ربانی

(مرثیہ گنگوہی،ص۵)

؎ خدا ان کا مربی تھا وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

(مرثیہ گنگوہی،ص۹)

؎ پھرے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں ذوق شوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی،ص۱۰)

؎ تمہاری تربت انور کو دیکر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی مری دیکھی بھی نادانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۱۳)

صرف یہ چند اشعار منقول (مرثیہ گنگوہی از محمود حسن کتبخانہ رحیمیہ دیوبند) یہی ہدایت تھی گنگوہی کی۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی، بانی دارالعلوم دیوبند کی شان میں مولوی حسین احمد، صدر المدرس دارالعلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا شمس الاسلام والمسلمین حجة الله علی العٰلمین مرکز دائرة التحقیق والتدقیق قطب افلاک الحکم واسرار التشریع والتخلیق مولانا محمد قاسم النانوتوی"

(الشہاب الثاقب، ص ۲۷ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند)

مولوی محمد قاسم انہی محاسن کی وصیت فرما کر گئے تھے، ہے کوئی ثبوت تو پیش فرمائیں۔!

مولوی اشرف علی تھانوی کے متعلق مولوی حسین احمد، صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

"حضرت شمس العلماء العٰلمین و بدر الفضلاء

الـكـامـلـيـن مـحـى الـسـنـت الـغـراء قـامـع الـبـدعـة الـظـلـمـاامام اهلسنت والجماعت لبيد اهل ا لكفر والـضـلالة مـولانا الحافظ الحاج المولوى اشرف على صاحب ۔"

(الشہاب الثاقب، ص ۸)

کیا اشرف علی یہی تعلیم دیا کرتے تھے؟ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی مولوی اشرف علی کے متعلق لکھتے ہیں:

"علامہ زمن مولانا اشرف علی صاحب کا تبحر علمی ۔سلامتی قلب اطاعت حق ۔آپکا رجوع الی الحق وتکبر ونخوت علمی سے بے لوثی کی علامت اور برحق علم کے سچے اثر کا ثمرہ ہے آپ کے کمال کو اس حد تک پونہچا رہا ہے کہ واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجاتِ اخروی کا سبب ہے۔"

(تذکرۃ الرشید جلد اول، ص ۱۱۳)

مولوی اشرف علی یہی تاکید فرما کر گئے؟ آپ کے برادران ملت علمائے دیوبند کی زبانی چندا کابر دیوبند کی کہانی منقول ومسطور ہے ملاحظہ کیجئے ۔یہ چندا کابر دیوبند کے مختصر سے فضائل وکمالات نقل کئے گئے ہیں ۔کیا قرآن وحدیث میں اشارۃً یا کنایۃً اسکا کوئی شمہ

بیان فرمایا گیا۔ دوم یا تمہارے مذکورہ اکابر یہ وصیت کر کے گئے ہیں کہ ہم کو ان اوصاف جلیلہ سے ہی یاد کرتے رہنا۔ سوم جو فضائل اوصاف بیان فرمائے گئے وہ ان پر صادق آتے ہیں اگر آتے ہیں تو ثابت کیجئے۔ چہارم حضور اکرم سید عالم ﷺ کے لئے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنے پر ان کا حکم تلاش کرتے ہو اور اپنے اکابر کے اوصاف مذکورہ پر ان کا کوئی حکم یا وصیت کے جواز اور استحقاق کی تلاش اور اس کا ثبوت فراہم نہیں کرتے پنجم یہ تمام لغویات مثل ہندوؤں کی دیومالا کے منقول اور مذکور گھڑ لیں اس پر اعتراض نہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی جو دنیائے دیوبند کے غوث الاعظم محبوب سبحانی امام ربانی مجدد زمان وغیرہم ہیں ان کے ایمان کی جھلک اور دین کی چمک دیکھئے فرماتے ہیں کہ علم محیط زمین محمد رسول اللہ ﷺ کیلئے ماننا شرک اور ایسا شرک جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں اور شیطان کیلئے علم محیط زمین ماننا ایمان اور نص سے ثابت ہے کامل عبارت ملاحظہ کیجئے (براہین قاطعہ، صفحہ ۵۱ کتخانہ امدادیہ دیوبند)۔

یہی رشید احمد گنگوہی اپنے فتاوے میں لکھتے ہیں:

''لفظ رحمت اللعلمین صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے۔''

(فتاویٰ رشیدیہ کامل، صفحہ ۹۶)

نادار و مفلس کو، رحمت اور رحمۃ اللعلمین کے فرق کی بھی تمیز نہیں۔ اور لیجئے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی، بانی دارالعلوم دیوبند جو دنیائے وہابیت کے شمس الاسلام والمسلمین حجۃ اللہ علی العلمین دائرۃ التحقیق والتدقیق قطب الافلاک الحکم واسرار التشریع والتخلیق وغیرہ ہیں ان کے ایمان وایقان کا جلوہ ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں:

''بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''

(تحذیر الناس، صفحہ ۲۴ کتبخانہ اعزازیہ دیوبند)

شانِ نبوت میں گستاخی

مولوی اشرف علی تھانوی جو عالم دیوبندیت کے شمس العلماء العلمین وبدر الفضلاء الکاملین، جن کے پاؤں دھوکر پینا نجات اخروی کا سبب ہے ان کے ایمان کی تجلی ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں:

''پھر یہ کہ آپکی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں اسمیں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو ہر زید عمرو بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوات و بہائم کو حاصل ہے۔۔۔۔اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس کا بطلان دلیل عقلی ونقلی سے ثابت ہے۔''

(حفظ الایمان، ص ۷ مکتبہ تھانوی بندر روڈ کراچی)

یعنی حضور ﷺ کو اگر بعض علم غیب ہے تو یہ کوئی کمال نہیں ایسا علم محیط تو ہر بچہ اور پاگل بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے اور کل علم غیب ہونا باطل ہے۔ جن اکابر دیو بند کے دین وایمان کی یہ مختصر جھلک اور اس پر ان کے فضائل وکمالات ہندو دیو مالا سے بھی آگے ہیں ملاحظہ کیجئے اور سر دھنئے۔

دیو بند کی خاک لائیں گے
اپنا قبلہ الگ بنائیں گے

نزالا ستم

مسلمان اپنے مالک ومولیٰ کی تعمیل حکم میں سر جھکائیں۔ مالک قادر ومختار حکم فرمائے یاایھاالذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما ۔تو ایمان والے بندے اپنے دل وجان سے اسکی فرمانبرداری میں کہ اس نے فرمایا ہے صلوا علیه وسلموا تسلیما ۔ان پر درود (صلٰوۃ) پڑھو اور سلام بھیجو خوب۔ مسلمان حسب الارشاد صلوا الخ کہیں الصلٰوۃ والسلام ۔اس نے فرمایا ان پر مسلمان علیک یارسول الله گویا اس کے حکم کی تعمیل میں الصلٰوۃ والسلام علیک یارسول الله ۔صلٰوۃ وسلام کے وہی صیغے الصلٰوۃ والسلام ان کی بجائے علیک یارسول اللہ یعنی یارسول اللہ تمہارے اوپر صلٰوۃ وسلام ہو۔

یہ لوگ وہابی دیو بندی مسلمانوں پر قدغن اور دیو بندی قانون نافذ فرمائیں اللہ واحد قہار کی تعمیل حکم پر پابندی لگائیں اور اس کو ناجائز اور بدعت کے ارتکاب جرم میں جہنم میں

لیجائیں اور اپنے آقا اور مقتدا اسمٰعیل دہلوی کا آرڈیننس سنائیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عام انسانوں جیسی تعظیم کریں دفعہ دین وہابیہ سنائیں کہ:

دفعہ دین وہابیہ اوّل

''جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔''

(تقویت الایمان، ص ۸۵)

دفعہ دین وہابیہ ثانی

''کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔''

(تقویت الایمان، ص ۸۹)

مگر وہابی اور دیوبندی دیوتاؤ کو کسی کی مثل و مانند نہ بناؤ ان کے فضائل و کمالات اور مدح وثناء میں جس قدر ہو سکے غلو اور لغو کو کام میں لائیں یہ تمہارے یہاں جائز ہی نہیں بلکہ فرائض و واجبات میں داخل اور برکات و حسنات کو شامل ہے جب تم ہم لوگوں کو اپنے دین کا کافر جانتے ہو تو پھر اپنے دین کے قانون کو ہم لوگوں پر کیوں نافذ کرتے ہو جبکہ ہمارے رب تعالیٰ نے ہم کو فرمایا کہ ان سے کہدو لکم دینکم ولی دین ○ تمہیں تمہارا دین اور مجھے میرا دین

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا
کیے جاؤ میخوار و کام اپنا اپنا

اس حکم الہ العٰلمین کے مطابق ہم تم لوگوں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں رکھتے ہمارے امام اہلسنّت مجدد دین وملت علامہ زمان امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم لوگوں کو یہ سبق نہایت خوبی سے پڑھایا کہ تمہارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا کہ تم ان لوگوں سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو پس ہم لوگوں کو تم سے کوئی علاقہ نہیں پھر بھی تم ہم پر برابر حملے کرتے رہتے ہو ہمکو مجبوراً اسکا دفاع کرنا پڑتا ہے۔

مسٹر! یہ امتیاز کوئی نیا نہیں ہے بلکہ تمہارے بزرگ قافلہ سالار مولوی حسین احمد صاحب، صدر المدرسین دار العلوم دیوبند کو بھی اعتراف ہے لکھتے ہیں۔

''چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں۔''

(الشہاب الثاقب، ص ۶۵)

معلوم ہوا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سے عداوت ونفرت وہابیوں کو ہے۔ مولوی حسین احمد صاحب صدر المدرسین دار العلوم دیوبند جو تمہارے مقتدا ہیں وہ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد

عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا اہل حرمین کو خصوصاً اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت سے لوگوں کو بوجہ ان کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصا اس کے اتباع (وہابیوں) سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ نہ مجوس سے نہ ہنود سے غرضیکہ وجوہات مذکورۃ الصدر کی وجہ سے ان کو ان کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بے شک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہیئے یہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اسقدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی وہابیہ سے رکھتے ہیں۔"

(الشہاب الثاقب، ص،۴۲ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند)

حضور اکرم سید عالم ﷺ سے وہابیوں کی نفرت وعداوت اور مسلمانوں پر ظلم وستم آج تک بڑھتا اور فزوں تر ہوتا جارہا ہے یہ مسلمانوں کے دشمن جانی اور ایمانی ہیں اور کفار و مشرکین کے غلام بیدام ہیں کبھی ان کو ہندو یا مجوس وغیرہ سے کوئی افتراق تو کجا اختلاف بھی نہ رہا ہمیشہ ان کی پاسداری اور دوستی کا دم بھرتے رہے اور کیوں نہ غلامی کا حق ادا کرتے کہ حرمین شریفین پر حکومت نصاریٰ کی مرہونِ منت ہے۔ ہم نے یہ ظلم وستم کا ثبوت ان ہی کے گھر سے نکال کر پیش کیا، یہ حسین احمد ان ہی کے ممدوح ورہنما ہیں۔

دست جنوں نے ایسی اڑائی ہیں دھجیاں
چھوڑا نہ ایک جیب وگریباں کے تار کو

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حوالہ

مسٹر زرولی الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی عداوت میں لکھتے ہیں:

''عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے ایک آدمی کو چھینک آئی اور اس نے پڑھا الحمد للہ وسلام علی رسول اللہ ﷺ حوالہ بالا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسے ڈانٹا اور فرمایا حضور اکرم ﷺ نے چھینکتے وقت ہمیں صلوٰۃ وسلام نہیں بلکہ الحمد للہ العٰلمین تعلیم فرمایا ہے۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت، ص ۸)

سبحان اللہ! استدلال تو دیکھو کہ کجا الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ کی نفرت کہاں الحمدللہ کی مثال یہی تو علم کی نشانی ہے۔ اگر آج کوئی شخص جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم یا الحمد للہ رب العٰلمین پڑھے تو اس کو منع نہ کیا جائے گا کیوں کہ اس کو منع کرنے سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا الحمد للہ رب العٰلمین پڑھنا بدعت و حرام ہو گیا۔ کیا مسٹر زرولی نے ممانعت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا الحمد للہ رب العٰلمین پر کوئی عبارت اس کے بدعت ہونے پر لکھی یہ بھی تو احتمالات سے ہے؟ پھر کیوں نہ لکھی اور و السلام علی رسول اللہ ﷺ سے نفرت تھی تو نشانہ بنالیا اس سے یہ کب ظاہر ہوا کہ الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا ناجائز اور بدعت ہے۔ مسٹر زرولی لکھتے ہیں:

> ''مسجد میں زور زور سے ذکر یا صلوٰۃ و سلام پڑھنا حرام ہے کیوں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت میں ثابت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو مسجد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مل جل کر بعض روایت میں ہے کہ حلقہ باندھ کر ذکر اور صلوٰۃ وسلام زور زور سے پڑھ رہے تھے تو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ بس میں تم کو بدعتی سمجھتا ہوں اور مسجد نبوی سے ان کو باہر نکالا۔''

(بدعتیوں کے درود و سلام کی شرعی حیثیت، ص ۱۰)

یہ دیوبندی وہابی کی پکار قرآن کریم کے خلاف بغاوت پر دال ہے ہر انسان جس میں ذرا سی بھی سمجھ ہوگی وہ یہ بات جانتا ہے کہ ذکر ہو یا صلوٰۃ جب بلند آواز سے پڑھا جائیگا تو دوسروں کو معلوم ہوگا جب ہی تو منع کریگا۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ومن اظلم ممن منع مسٰجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها

(البقرہ۔ ۱۱۴)

''اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں اللہ کے ذکر سے اور اس کی ویرانی میں کوشش کرے۔''

علامہ ابن کثیر اس آیت کریمہ کا ترجمہ کرتے ہیں اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں اللہ کے ذکر سے اور ان کی بربادی کی کوشش کرے پھر اس کی شان نزول میں مختلف اقوال بیان کر کے لکھتے ہیں:

''مسجدوں کی آبادی صرف ظاہری زیب و زینت و رنگ و روغن سے نہیں ہوتی بلکہ اس میں ذکر اللہ ہونا اس میں شریعت کا قائم رہنا اور شرک اور ظاہری میل کچیل سے پاک رکھنا ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر، ص ۱۸۹)

اور یہ لوگ وہابی دیوبندی مساجد اللہ میں اللہ اور اس کے رسول کے ذکر کو منع کرتے بلکہ ناجائز و بدعت کہتے اور ہنود کو بلا کر جو مجسم ناپاک ہیں تقریر کراتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکن ایتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتٰب والحکمة ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون O فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون O

(البقرہ ۱۵۱۔۱۵۲)

''جس طرح ہم نے تم میں تم ہی میں سے رسول بھیجا جو ہماری آیتیں تمہارے سامنے تلاوت کرتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت اور وہ وہ چیزیں سکھاتا ہے جن سے تم بے علم تھے تم میرا ذکر کرو میں بھی تمہیں یاد کرونگا میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو۔''

(ترجمہ ابن کثیر)

پھر اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''دنیا کی حالت کا یہ انقلاب بجائے خود حضور ﷺ کی رسالت کی تصدیق کا ایک شاہد و عدل ہے اور ایک جگہ

ارشاد ہوتا ہے لقد من اللہ علی المؤمنین الخ یعنی ایسے اولوالعزم پیغمبر کی بعثت مؤمنوں پر اللہ کا ایک زبردست احسان ہے اس نعمت کی قدر نہ کرنے والوں کو قرآن کہتا ہے الم تر الی الذین بدلوا نعمته الله کفرا الخ کیا تو انہیں نہیں دیکھتا جنہوں نے اللہ کی اس نعمت کے بدلے کفر کیا اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈالا یہاں اللہ کی نعمت سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں اسی لئے اس آیت میں بھی اپنی نعمت کا ذکر فرما کر لوگوں کو اپنی یاد اور اپنے شکر کا حکم دیا کہ جس طرح میں نے احسان تم پر کیا تم بھی میرے ذکر اور میرے شکر سے غفلت نہ کرو۔"

(تفسیر ابن کثیر جلد اول، ص ۲۳۰)

یہ وہابی دیوبندی مساجد اللہ سے اللہ کے ذکر اور اس کے احسان کا تذکرہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نعت اور درود وسلام سے روکتے اور اس کو بدعت کہہ کر مسلمانوں کو جہنمی بناتے ہیں گویا اللہ واحد وقہار کے احسان کے بدلے اس کے حکم سے بغاوت کرتے ہیں یہی علامہ ابن کثیر آگے چل کر اسی آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"ایک قدسی حدیث میں ہے جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھے کسی جماعت

میں یاد کرتا ہے میں بھی اسے اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں ۔ مسند احمد میں ہے کہ وہ جماعت فرشتوں کی ہے اور جو شخص میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھاتا ہوں اور اگر تو اے بنی آدم میری طرف ایک ہاتھ بڑھائے گا تو میں تیری طرف دو ہاتھ بڑھاؤں گا اور اگر تو میری طرف چلتا ہوا آئے گا تو میں تیری طرف دوڑتا ہوا آؤں گا صحیح بخاری میں بھی یہ حدیث ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۲۳۱)

نوٹ: اللہ سبحنہٗ تعالیٰ جسم وجسمانیات سے پاک ومنزہ ہے یہ بطور تمثیل تفہیم کیلئے فرمایا گیا اور حضور اکرم سید عالم ﷺ اللہ کی عظیم نعمت کبریٰ ہیں ان کے ذکر پاک نعت و درود وسلام سے روکنا اللہ واحد قہار کے حکم کی خلاف ورزی کرنا اور بغاوت پر آمادگی کا نشان ہے گویا حضور اکرم سید عالم ﷺ کا ذکر شریف خواہ نعت شریف ہو یا قرآن وحدیث سے ہو یا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وغیرہ یہ سب اللہ کے احسان کی شکر گزاری ہے اور جو اس کو روکتا اور بدلتا ہے اس کیلئے فرمایا گیا بدلوا نعمتہ اللہ کفرا اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل دیا۔ حضور اکرم سید عالم ﷺ کا ذکر شریف اللہ ہی کا ذکر ہے (کما قال اللہ تعالیٰ) ورفعنا لک ذکرک (نشرح) اور ہم نے

تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رفع اللہ تعالیٰ ذکرہ فی الدنیا والاخرۃ فلیس خطیب ولا تشھد ولا صاحب صلاۃ الایقول اشھد ان لااله الااللہ و ان محمد رسول اللہ

(الشفاء جلد اول ۱۲)

کہ ''آپ کے ذکر کو دنیا و آخرت میں اتنا بلند کیا کہ کوئی خطیب یا کلمہ شہادت کہنے والا یا نماز پڑھنے والا ایسا نہیں جو اشھدان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ نہ کہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔''

امام ابن عطا پھر امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہما و غیرھما آئمہ کرام تفسیر قولہ تعالیٰ ورفعنا لک ذکرک، میں فرماتے ہیں:

جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک ذکرنی

(الشفاء جلد اول ۱۲)

''(پیارے محبوب) میں نے تمہیں اپنا ذکر بنایا پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ہی ذکر کیا۔''

حضور اکرم ﷺ کا ذکر جب اللہ ہی کا ذکر ہے تو اس کے ذکر پر مداومت اور کثرت کا قرآن کریم میں حکم مذکور اور کئی جگہ مسطور کما قال تعالیٰ:

فاذاقضیتم الصلوٰۃ فاذکروا اللہ قیٰما و قعودا علیٰ جنوبکم (النساء ۱۰۳)

''پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر فرض کی ایک حد متعین فرمائی سوائے ذکر کے اس کی کوئی حد نہ رکھی فرمایا ذکر کرو کھڑے بیٹھے کروٹوں پر لیٹے رات میں ہو یا دن میں خشکی میں ہو یا تری میں سفر میں ہو یا حضر میں غنا میں ہو یا فقر میں تندرستی میں ہو یا بیماری میں پوشیدہ اور ظاہر (خزائن العرفان)۔ ثابت ہوا کہ حضور اکرم سید عالم ﷺ کا ذکر نعت شریف ہو یا الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی کوئی حد نہیں ہر وقت کرے کہ حضور کا ذکر اللہ ہی کا ذکر ہے اللہ قادر و منان فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (الرعد ۲۸) سن لو اللہ کے ذکر ہی میں دلوں کا چین ہے امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عن مجاھد فی قولہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب قال بمحمد ﷺ و اصحابہ (الشفاء شریف جلد اول صفحہ ۱۴) یعنی حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ''سن لو اللہ کا ذکر ہی دلوں کا چین ہے'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ سے مراد

حضور اکرم محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور انکے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ۔علاوہ ازیں حضور اکرم سید عالم ﷺ کے اسمائے طیبہ میں ایک اسم مبارک سیدنا ذکر اللہ ﷺ بھی ہے معلوم ہوا کہ حضور اکرم سید عالم ﷺ کا ذکر پاک خواہ نعت شریف میں ہو یا حدیث وقرآن میں تقریر میں ہو یا نظم میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ،یااللھم صلی علیٰ سیدنا ومولانا محمد و علیٰ ال سیدنا ومولانا محمدوبارک وسلم ہوسب اللہ عزوجل کومحبوب ومطلوب اورذکر اللہ کوشامل ہے اورحضور ﷺ نعمۃ اللہ یعنی اللہ کی نعمت ۔تو اوراللہ رب العلمین ارشادفرماتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث (والضحیٰ ۱۱) اوراپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو ۔مزید برآں پھر چرچا کرنے اوردرودشریف خواہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہو، گویا ہر انداز بیان میں میرے محبوب کا ذکر اور چرچا کرتے رہو اور خوب سلام پڑھتے رہو، گویا مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام ہو یا یا نبی سلام علیک ہو، گویا ان ہی کا ذکر ان ہی کا بیان ہوتو یہی ان کا ذکر مؤمنین کے دلوں کا چین ہے، البتہ تمہارا دشمن شیطان ملعون ہے وہ تمہیں ضرور اس ذکر سے روکے گا منع کریگا ہر طرح وسوسے اوراوہام پیدا کرے گا کیونکہ اس کوتمہاری بھلائی اورتمہارے دل کا چین بے حد ناگوار اس نے توازل ہی میں قسم کھائی تھی کما قال تعالیٰ قال فبعزتک لاغوینھم اجمعین (ص ۸۲) بولا تیری عزت کی قسم ضرور میں ان سب کوگمراہ کروں گا۔

پس یہ مسلمانان عالم یعنی اہلسنت جو بریلوی سے معروف ہیں ان ہی کا شیطان اوراسکی

ذریت سخت دشمن اور بدخواہ ہے کہ ذریت کب گوارا کرے گی کہ وہ سرکار ابد قرار احمد مختار سیدنا مولٰنا محمد ﷺ دونوں عالم کے سرداران کے غلام ان کی رحمت سے سرشار ہو کر دلوں کا چین حاصل کریں۔ یہ حسد و عناد کی آگ میں جل کر کوئلہ تو بن چکے ہیں مسلمانوں کو بھی گمراہ اور بے دین بنا کر اپنا ساتھی اور حمایتی بنا کر دوزخ میں لے جانا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو استقامت عطا فرمائے اور گمراہی اور بیدینی سے بچائے اور گمراہ گروں اور دشمنان سے دور و نفور رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے محبوب پاک ﷺ کی سچی غلامی میں ثابت قدم رکھے امین۔

عزیزان گرامی! نہایت معقول اور اظہر من الشمس یہ بات ہے کہ اللہ رب العلمین ان کا ذکر کرنے اور درود و سلام پڑھنے پر حکم فرمائے اور اپنی نعمت اور مؤمنین کے قلوب کا چین بتائے یہ ذریت شیطان اور اس کے سپہ سالار اسکو ممنوع و ناجائز اور بدعت بتائیں۔ یہ اللہ اور اس کے احکام سے بغاوت اور مؤمنین و صالحین سے عداوت ہے یا نہیں؟ ہے اور ضرور ہے ابلیس نے تو سجدہ ہی نہ کیا منکر ہوا مگر فرشتوں کو منع بھی نہ کیا یہ ایسے شقی ابلیس کے بھی استاذ، اللہ رحمٰن و رحیم کے فرمان ذیشان کے منکر ہو کر بغاوت کرتے اور اللہ کے بندے صالحین کو روکتے اور منع کرتے ہی نہیں بلکہ ناجائز اور بدعت بتا کر ان کے ایمانوں کو لوٹتے ہیں۔

نہ کالے کو دیکھیں نہ گورے کو دیکھیں
پیا جس کو چاہیں سہاگن وہی ہے

مسٹر زرولی! کہتے ہیں۔

''بریلوی حضرات یہاں ایک دھوکا دیتے ہیں کہ السلام علیک ایھا النبی پڑھتے وقت ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سامنے تشریف فرما ہوتے ہیں اور جب نبی کریم ﷺ موجود ہوں تو الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا جا سکتا ہے جیسا کہ روضہ منورہ پر صلوٰۃ وسلام پیش کیا جاتا ہے تو گزارش یہ ہے کہ اولاً تو نبی کریم ﷺ کا اپنے روضہ منورہ کے علاوہ کسی اور جگہ تشریف فرما ہونا صحیح نہیں ہے بلکہ سات سو سے زیادہ فقہاء محدثین ومفسرین ے نبی کریم ﷺ کو عالم الغیب یا حاضر وناظر جاننے والے کو کافر کہا ہے۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت، ص ۱۴)

محاسبہ کذب صریح

اوّل

تمہارا یہ دروغ بے فروغ اور بریلویوں پر بہتان کہ وہ کہتے ہیں السلام علیک ایھا النبی پڑھتے وقت ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سامنے تشریف فرما ہوتے ہیں یہ کون سے

بریلوی کا قول ہے اور بریلوی کہتے ہیں اس کو جو اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ کے مسلک پر قائم تو تم اگر ایمان میں سچے ہو تو اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی کوئی عبارت ایسی دکھلاؤ جس میں یہ لکھا ہو کہ السلام علیک ایھا النبی پڑھتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سامنے تشریف فرما ہوئے، اور ہم کہے دیتے ہیں کہ تم اور تمہارے سارے جٹا دھاری اکابر ہوں یا اصاغر جو گزر گئے اور جو ہیں موجود وہ مل کر ایک ایسی، عبارت دکھلا دیں ہرگز نہ دکھا سکیں گے بس ہم یہی کہیں گے کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت اور اللہ کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

دوم

علاوہ السلام علیک ایھا النبی سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کا کیا تعلق اور السلام علیک ایھا النبی پڑھتے ہیں نماز میں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اگر کوئی مولوی نماز میں پڑھتا ہو تو ثابت کیجئے ورنہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت بھیجئے۔

سوم

تم کہتے ہو کہ یہ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ السلام علیک ایھا النبی پڑھتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سامنے تشریف فرما ہوتے ہیں تو تم یہ ثبوت پیش کرو کہ بریلوی مسلک میں اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی کوئی عبارت ایسی ہے جس میں کہا گیا ہو کہ اس وقت کے علاوہ وہ کسی

وقت تشریف فرما نہیں ہوتے جب غائب ہوں گے جب ہی السلام علیک ایھا النبی کے وقت تشریف فرما ہونگے۔

چہارم

تمہارے ممدوح اور مقتدا مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند تو فرما چکے کہ حضور ﷺ مؤمنین کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں تو تمہارے دین میں تمہارا بانی ہی کافر ہوگیا تو تم اور سات سو فقہاء وغیرہ نے حاضر ناظر سمجھنے والے کو کافر کہا تو اپنے اکابر دین کی ایسی فہرست تیار کرو جن علماء دیوبند نے مولوی محمد قاسم کو کافر کہا اور تکفیر کی؟

پنجم

تمہارے مقتدا اور بانی دارالعلوم دیوبند نے تو قرآن کریم کی آیت کریمہ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم یعنی اولی بمعنی اقرب یعنی حضور ﷺ مؤمنین سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جسکا حاصل یہ ہوا کہ تمہارے ممدوح اور بانی قرآن کریم کی آیت کریمہ پر ایمان رکھتے ہیں اور تم قرآن کریم کی آیت مذکورہ کے منکر ہو اور قرآن کریم کی کسی ایک آیت کا بھی انکار کرنا کفر ہے تو تم اپنے مقتدا کی دلالت سے کافر اور منکر قرآن ہوئے۔ النبی اولی باالمؤمنین کی مکمل بحث جو تمہارے مقتدا مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند نے تحریر فرمائی وہ پچھلے صفحات پر مذکور و منقول ہے اب تم فیصلہ کرو کہ تم کافر ہو یا تمہارا مقتدا؟ مدلل ثبوت فراہم کیجئے اور دونوں میں سے ایک کا کفر

ثابت کیجئے!ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔

مسٹر زرولی! تم لکھتے ہو:

''اگر جناب نبی کریم ﷺ التحیات کے دوران نمازی کے سامنے موجود ہوتے تو پھر بریلوی حضرات کھڑے ہوکر التحیات پڑھتے مگر وہ بھی مسلمانوں کی طرح بیٹھ کر ہی السلام علیک ایھا النبی پڑھتے ہیں۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت، ص ۱۴)

مسٹر! اگر مسلمان ہونے کا تعلق بیٹھنے اور کھڑے ہونے ہی پر موقوف ہے تو تم لوگ بھی اپنی نمازوں میں قیام وقرأت کو فرض جانتے اور تلاوت قرآن کرتے ہو اور قرآن کریم کو قیام میں یعنی کھڑے ہوکر پڑھتے ہو جس میں یہ آیات کریمہ بھی تلاوت میں آتی ہیں:

(۱) سلٰم علیٰ نوح فی العٰلمین o انا کذالک نجزی المحسنین

(۲) سلٰم علیٰ ابراھیم o کذالک نجزی المحسنین

(۳) سلٰم علیٰ موسیٰ و ھارون

(۴) سلٰم علیٰ ال یاسین (سورۃ الصٰفٰت)

اس قبیل سے دیگر آیات بھی موجود ہیں دلیل وثبوت کیلئے ایک آیت ہی کافی ہے۔ مسٹر زرولی! نماز میں قیام فرض ہے تو قعدہ آخری بھی فرض، قرأت میں فاتحہ کے بعد سورۃ کا

پڑھنا واجب ہے تو قعدہ میں التحیات پڑھنا بھی واجب تم کہتے ہو اگر نبی کریم التحیات کے دوران نمازی کے سامنے موجود ہوتے تو پھر بریلوی حضرات کھڑے ہو کر التحیات پڑھتے اور یہ امر تعظیم وتکریم پر دال کہ بقول تمہارے اگر سامنے موجود ہوتے تعظیماً کھڑے ہو کر پڑھتے۔ہم پوچھتے ہیں کیا تم اللہ جلیل وجبار کو موجود نہیں جانتے؟

ثانیاً۔ اگر اللہ قادر مطلق کو موجود جانتے ہو تو حضور ﷺ جو اللہ کے بندے اور رسول ہیں، ان کی تعظیم کو اللہ جل شانہ کی تعظیم پر ترجیح دیتے ہو۔ اگر کوئی تمہارا بھائی دیوبندی ہو یا عیسائی تم سے پوچھے کہ رسول کے حاضر ہونے پر تم ان کی تعظیم کیلئے قیام کو واجب ٹھہراتے اور بریلویوں کو قیام کا حکم دیتے ہو تو تمہارے نزدیک تمہارے خالق اور معبود کی اتنی بھی قدر نہیں۔ یہ امر دو حال سے خالی نہیں یا تو اللہ علیم وخبیر کے وجود کا انکار کیجئے اور صاف صاف کہہ دیجئے کہ وہ موجود نہیں (معاذ اللہ) اگر موجود ہے تو تم التحیات للہ والصلوات والطیبات کہ میری تمام عبادتیں اور نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ کے لئے ہیں اس کی عظمت وتعظیم میں کھڑے ہو کر کیوں نہیں پڑھتے؟ اس سے یہ امر صاف واضح ہو گیا کہ یا تو تم اللہ قادر وقیوم کو موجود مانتے نہیں یا عبادت کے قانون جانتے نہیں اب دوسری جانب توجہ کیجئے جس طرح التحیات واجب میں السلام ایھا النبی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اسی طرح آیاتِ مذکورہ صدر میں سلٰم علیٰ نوح فی العٰلمین کذالک نجزی المحسنین و سلٰم علیٰ ابراھیم و سلٰم علیٰ موسیٰ و ھارون وسلٰم علیٰ ال یاسین وغیرہ میں اللہ عزوجل کی جانب سے

ارشاد ہے اور تمہارے دین میں کھڑے ہوکر سلام پڑھنا شرک و بدعت اور باعث عذاب نار ہے تو تم ہرگز کھڑے ہوکر سلام نہ پڑھتے بلکہ بیٹھ کر سلام پڑھتے مگر تم بھی مسلمانوں کی طرح کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہو۔

سوم ۔ اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نماز میں اس قسم کی آیات کو تلاوت ہی نہیں کرتے اور دوسری آیتیں پڑھتے ہیں تو تمہارا کوئی بھائی ہندو یا عیسائی تم سے پوچھے کہ ان آیات مذکورہ کو نماز میں تلاوت کرنا تمہارے دین میں حرام ہے؟

چہارم ۔ اگر تم بالقصد ان آیات کو اپنی نمازوں میں تلاوت کرنا حرام یا منع سمجھتے ہو تو تراویح کے موقع پر جب ختم قرآن ہوتا ہے تو ان آیات کی تلاوت نہیں کرتے اور ان کو چھوڑ دیتے ہو؟

پنجم ۔ ختم قرآن کے موقع پر ضرور یہ آیات تلاوت کی جاتی ہیں ولو کرہ الکفرون تو اپنے اصول دین پر ان آیات کو بیٹھ کر نہیں پڑھتے بلکہ مسلمانوں کی طرح کھڑے ہوکر ہی پڑھتے ہو دونوں طرف صرف یہ فرق ہے کہ وہاں تم پر سلام یہاں نام لیکر سلام فرمایا:

خوب امیدیں بندہیں لیکن ہوئیں حرماں نصیب
بدلیاں اٹھیں مگر بجلی گرانے کیلئے

مسٹر زرولی! لکھتے ہیں:

''آج کل موذنوں نے اذان کے بعد زور زور سے صلوٰۃ وسلام پڑھنا شروع کیا ہے یہ طریقہ بدعت ہے اور پھر مسجد میں اونچی آواز سے اگر چہ ذکر اللہ ہی کیوں نہ ہو۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت، ص۹)

کسی مسلمان پر یہ بات مخفی نہیں کہ مؤذن اذان کے بعد زور زور سے صلوٰۃ وسلام نہیں پڑھتے البتہ قبل اذان پڑھتے ہیں نیز کہتا ہے کہ صلوٰۃ وسلام تو کجا اللہ کا ذکر کرنا بھی بدعت ہے اسکا جواب ہم پچھلے صفحات پر قرآن کریم سے پیش کر چکے پھر لکھتا ہے۔

''مسجد میں زور زور سے ذکر یا صلوٰۃ وسلام پڑھنا حرام ہے کیونکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت میں ثابت ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو مسجد نبوی میں مل جل کر بعض روایات میں ہے حلقہ باندھ کر ذکر اور صلوٰۃ زور زور سے پڑھ رہے تھے تو حضرت عبداللہ ابن مسعود نے ان سے فرمایا کہ میں تم کو بدعتی سمجھتا ہوں اور ان کو مسجد سے نکال دیا۔''

(ایضاً۔ ص۱۰)

ذکر اللہ اور صلوٰۃ وسلام کے متعلق قرآن کریم سے ذکر ہی نہیں بلکہ کثرت ذکر کا ثبوت پیچھے گزرا ہے مگر مسٹر زرولی کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر ایمان ہے قرآن کریم پر ایمان نہیں،

ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر بھی ایمان ایسا ہے کہ جو بات کلام میں مطلب کی پائی اس پر ایمان کامل اور جو بات مطلب کی نہ تھی اس کے منکر، اگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر کامل ایمان ہے تو تم لوگوں نے قرآن کریم میں معوذتین یعنی سورہ فلق و ناس کو کیوں شامل کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان سورتوں یعنی فلق و ناس کو قرآن کریم نہیں مانتے بلکہ لکھا دیکھتے تو کھرچ دیتے۔ امام احمد اور ابن حبان کی روایت میں ہے:

عبدالله بن مسعود كان لا يكتب المعوذتين فى المصحف

(فتح الباری جلد ۸، ص ۵۲۶)

یعنی ''عبداللہ بن مسعود معوذتین (قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس) اپنے مصحف میں نہ لکھتے۔''

عبداللہ بن امام احمد نے زیادات مسند میں اور ابن مردویہ نے بطریق اعمش ابو اسحٰق سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن یزید نخعی سے روایت کی ہے:

كان عبدالله يحك المعوذتين من مصاحفه ويقول انهما يستا من كتاب الله

(فتح الباری جلد ۸ ص، ۵۲۶، ارشاد الساری جلد ۵، ص، ۳۵۲، عمدۃ القاری جلد ۲۰، ص، ۱۱)

یعنی ''عبداللہ بن مسعود اپنے مصحف سے معوذتین کھرچ دیتے اور کہتے یہ دونوں کتاب اللہ سے نہیں ہیں۔''

علامہ جلال الدین سیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور میں مختلف روایات وطروق کو یکجا کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اخرج احمد والبزاز والطبرانی وابن مردویه من طرق صحیحه عن ابن عباس وابن مسعود انه کان یحک المعوذتین من المصحف و یقول لاتخلطوالقران بما لیس منه انهمایستا من کتاب اللہ انما امرالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ان یتعوذ بهما و کان ابن مسعود لا لقراء بهما

(الدرالمنثور۔ ص۴۱۶)

یعنی ''امام احمد، بزاز، طبرانی، ابن مردویہ نے بطریق صحیحہ حضرت ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن مسعود معوذتین مصحف سے کھرچ دیتے اور فرماتے قرآن کو اس سے نہ ملاؤ جو قرآن سے نہیں یہ دونوں کتاب اللہ سے نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف ان سے تعوذ کے حکم دیتے ابن مسعود ان دونوں کی قرأت نہ کرتے۔''

مسٹر زرولی! تمہارا ایمان کیا کہتا ہیکہ معوذتین کو حضرت ابن مسعود قرآن سے نہیں مانتے بلکہ جہاں پاتے ہیں کھرچ دیتے ہیں تم بھی ان کی ہمنوائی میں معوذتین کو قرآن نہیں جانتے تو اعلان کیجئے کہ مصاحف شریف میں معوذتین کو نہ لکھا جائے اور جن میں لکھی جا چکی ہیں ان سے نکال دیا جائے تم تو صاحب زرولی سندھ ہو اخبارات میں یہ حکم جاری فرمایئے اور قرآن کریم کے نسخوں سے معوذتین کو نکلوایئے اگر واقعہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر ایمان رکھتے ہو؟ اگر ایسا نہیں کر سکتے اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز نہ کرسکو گے کیونکہ بحمدہ تعالیٰ ابھی مسلمان موجود ہیں ان کا خوف تم پر طاری چنانچہ یہ جرأت کر بھی نہیں سکتے اور اگر تم معوذتین کو قرآن کریم دل وجان سے تسلیم کرتے ہو اور ان کو قرآن مانتے ہو تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا حکم لگاتے ہو ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔

کچھ نہ صیاد کا شکوہ نہ گل چیں کا گلہ
اپنے ہاتھوں سے جلایا ہے نشیمن اپنا

نیز مسٹر زرولی! تو اونچی آواز میں مسجد شریف میں ذکر اللہ کو بھی بدعت ٹھہرائیں پھر مسجدیں کس مقصد کے لئے تعمیر کی گئیں؟

اللہ عزوجل ملک القدوس ارشاد فرماتا ہے۔

''ومن اظلم ممن منع مسٰجد الله ان یذکر فیھا

اسمه وسعی فی خرابها اولئک ما کان لهم ان یدخلوها الاخالفین لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الاخرة عذاب النار

(البقرہ۔۱۱۴)

اوراس سے بڑھ کرظالم کون جواللہ کی مسجدوں کورو کے اسکا ذکر کئے جانے سے اوران کی ویرانی میں کوشش کرے ان کو نہ پہنچتا تھا کہ مسجدوں میں جائیں مگر ڈرتے ہوئے ان کیلئے دنیا میں رسوائی ہے اوران کیلئے آخرت میں بڑا عذاب۔''

مسلمانوں نماز بھی تو ذکر اللہ ہی ہے ان نمازوں میں بھی اذان بلند آواز سے تکبیر بلند آواز سے اور تکبیرات انتقالات اونچی آواز سے، صبح فجر کی نماز اور مغرب وعشاء کی نماز میں قرأت بلند آواز سے ہوتی ہے کیا یہ ذکر اللہ نہیں؟

زرولی! اگر واقعی ہی سچا مسلمان ہے تو ان تمام مساجد عالم پر پابندی اور فتویٰ جاری فرمائے مگر حیرت ہے کہ خود بھی اونچی آواز ہی سے اللہ کا ذکر کرتا ہے، لوگوں کو اپنی قرأت سناتا ہے، اذانیں کہلاتا اور تکبیرات کہلاتا، اس پر طرفہ یہ کہ کس گھن گرج کے ساتھ تقریریں کرتا اور کراتا ہے یہ سب نیچی اور دھیمی آواز میں کرنے کیلئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نمازوں میں جائز رکھتا ہے تا کہ آواز اونچی نہ ہوسکے، یہ اس اسلام جدید خود ساختہ کا حکم ہے۔

شیخ محقق عبدالحق صاحب محدث رضی اللہ عنہ، سعید ابن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ

''ایک دن عمر رضی اللہ عنہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے وہ مسجد میں بیٹھے شعر پڑھ رہے تھے آپ نے تیز نظر سے ان کی طرف دیکھا حسان نے کہا آپ کیا دیکھتے ہیں میں تو ان کی موجودگی میں بھی شعر پڑھتا تھا جو تم سے بہتر تھے یعنی سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، وہاں ابو ہریرہ بھی موجود تھے حسان نے ان کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ تم کو قسم ہے رب العزت کی تم نے بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے اللھم اید حسانا بروح القدس ،ترجمہ: اے اللہ مدد کیجئے حسان کی بذریعہ جبرئیل، ابو ہریرہ نے کہا اللھم نعم ہاں ایسا ہی فرماتے تھے جیسا کہ تم کہتے ہو۔''

(جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص ۱۱۹)

یہی شیخ محقق علامہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترمذی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ھیں کہ:

''رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک منبر حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے رکھا تھا تا کہ اس پر کھڑے ہوکر کفار کی ہجو کریں اور فیصلہ کن بات اس حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الشعر کلام

حسنة حسن و قبیحه قبیح ۔ ترجمہ شعرا یک کلام ہے

اس کے عمدہ مضامین اچھے ہیں برے مضامین برے۔"

(جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص ۱۱۹۔۱۲۰)

ہوسکتا ہے کہ مسٹر زرولی اس مضمون اور احادیث کے متعلق یہ کہہ کر منکر ہو جائیں کہ شیخ محقق عبدالحق صاحب کا مذہب بریلوی تھا وہ بانی مذہب بریلوی امام احمد رضا خاں کے مرید و شاگرد اور مقلد تھے۔ ان کا وصال گیارہویں صدی ہجری اور امام احمد رضا خاں کا وصال چودھویں صدی میں ہوا۔ ان دونوں کا ایک ہی مذہب ہم نہ مانیں تو ہم مسٹر زرولی کے حکیم الامت دیوبندیوں کے مجدد ملت مولوی اشرف علی تھانوی، جن کے پاؤں دھوکر پینا دیوبندیوں کیلئے نجاتِ اخروی کا سبب ہے، ہم ان کے اقوال گہربار کو نقل کرتے ہیں مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسان (رضی اللہ عنہ) کیلئے مسجد میں منبر رکھتے تھے کہ اس پر کھڑے ہوکر رسول اللہ ﷺ کے مفاخر بیان کرتے اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالیٰ حسان کی تائید روح القدس سے فرماتا ہے جب تک یہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مفاخرت یا مدافعت کرتے رہیں گے

۔روایت کیا اس کو بخاری نے کذا فی المشکوٰۃ۔"

(نشر الطیب، ۲۲۱)

اس حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ کے مفاخر اور مشرکین کے مطاعن بیان کرنیکے لئے حضور ﷺ، حضرت حسان رضی اللہ عنہ کیلئے منبر رکھتے تھے۔ یہ کلمات مداومت اور کثرت پر دلالت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ خوش ہوکر ان کو دعا دیتے معلوم ہوا یہ عمل حضور ﷺ کا مطلوب مرغوب اور پسندیدہ عمل ہے جو آج تک بحمدہ تعالیٰ اہلسنّت بریلوی حضرات کو حرز جان اور مقصود ایمان ہے ولو کرہ الکٰفرون۔

اور یہ زرولی اس کو بدعت وحرام کہتا، اور فاعل کو جہنمی بتاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ زرولی کا دین حضور سید المرسلین محبوب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف بغاوت پر دال ہے اور اللہ عزوجل کی خوشنودی کے خلاف ہے۔ ملاحظہ کیجئے کہ حضور ﷺ مسجد میں منبر رکھتے جس پر کھڑے ہوکر حضور کے مفاخر بیان کئے جاتے یہ کیا خاموشی اور پوشیدگی کی علامت ہے یا اعلانیہ بلند اور اونچی آواز اور حاضرین کو سنانے پر دلالت کرتا ہے۔ نیز علامہ ابن کثیر کی روایت گزری کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جو میرا ذکر جماعت میں کرتا ہے میں اس کا ذکر اس سے بہتر جماعت ملائکہ میں کرتا ہوں، یہ زرولی اللہ واحد قہار اور اس کے محبوب احمد مختار ﷺ اور قرآن وحدیث کا منکر و باغی اور دین کو مٹانے والا، عدوات حضور ﷺ کا عادی ہے جب بھی زبان کھولے یا قلم چلائے گا عداوت دین اور نفرت ایمان کا سبق پڑھائے گا اور فسق وکفر کی باتیں بتائے گا۔ اس موقع پر ایک

حدیث ان ہی کے حکیم الامت مولوی اشرفعلی کی معرفت سماعت فرمایئے لکھتے ہیں

''ساتویں روایت جب آپ غزوہ تبوک سے مدینہ طیبہ
میں واپس تشریف لائے تو حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا
یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو اجازت دیجئے کہ کچھ آپکی مدح
کروں چونکہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدح خود طاعت ہے اسلئے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ کہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سالم رکھے
انہوں نے یہ اشعار آپ کے سامنے پڑھے:

من قبلها طیب فی الظلال وفی
مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبطت البلادلا بشر
انت ولامضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفلین وقد
الجم نسرا واهله الغرق
تنقل من صلاب الی رحم
اذامضی عالم بدا طبق
وردت نار الخلیل مکتتما

فـــی صـــلبـــــه انـــت کیف مـعتـــرق

حتـــی احتـــوی بیتک الـــمهـــمـــن مـــن

خـــنـــدف عـلیـــاء تـــحتهـــا الـــنـــطـق

وانـــت لـــمـــا ولـــد ت اشـــرقـــت

الارض وضـــــاء ت بـــنـــورک الافـــق

فـــنـــحـــن فـــی ذالک الـضیـــاء فـــی الـنـور

سبـــل الـــرشـــاد تـــحتـــرق

ترجمہ: زمین پر آنے سے پہلے آپ جنت کے سایہ میں خوشحالی سے تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں جنت کے درختوں کے پتے اوپر تنے جوڑے جاتے تھے یعنی آپ صلب آدم علیہ السلام میں تھے اور ودیعت گاہ سے مراد بھی صلب ہے جیسا اس آیت میں مفسرین نے کہا ہے مستقر ومستودع اور پتے کا جوڑنا اشارہ ہے اس قصہ کی طرف کہ آدم علیہ السلام نے اس منع کئے ہوئے درخت سے کھا لیا اور جنت کا لباس اتر گیا تو درختوں کے پتے ملا ملا کر بدن ڈھانکتے تھے یعنی اسوقت آپ بھی مستودع میں تھے اسکے بعد بلاد یعنی زمین کی طرف نزول فرمایا اور آپ اس وقت نہ بشر تھے اور نہ مضغہ اور نہ علق کیونکہ

یہ حالتیں جنین ہونے کے بہت قریب کی ہوتی ہیں اور ہبوط کے وقت جنین ہونے کا انتفاء ظاہر ہے اور یہ نزول الی الارض بھی بواسطہ آدم علیہ السلام کے ہے غرض آپ نہ بشر تھے نہ علقہ نہ مضغہ بلکہ صلب آباء میں محض ایک مادہ مائیہ تھے کہ وہ کشتی نوح میں سوار تھا اور حالت یہ تھی کہ نسریت اور اس کے ماننے والوں کے لبوں تک طوفان غرق پہونچ رہا تھا مطلب یہ کہ بواسطہ نوح علیہ السلام کے وہ مادہ راکت کشتی تھا مولانا جامی (علیہ الرحمہ) نے اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ز جودش گر نگشتی راہ مفتوح
بجودی کے رسیدے کشتی نوح

اور وہ مادہ اسی طرح واسطہ در واسطہ ایک صلب سے دوسرے رحم تک نقل ہوتا رہا جب ایک طرح کا عالم گزر جاتا تھا دوسرا طبقہ ظاہر اور شروع ہو جاتا تھا یعنی یہ مادہ سلسلہ آباء کے مختلف طبقات میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں آپ نے نار خلیل میں بھی ورود فرمایا چونکہ آپ ان کی صلب میں مختفی تھے تو وہ کیسے جلتے پھر آگے اسی طرح آپ منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کا خاندانی شرف جو کہ

آپ کی فضیلت پر شاہد ظاہر ہے اولاد خندف میں سے ایک ذروہ عالیہ جاگزیں ہوا جس کے تحت میں اور حلقے یعنی دوسرے خاندان مثل درمیانی حلقوں کے خندف لقب ہے آپ کی جد بعید مدرکہ ابن الیاس کی والدہ کا یعنی ان کی اولاد میں سے آپ کے خاندان اور دوسرے خاندانوں میں باہمی وہ نسبت تھی جیسے پہاڑ میں اوپر کی چوٹی اور نیچے کی درمیانی درجوں میں ہوتی ہے اور نطق یعنی اوساط کی قید سے اشارہ اس طرف ہے کہ غیر اولاد خندف کو ان سب کے سامنے بالکل نشیب درجات جبل کے ساتھ ہے اور جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی آپ کے نور سے آفاق منور ہوگئے سو ہم اس ضیاء اور اس نور میں ہدایت کے راستوں کو قطع کر رہے ہیں۔''

(نشر الطیب ص ۸ تا ۱۰، کتبخانہ رحیمیہ دیوبند)

عزیزان ملّت

(۱)۔۔۔۔۔اللہ ملک القدوس ارشاد فرماتا ہے کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون جو مسجدوں میں اللہ کے ذکر سے روکے۔

(۲)۔۔۔۔۔اور حضور ﷺ کے حضور میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ اشعار یعنی نعت شریف مسجد میں پڑھیں۔

(۳)۔۔۔۔حضور ﷺ مسجد میں منبر رکھوائیں اور اس پر کھڑے ہوکر حضرت حسان رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ کی مدح و ثناء اور مشرکین کی ہجو بیان فرمائیں ۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے حضور اشعار میں میلاد اور نعت بیان فرمائیں کہ حضور ﷺ نور ہیں اور ایسے نور کہ جب پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی آپ کے نور سے اور آفاق منور ہوگئے، اور مسٹر زرولی کہتا ہے مسجد میں زور زور سے ذکر یا صلوٰۃ وسلام پڑھنا حرام ہے، بدعت ہے جسکا انجام جہنم ہے تو کیا یہ زرولی، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن اور دین اسلام کا باغی نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے۔

تم نے کہا تھا دین کا اجالا کریں گے ہم
تم ہی نے تو سب چراغ ایماں کے بجھا دیئے

ظہور قابلیت

مسٹر زرولی رقمطراز ہیں:

''۱۲، ربیع الاول بالاتفاق تاریخ وفات ہے اور ولادت باسعادت کی تاریخ صحیح قول کے مطابق ۹۔ربیع الاول ہے اس لئے آج تک مسلمانوں میں ۱۲، ربیع الاول کو بارہ وفات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت، ص ۳۳)

البتہ تم ہی جیسے مسلمان کہلانے والے ۱۲، ربیع الاول شریف کو بارہ وفات کہتے ہوں گے مگر سچا دیندار، ذی علم مسلمان ہرگز بارہ وفات کا نام بھی نہ لے گا لیکن جاہل عورتیں اسی ماہ مبارک کو اپنی جہالت کی بنا پر بارہ وفات کا مہینہ کہہ دیتی تھیں جس پر علماء کرام نے تنبیہہ فرمائی۔

مسٹر زرولی! بالاتفاق اور صحیح روایت کے طلسمی کرشمہ سے مسلمانوں کو مسحور کرنا چاہتے ہیں۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو اختلافات علماء کی ہوا بھی نہ لگی۔امام الائمۃ المحدث شیخ احمد بن محمد ابن ابی بکر قسطلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ کے سال ولادت میں بھی اختلاف کیا گیا ہے اس پر بحث کرنے کے بعد پھر لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت کے مہینہ میں علماء کا اختلاف۔جس مہینہ میں نبی ﷺ پیدا ہوئے ہیں مشہور قول یہ ہے کہ ربیع الاول کے مہینہ میں پیدا ہوئے یہ جمہور علماء کا قول ہے اور ابن جوزی نے اس قول پر جمہور علماء کا اتفاق نقل کیا ہے اسپر بھی اختلاف کیا گیا کہ آپ ماہ صفر میں پیدا ہوئے اور کہا گیا کہ ماہ ربیع الاخر میں اور کہا گیا ماہ رجب میں پیدا ہوئے اور کہا گیا کہ ماہ رمضان میں پیدا ہوئے پھر مہینہ کے دن میں بھی اختلاف کیا

گیا کہا گیا ہے کہ جس دن آپ پیدا ہوئے ہیں وہ غیر معین ہے کہ اول میں ہے یا آخر اس کے نزدیک ثابت ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں دوشنبہ کے دن بلا تعین تاریخ آپ پیدا ہوئے دوسری تاریخ تھی یا آٹھویں تاریخ تھی یا ان تاریخوں کے غیر تاریخ تھی (یہ لمبی بحث ہے پھر فرمایا) بالکلیہ غیر صحیح ہیں اور مشہور قول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن بارھویں ربیع الاول میں پیدا ہوئے ہیں۔"

(خلاصہ مواہب الدنیہ۔ترجمہ سیرت محمدیہ، ص ۱۵۱۔۱۵۲۔۱۵۳ جلد اول)

اس کتاب پر اکابر و مشاہیر علماء دیوبند کی تصدیق اور تقریظات موجود ہیں مثلاً

(۱) مولوی سراج احمد رشیدی مدرس دارالعلوم دیوبند

(۲) مولوی محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند

(۳) مولوی حبیب الرحمٰن مددگار صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

(۴) مولوی اعزاز علی مدرس مدرسہ دارالعلوم دیوبند

(۵) مولوی محمد نور مدرس مدرسۂ دارالعلوم دیوبند

(۶) مولوی محمد عبدالجبار صاحب

(۷) مولوی صفی الدین

(۸) مولوی نواب اختر یار جنگ

(۹) مولوی لطیف احمد

(۱۰) مولوی فصاحت جنگ

(۱۱) مولوی جلیل الحسن

(۱۲) مولوی حکیم وحیدالدین وغیرہم

امام الائمہ شیخ احمد بن محمد القسطلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''اہل اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت کے مہینے میں ہمیشہ محفلیں کرتے ہیں اور اہتمام کرتے ہیں اور کھانے کھلاتے ہیں اور انواع صدقات ولادت کی راتوں میں صدقہ کرتے ہیں اور اظہار سرور کرتے ہیں اور مبرات میں زیادتی کرتے ہیں اور آپ کے مولد کریم کے قصہ کے پڑھنے میں توجہ کرتے ہیں اور ان مسلمانوں پر آپ کے اس مولد شریف کی برکات سے ہر ایک فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے آپ کے مولد شریف کے خواص میں جو چیزیں کہ آزمائی گئی ہیں ان میں سے یہ ہے کہ جس سال مولد شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ مولد مسلمانوں کے لئے آفات زمانی سے امان ہوتا ہے اور مطلوب اور دلی خواہشوں کو پانے میں وہ مولد شریف عاجل بشارت ہوتی ہے۔''

(سیرت محمدیہ ترجمہ مواہب اللدنیہ جلد اول، ص ۱۵۹)

مواہب الدنیہ شریف کا ترجمہ، سیرت محمدیہ مولوی عبدالجبار خاں نے کیا جن کا تعلق دیوبند سے ہے اور اس کتاب سیرت محمدیہ پر پندرہ اکابر علماء جید مولوی دیوبند کی تقاریظ منسلک ہیں۔

اس سے یہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا کہ اہل اسلام یعنی مسلمان ہمیشہ ماہ ربیع الاول میں محافل میلاد شریف کراتے اور کھانا کھلانے کا اہتمام کرتے اور طرح طرح کے صدقات ولادت کی راتوں میں صدقہ کرتے حضور اکرم سید عالم ﷺ کا ذکر ولادت کرتے اور نعت شریف پڑھتے اور خوشیاں مناتے جلسہ وجلوس کراتے ان کی برکات سے سال بھر امن وعافیت میں رہتے اور آفات زمانی اور بلایات آسمانی سے محفوظ ومامون رہتے اور جو دشمنان رسول اللہ ﷺ ہیں وہ ان امور مسرت پر طعن کرتے ناجائز وحرام اور بدعت بتاتے اور مسلمانوں کو تکالیف شاقہ پہنچاتے جیسا کہ آج بھی ظاہر ہے۔

امام المتکلمین عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا محمد نقی علی خاں صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں

''بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ جب میں حاملہ ہوئی کسی نے مجھ سے خواب میں کہا تمہارے پیٹ میں اس امت کا سردار ہے جب چھ مہینے گزرے کسی نے خواب میں کہا تیرے حمل میں بہتر عالم ہے پیدا ہو تو اس کا نام محمد رکھنا جب ربیع الاول کا مہینہ شروع ہوا عالم انوار آسمانی سے منور ہوگیا اور

بی آمنہ کے دل میں عجیب طرح کی خوشی پیدا ہوئی کبھی عالم رویا میں ان کو بشارت دی جاتی اور کبھی بیداری میں فرشتوں کی تسبیح وتہلیل کی آواز آتی ساتویں شب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے آمنہ تجھے بشارت ہو کہ تیرے پیٹ سے رسول اعظم اسمائے حسنیٰ اور آیات کبریٰ پیدا ہوگا پھر تو فرشتے رات دن آمنہ کے پاس رہتے اور پرند خوشی میں چہچہے کرتے گیارہویں رات کو فرشتے تسبیح و تقدیس میں مشغول رہے بارہویں شب منادی نے ندا کی اے آمنہ تجھے اس مولود کے ساتھ بشارت ہو جو آج تیرے ہاں پیدا ہوگا وہ آفتاب فلاح وہدایت ہے اس کا نام محمد رکھنا اس رات انوار زمین وآسمان میں تاباں اور ستارے زمین کی جانب مائل تھے اور ملائکہ سبع سمٰوات ساتوں آسمانوں کے فرشتے زمین پر اترے اور جبرائیل و اسرافیل مولد شریف میں حاضر ہوئے عرش ذوق وشوق میں ہلتا تھا۔''

(سرور القلوب بذکر المحبوب، ص ۱۱۔۱۲)

حضرت علامہ محقق ذیشان نے بالتفصیل کیفیت ولادت اور تاریخ ولادت بیان فرمائی اس سے صاف ظاہر ہے کہ ولادت شریف بارہ ربیع الاول شریف ہی ہے علاوہ ازیں

عارف باللہ حضرت مولانا محمد نور بخش توکلی تحریر فرماتے ہیں:

''جب حمل شریف کو چاند کے حساب سے پورے نو مہینے ہو گئے تو حضور اقدس ﷺ بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن فجر کے وقت کہ ابھی بعض ستارے آسمان پر نظر آرہے تھے پیدا ہوئے۔''

(سیرت رسول عربی، ص ۳۳)

شیخ محقق عبدالحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

''حدیثوں میں آیا ہے کہ شب میلاد مبارک کو عالم ملکوت میں ندا کی گئی اور سارے جہاں کو انوار قدس سے منور کرو اور زمین وآسمان کے تمام فرشتے خوشی ومسرت میں جھوم اٹھے اور داروغہ جنت کو حکم ہوا کہ فردوس اعلیٰ کو کھول دے او سارے جہاں کو خوشبوؤں سے معطر کردے اور زمین وآسمان کے ہر طبقہ اور ہر مقام میں مژدہ سنادے کہ نور محمدی ﷺ نے آج رات رحم آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں قرار پکڑا ہے اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ تمام خیرات و برکات کرامات وسعادات اور انوار واسرار کا مصدر اور مبدا خلق عالم اصل اصول بنی آدم کی اس عالم میں تشریف اوران کے ظہور کا وقت قریب آپہنچا ہے یقیناً تمام جہاں والوں کو منور ومشرف اور مسرور ہونا چاہیے۔''

(مدارج النبوۃ جلد دوم، ص ۲۰۔۲۱)

توضیح وتشریح کے بعد پھر فرماتے ہیں:

''سبحان اللہ جب آپ کے حمل مبارک کا رعب اور دبدبہ کا یہ عالم ہے تو آپ کی ولادت مبارکہ کا حال کیا ہوگا؟ جاننا چاہیے کہ جمہور اہل سیر اور ارباب تواریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارک عام فیل کے چالیس یا پچپن دن کے بعد ہوئی یہ قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ ماہ ربیع الاول میں ولادت ہوئی ہے اور بعض علماء اسی کو اختیار کرتے ہیں، اور بعض بارہ بھی کہتے ہیں اور بعض دو ربیع الاول اور بعض آٹھ ربیع الاول کی رات گزرنے کے بعد کہتے ہیں۔ بہت سے علما اسی کو اختیار کرتے ہیں اور بعض دس (۱۰) بھی کہتے ہیں لیکن پہلا قول یعنی بارہ ربیع الاول کا زیادہ مشہور اور اکثر ہے اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے ولادت شریف کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔''

(مدارج النبوۃ جلد دوم، ص ۲۲۔۲۳)

شیخ محقق کے اس تفصیلی بیان سے واضح ہوگیا کہ تاریخ ولادت معروف ومشہور بارہ ربیع الاول ہے۔ حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

''سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے آٹھویں یا بارہویں کذا فی الشمامۃ۔''

(نشر الطیب ص ۲۱ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

مولوی حافظ محمد اسحاق صاحب دہلوی تحریر کرتے ہیں:

''بارھویں ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء پیر کی شب کو حضور سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عالم دنیا میں جلوہ کناں ہونے کیلئے تمام آسمانوں میں مبارکی وشادمانی کا عجیب عالم ہوا آسمان سے زمین تک نور ہی نور تھا۔''

(میلاد ووفات، ص ۱۱۔۱۲)

مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی تحریر فرماتے ہیں:

''الغرض جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی عمر میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد لیل ونہار کے انقلاب کی اصلی غرض آدم و اولاد آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا اور موسیٰ وعیسیٰ کی پیش گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوئے۔''

(سیرت خاتم الانبیاء ص ۱۹۔۲۰، دارالاشاعت کراچی)

اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ولادت شریف بارہ ربیع الاول یوم دوشنبہ کو ہوئی اس کتاب سیرت خاتم الانبیاء پر اکابر علماء دیوبند کی تقاریظ اور تصدیق موجود ہیں مثلاً

(۱) حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ

(۲) مفتی اعظم دیوبند عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی ۲۷ جمادی الاول ۱۳۴۴ھ

(۳) مولوی محمد انور کشمیری صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

(۴) حسین احمد صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

(۵) مولوی سید اصغر حسین محدث دار العلوم دیوبند

نیز اس کتاب ''سیرت خاتم الانبیاء'' کے حاشیہ پر لکھا ہے:

''اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن ہوئی لیکن تاریخ کی تعین میں چار اقوال مشہور ہیں۔ دوسری۔ آٹھویں۔ دسویں۔ بارھویں حافظ مغلطائی نے دوسری تاریخ کو اختیار فرما کر دوسرے اقوال کو مرجوع قرار دیا مگر مشہور قول بارھویں تاریخ کا ہے یہاں تک کہ ابن البز از نے اس پر اجماع نقل کر دیا اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے اور محمود پاشا مکی مصری نے جو نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے۔''

(حاشیہ، ص ۲۰)

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ نو (۹) تاریخ ولادت کا قول اجماع کے خلاف ہے۔

اہل اسلام رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ولادت کے مہینے میں ہمیشہ محفلیں کرتے اور کھانے کھلاتے اظہار سرور میں جشن عید میلاد النبی ﷺ مناتے جلوس نکالتے مبرات

میں زیادتی کرتے اور انوائے اقسام کے صدقات کرتے مگر تم اہل اسلام کو اپنی طرح دیوبندی مسلمان نہیں سمجھتے تو ہم نے اہل اسلام کے علاوہ تمہارے دین کے مشاہیر علماء مولوی عبدالجبار مترجم سیرت محمدیہ کے علاوہ پندرہ اور سیرت خاتم الانبیاء مفتی محمد شفیع دیوبندی کے علاوہ تمہارے اکابر جید علماء جن میں تمہارے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اور تمہارے امام العصر مولوی انور کشمیری بھی شامل ہیں سب ولادت شریف کی تاریخ بارہویں ربیع الاول پر تصدیق وتصویب فرمارہے ہیں مگر تم سب سے جدا ہو کر اجماع کیخلاف نو ربیع الاول کا حکم لگا رہے ہو۔ کیا تمہارے نزدیک یہ تمہارے ائمہ دین اور مشاہیر علماء دیوبند بھی بدعتی اور ناری ہیں جنہوں نے بارہ ربیع الاول شریف کو تاریخ ولادت مبارکہ کی تصدیق کی اور اس پر اجماع ٹھہرایا۔ اگر تمہارے نزدیک نو تاریخ ہی ولادت مبارکہ مقبول تو تم نے کبھی نو ربیع الاول شریف کو جشن منایا میلاد شریف کرایا جلوس نکالا مسرت کا کسی طور پر بھی تم نے اظہار کیا کلمہ تو تم بھی پڑھتے ہو اپنے مسلمان ہونے اور اہل اسلام کا نشان دکھایا؟ یہ اجماع کے خلاف شور وشر پھیلانا اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ تم کو تاریخ ولادت سے کوئی سروکار نہیں صرف اور صرف حضور اکرم سید عالم ﷺ کے ذکر پاک اور اظہار مسرت سے عدوات ہے۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی (ﷺ)

ایمان نام ان کی محبت کا ہے تمہارے نزدیک محبت کا یہ مطلب ہے کہ ان کے ذکر کو ختم کرو

ان کی تعظیم وتکریم کے بجائے توہین وگستاخی کرومساجد میں ہندوؤں کی تقریر منظور مگران کا ذکر گوارانہیں، تمہارے دین میں یہی علامت ایمان ہے تم نے توحید کا نام ہی توہین رسالت رکھا ہے۔

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

زرولی لکھتا ہے!

''یہ لوگ بارہ وفات ہی کو یوم ولادت مناتے ہیں گویا عاشقان رسول ﷺ اپنے نبی ﷺ کی وفات کی خوشیاں مناتے ہیں۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت، ص ۳۳)

مسٹر زرولی! وفات کو تو تم مانتے ہو یہ تمہارے دین کی اساس ہے اسی وجہ سے نہ تو ذکر کرتے نہ خوشیاں مناتے ہو غم والم میں جلتے رہتے ہو وفات وفات کہتے نہیں تھکتے، پھر کلمہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ ﷺ سینے پر پتھر رکھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے پڑھتے ہو تمہارے نزدیک جب وہ (معاذاللہ) وفات پاگئے زندہ ہیں ہی نہیں تو کس کو کہتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں اب تو اغلب تم ایسا غوجی کا نام بھی بھول گئے رسالت صفت ہے یا نہیں؟ اور محمد ﷺ موصوف اور صفت کی بقاء وظہور

موصوف پر موقوف جب تمہارے دین میں موصوف ہی وفات پا گیا تو صفت کہاں سے آ گئی؟ کیوں دنیا کو دھوکہ دیتے ہو اپنے منکر رسالت ہونے کا صاف صاف اقرار کرو تا کہ تم کو لوگ وہ نہ سمجھیں جو سمجھتے ہیں لوگ تو مسلمان سمجھتے ہیں اور تم اسلام کی بیخ کنی کرتے ہو کبھی تم نے ایسا دیکھنا تو کجا سنا بھی ہے کہ آفتاب وفات پا گیا یعنی غروب ہو گیا اور روشنی اور دھوپ اور تمازت موجود ہے؟ اگر اس کو ثابت کر دو گے تو پھر حضور ﷺ کی وفات کی بات کرنا، ان کی وفات شریف حیات جاوید کی دلیل ہے وعدہ ءالہیہ کیلئے ایک آن کیلئے موت آئی ہے پھر اسی آن وہ زندہ و پائندہ ہیں اگر وہ وفات پا جائیں یعنی (معاذ اللہ) بقول تمہارا فنا ہو جائیں تو فیض رسالت کہاں سے موصول ہو گا تمہارے محمد رسول اللہ ﷺ کہنے ہی میں تمہاری ان کہی کہنا ہے انکے حیات ابدی کی دلیل ہے۔

؎ انبیاء کو بھی اجل آنی ہے پھر اسی آن کے بعد انکی حیات
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے مثل سابق وہی جسمانی ہے

مسٹر زرولی! تم لوگ بھی مرتے ہو اور کفار و مشرکین بھی مرتے ہیں کیا تمہارے نزدیک یا تمہارے اصول دین میں دونوں موت میں برابر ہیں اور دونوں ہی فنا ہو کر مٹ جاتے ہیں مگر کوئی مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا ہمارے نزدیک کفار و مشرکین تو کجا مومن صالح اور مومن طالح کی موت میں بھی فرق ہے اور مومن صالح اور مومن شہید کی موت میں فرق ہے اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے کہ جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تم کو شعور نہیں۔ مارے گئے، موت پر دلالت کرتا ہے

اورزندہ ہیں، ان کوزندہ بتاتا ہے۔تم قرآن کریم کے بعض پر ایمان لاتے ہواور بعض کے منکر ہو۔شہید کون ہے وہ جوسچا مسلمان ہےاوران کا پکا غلام ہے وہی شہید ہوسکتا ہے ورنہ مرنے والے مرتے ہیں اور مارے جانے والے مارے جاتے ہیں۔ بظاہر کفار کے ہاتھ سے نہیں اگر وہ مقتول ان کے دامن سے وابستہ نہیں تو اس کی شہادت تو کجا وہ مومن کی موت کو بھی نہیں پاتا سیدھا جہنم میں جاتا ہے۔

غورطلب یہ امر ہے کہ جس کا غلام زندہ ہواس کا آقا جوسارے جہاں کا راج دلارا اور اللہ کا سب سے زیادہ پیاراوہ (معاذ اللہ) (فناہوجائے) تمہاری طرح مٹ جائے اور تم اپنوں کی طرح ان کا غم مناتے رہو یہ رسم تمہارے دین جدید کی ہے وہی اللہ والوں کی فانی اورمٹ جانے والا خاک میں مل جانے والا مگر ہمارے رب نے ان کے غلاموں کو بھی حیات جاوید عطا فرمادی جن کو آج ساری دنیا شہداء کے لقب سے یاد کرتی ہے تمہاری اس تحریر سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ اس قابل ہی نہیں جواس قادرومنان کی نعمتوں سے بہرہ پاؤ

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

آگے پتہ لگ جائے گا۔

شیخ الاسلام وامام المسلمین شیخ محقق مولانا عبدالحق صاحب

محدث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علمائے دیوبند خصوصاً مسٹر زرولی وغیرھم میلا دوقیام وصلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کو بریلوی کہتے ہیں اور بدعتی اور ناری ہونیکا حکم لگاتے ہیں۔اکابر علماء اسلام کے ماسوا مولوی اسماعیل دہلوی جو وہابیوں دیوبندیوں کے مقتدائے اعظم ہیں ان کے جدامجد کے دادا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور دیوبندیوں کے اکابر علماء ومقتدا غوث الاعظم وحکیم الامت وغیرہ کے پیر حاجی امداداللہ صاحب سے میلاد وقیام اور صلوٰۃ وسلام کا ثبوت فراہم کرچکے ہیں۔اب ہم شیخ محقق مولانا عبدالحق صاحب محدث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بحر زہد وعبادت وتقوی وطہارت سے ایک شمہ نقل کرتے ہیں۔

شیخ محقق کا زہد وتقوی ضرب المثل ہے شیخ محقق اپنی کم سنی کا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

''جس زمانے میں میری عمر دو ڈھائی سال کی ہوگی اس وقت کی اکثر باتیں اب تک مجھے یاد ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جو دانشمندوں کی آگاہی کے لیے بے انتہا ضروری اور مفید ہیں غرض کہ جس زمانے میں پدر بزرگوار کی مہربانیوں کے ظہور کا وقت آیا تو میں تحصیل علوم میں مشغول ہوگیا اور شب وروز ذکر تذکرہ اور بحث وتکرار میں بسر کرنے لگا اکثر اوقات وہ بذات خود مجھ سے علمی مباحث سنتے اور خوش ہوکر خاص طور سے علم توحید کے مسائل اس طرح سمجھاتے گویا علم شہود اور آنکھوں

دیکھی باتیں کررہے ہیں، جب مقدمات علمی کے لحاظ سے علم شہود وحقیقت کے سمجھنے میں مجھے کچھ شبہ ہوجاتا تو فرماتے اسی قسم کے شکوک وشبہات ان مسائل میں اکثر وبیشتر پیدا ہوتے رہتے ہیں اور انشاء اللہ یہ تمام شبہے آئندہ دور ہوکر تم خود یہ جمال یقینی ان کا مشاہدہ کرلو گے تاہم جہاں تک بھی ہوسکے کوشش کرتے رہو اور ہمیشہ اسی حال میں رہو کہ مسائل بخوبی ازبر ہوجائیں۔''

(اخبارالاخیارشریف،ص۔۶۰۷)

پھرفرماتے ہین۔

''میں نے بغیر حروف تہجی پڑھے پہلے دو تین سپارے قرآن کریم کے اس طرح پڑھے کہ والد ماجد مجھے ایک ایک سبق لکھ کردیتے اور میں پڑھتا جاتا اس کے بعد ان کی تربیت اور شفقت کا یہ اثر ہوا کہ روزانہ جتنا قرآن کریم پڑھتا وہ ان کو سنادیا کرتا چنانچہ اس طرح دو تین مہینہ کے اندر میں نے پورا قرآن کریم پڑھ لیا اور جس طرح معلم صاحبان مدرسہ میں اپنے شاگردوں کو رٹاتے ہیں میں نے رٹا نہیں والد ماجد نے مجھے فایا قاف تک تختی لکھائی تھی اس کے بعد شاید ایک مہینہ میں مجھے لکھنے پر قدرت حاصل ہوگئی۔''

(اخبارالاخیار،ص۔۶۰۸)

پھر فرماتے ہیں

''غرض کہ تمام کتب مروجہ پر میں نے عبور حاصل کیا پھر ادب، فلسفہ، علم کلام وغیرہ میں مہارت اور پڑھانے کی مشق کیلئے ماوراء النہر گیا اور وہاں تحصیل علوم میں اتنا مشغول رہا کہ تعلیم و مطالعہ کتب سے شب و روز میں دو تین گھنٹہ کی فرصت ملتی تھی۔ جب اساتذہ کرام کے روبرو اثنائے سبق میں انوکھی بحث کرتا یا مفید بات کہتا تو وہ فرماتے اے عزیز! ہم تم سے استفادہ کرتے ہیں اور تمہارے شکر گزار ہیں۔''

(اخبارالاخیار۔ص،۶۰۹)

شیخ محقق فرماتے ہیں

''بچپن ہی سے مجھے معلوم نہیں کہ کھیل کود کیا ہوتا ہے اور خوابِ راحت، مصاحبت و دوستی اور سیر و تفریح کیا چیز ہے

شعر شیب خواب چہ وسکوں کرام است

خود خواب بعاشقان حرام است

شوق علم و عمل میں کبھی وقت پر کھانا نہ کھایا اور بروقت آبائی محل میں نہ سویا۔ موسم سرما کی سخت ٹھنڈی ہواؤں اور موسم گرما کی تپتی ہوئی تیز دھوپ میں گھر سے روزانہ دو مرتبہ مدرسہ جاتا تھا

دوپہر کو گھر آ کر ایک دونوالے بقائے حیات کی خاطر کھالیتا عرصہ دراز تک قبل از وقت مدرسہ جا کر ایک دو پارے چراغ کی روشنی میں تلاوت کرتا اس پر طرہ یہ کہ گھر پر جتنا وقت ملتا اسمیں کوئی لمحہ بیکار نہ بیٹھتا بلکہ مطالعہ کتب، بحث وتکرار میں لگا رہتا رات دن پڑھتا نیز رات کے کسی حصہ میں خوشخطی بھی لکھتا میرے والدین ہمیشہ فرماتے کہ کسی وقت تو محلّہ کے بچوں کے ساتھ کھیل کود کر دل خوش کرلیا کرو اور رات کو آرام سے سویا کرو لیکن میں عرض کرتا کہ کھیل کود سے جب دل خوش کرنا ٹھہرا تو میں اس سے خوش ہوتا ہوں کہ لکھتا پڑھتا رہوں عام طور پر لوگ اپنے بچوں کو اسکول جانے اور پڑھانے کی تاکید کرتے ہیں اس کے برعکس مجھے کھیل کی جانب متوجہ کیا جاتا ہے، پڑھتے پڑھتے جب رات کے بارہ بج جاتے تو والد ماجد فرماتے کہ بابا کیا کر رہے ہو تو میں خود آ کر ہی لیٹ جاتا تاکہ جھوٹ نہ ہو جائے اور پھر عرض کرتا جی میں سو رہا ہوں فرمایئے کیا ارشاد ہے؟ اس کے بعد پھر پڑھنے لگتا۔ اکثر ایسا ہوا کہ چراغ کی لَو سے میرے صافے اور سر کے بالوں میں آگ لگ گئی اور مجھے اس وقت پتہ چلا جب حرارت میرے دماغ پر

پہنچی۔"

(اخبارالاخیارص۶۱۰)

پھرفرماتے ہیں:

"تحصیل علم کے شوق ومحبت کے باوجود نماز، وظیفے، شب بیداری، مناجات وغیرہ میں فطری طور پر بچپن ہی سے اتنا مشغول تھا کہ لوگ حیرت کرتے تھے اب بھی اللہ کے فضل و کرم سے شب خیزی کا شوق ہے اور مجھے اس راہ سے کافی نعمتیں ملی ہیں اور اس وقت پہلے سے بھی زیادہ محنت اور ریاضت اور تعلیم وافادہ میں مشغول ہوں دنیا کے نیک وبد سے مجھے کوئی واسطہ نہیں ہے نیز لوگوں کی دوستی ودشمنی سے میرا دل خالی ہے۔"

(اخبارالاخیارشریف س۔۶۱۱)

پھرفرماتے ہیں:

"میں تمام امور سے ہاتھ دھوکر اورلوگوں سے آنکھیں بند کرکے دردل پر اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ اب کیا ہوتا ہے اورکون سی راہ کھلتی ہے چنانچہ جس نے دبارِالٰہی میں توبہ کی وہ مایوس نہ رہا اور جس نے اللہ کے حضور التجا کی وہ کامیاب ہوا

کے احکام کے پیش نظر اچانک بیکسوں کے چارہ گر اور آوارہ لوگوں کے رہنمانے مجھے اپنی طرف بلایا اور خانماں بربادکی گردن میں زنجیر شوق ڈال کر اپنے گھر کی جانب کھینچ لیا اور مجھ گم کردہ راہ کو منزل مقصود تک پہنچادیا یعنی اپنے حبیب پاک ﷺ کے دربار فیض آثار میں پہنچا دیا اور ان کی نوازشات سے سرفراز ہوا۔ مجھ فقیر حقیر کو حضرت خبیر وبشیر ونذیر کے انعامات وکرامات سے جو کچھ بشارت ملی وہ بیان سے باہر ہے۔''

(اخبارالاخیارشریف،ص،۶۱۲۔۶۱۳)

پھر فرماتے ہیں:

''میرا مرکز اعتماد ان صاحب قدم پر ہے جو مالک رقاب اولیاء ہیں (سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ) اور کوئی رہرو ایسا نہیں جو ان کی خدمت میں اپنے سر کے بل نہ جائے اور ان کے قدموں پر اپنا سر نہ رکھے اور یہ سب کچھ خود ان ہی کی سرفرازی ہے ان کی صفت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وہ قدم بہ قدم گامزن رہے بلکہ سرور عالم ﷺ ہی کی طرح قدم بہ قدم چلتے رہے اور سعادت اسی کو ملی جس نے آپکے قدموں پر سر رکھ دیا اور بہر نوع آپ کے احکام کی تعمیل کی ۔رسول

اللہ علیہ وسلم وحضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وراثت سے تمام بزرگوں کو جو کچھ ملا وہ صرف خلف صادق (غوث الاعظم) کے حصہ میں آیا۔ یہ کتنی بڑی دولت ہے اگر چہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث بکثرت تھے لیکن جو خلف صادق کو ملا وہ کسی کو نہ مل سکا دولت و مال میں تمام ورثاء کو برابر مقررہ حصہ ملتا ہے لیکن وراثت حال و کیف میں ایک کو دوسرے کے برابر حصہ نہیں ملا کرتا کیونکہ حال و کیف اور مراتب وہ دولت ہے جس کے مستحق ہی کو یہ دولت دی جاتی ہے۔ اگر دوسرے لوگ قطب ہیں تو یہ خلف صادق قطب الاقطاب ہیں اگر دوسرے سلطان ہیں تو یہ خلف صادق شہنشاہ سلاطین ہیں اور آپکا اسم گرامی سید سلطان محی الدین عبد القادر گیلانی ہے جنہوں نے دین اسلام کو دوبارہ زندہ کیا۔"

(اخبار الاخیار، ص، ۶۱۳۔۶۱۴)

پھر فرماتے ہیں:

"شیخ کے مقام کا اس سے بھی اندازہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ جو حی و قیوم ہے اس نے ہمکو اسلام عنایت فرمایا اور غوث الثقلین نے اس کو دوبارہ زندہ کیا غوث الثقلین کے معنی یہ ہیں کہ

جنات وانسان سب (کے فریادرس) ان کی پناہ میں آتے ہیں چنانچہ میں بے کس ومحتاج بھی ان ہی کی پناہ کا طلبگار اوران ہی کا درباری ہوں مجھ پر انکی عنایت وکرم ہے اور ان کی مہربانیوں کے بغیر کوئی فریادرس نہیں ہے۔''

(اخبارالاخیار،ص۲۱۴)

عزیزان ملّت! شیخ محقق امام الائمہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رضی اللہ عنہ بایں شان ولایت وعلمی جلالت زہد وریاضت وتقویٰ وطہارت ومجاہدہ وعبادت کے باوجود اپنے رب کریم سے ایک طویل مناجات میں عرض کرتے ہیں اور دوران مناجات یہ التماس کرتے ہیں:

''اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال میں فساد نیت موجود رہتی ہے البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت عاجزی وانکساری محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا رہا ہوں اے اللہ وہ کونسا مقام ہے جہاں میلادِ مبارک سے زیادہ تیری خیر وبرکت کا نزول ہوتا

ہے؟اس لئے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بے کار نہ جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعہ دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوسکتی۔''

(اخبار الاخیار ص،۶۲۴ ترجمہ علمائے دارالعلوم کراچی)

عزیزان ملت !غور فرمایئے کہ امام المسلمین شیخ محقق اولیائے کاملین سے ہیں۔ان کے تقویٰ وطہارت،عبادت وریاضت،مجاہدہ عبادت کا یہ عالم اوران کا بچپن کیسا شاندار تھا تو ان کے عالَم شباب کی کیا شان، پھر ایسی عبادت وریاضت کے باوجود اپنے مالک حقیقی حی وقیوم سے عرض کرتے ہیں اے اللہ مجھے اپنے کسی عمل پر اعتماد نہیں میرا کوئی عمل ایسا نہیں جس کو تیرے دربار میں پیش کروں البتہ ایک عمل جو تیری عنایت وتوفیق سے ہے اس پر ناز کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد شریف کے موقع پر کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت عاجزی اور خلوص سے تیرے محبوب پر درود بھیجتا ہوں۔

مسٹر زرولی! ان کو بھی بریلوی کے لقب سے پامال کریں گے کیونکہ ان کے دین کی بنیاد ہی جھوٹ اور افتراء پر ہے اگر جھوٹ نہ بولیں اپنے دین کا اصول توڑیں لاجرم اصول دین کی لاج رکھنے کو کہیں گے کہ شیخ محقق، بریلوی ہیں اور امام احمد رضا خاں کے مرید وشاگرد اوران کے مذہب کے موئد اور معاون ہیں۔دیکھو ان کی تاریخ ولادت محرم ۹۵۸ھ اور وفات ۱۰۵۲ھ ہے اور مولانا احمد رضا خاں کی ولادت ۱۲۷۲ھ اور وفات

۱۳۴۰ھ ہے۔ چنانچہ شیخ محقق، مولانا احمد رضا خاں کے شاگرد و مرید اور ان کے مذہب کے معاون اور خدمت گار ہیں۔

اسی طرح سارے دیوبندیوں کے مقتداء غوث الاعظم رشید احمد گنگوہی اور حکیم الامت اشرف علی تھانوی وغیرھم، کے پیر دستگیر جناب حاجی امداد اللہ صاحب اپنے مریدوں کو ہدایت فرماتے ہیں کہ:

''حضور ﷺ پر یہ تین درود الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ. الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ. الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ۔ بھیجے''

(ضیاء القلوب، ص۹، مطبع مجتبائی دہلی)

اور اپنی کتاب ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' میں فرماتے ہیں:

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام (سلام) میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص۵، مطبع مجید کانپور)

زرولی اصول دین کو توڑ نہیں سکتے، جھوٹ کو چھوڑ نہیں سکتے، لوگوں کو یہی دھوکہ دیں گے کہ حاجی صاحب بھی بریلوی ہو گئے اور انھوں نے امام احمد رضا خان بریلوی کے ہاتھ پر بیعت کر لی اب ان ہی کا پڑھایا سبق لوگوں کو سناتے ہیں۔ مگر دیوبندی کلھم تو ان کو اب بھی اپنا پیران پیر اور دین کا رہنما سمجھتے ہیں اور مسلمان ہی سمجھتے ہیں تو اس بناء پر سارے

دیو بندی کافر اور مرتد ہو گئے کہ ایک بدعتی اور ناری کو اپنا پیشوا ہی نہیں بلکہ اپنے بزرگوں کا امام اور مرشد سمجھتے ہیں اور ان کی بدعت پر کلام نہیں کرتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہندوستان میں وہابیت کو تیرھویں صدی ہجری میں مولوی اسمٰعیل دہلوی لے کر آیا، اس سے قبل یہ بلا، ہند میں تھی ہی نہیں۔ ہندوستان میں تیرھویں صدی ہجری سے پہلے کوئی وہابیت کو جانتا بھی نہ تھا کہ یہ کیا بلا ہوتی ہے۔ ہم اپنی کتاب سے ثبوت کیوں دیں، وہابیوں کے مقتداء مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد فرماتے ہیں:

''امرتسر میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی (ہندو سکھ وغیرہ) کے مساوی ہے اسی (۸۰) سال قبل قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔''

(شمع توحید، ص ۴۰، مطبوعہ سرگودھا)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ مسلمانوں میں سنی جن کو بریلوی کہتے ہیں ان کے سوا کوئی دوسرا فرقہ تھا ہی نہیں۔ ہماری منقولہ عبارات سابقہ سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حضور اکرم سید عالم ﷺ نے جو ناجی فرقہ کی علامت بیان فرمائی کہ ''ما انا علیه و اصحابی'' یہ سو فیصد اہل سنت بریلویوں پر صادق آتی ہے اور جتنے بھی فرقے ہیں کلهم فی النار، ہونے پر دال ہیں۔

مسٹر زرولی کو تو علم دین ہے، نہ فہم نجات اور نہ فراست ایمانی، جو بات کہی گھڑ کر کہہ دی۔

نہ ادھر اُدھر کی تو بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا
مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

اَلتَّحِیَّاتُ اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

مسٹر زرولی لکھتے ہیں:

''بریلوی حضرات یہاں ایک دھوکہ دیتے ہیں کہ السلام علیک ایھا النبی پڑھتے وقت ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سامنے تشریف فرما ہوتے ہیں اور جب نبی کریم ﷺ موجود ہوں تو الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا جاسکتا ہے۔''

(ایضاً، ص ۱۴)

نمبر ۱۔ مسٹر زرولی کو اپنے علم و دانش اور فہم و فراست پہ ماتم کرنا چاہئے، کجا نماز جو فرض اہم اور قعدہ آخری بھی فرض اس میں التحیات کامل پڑھنا واجب اور التحیات میں السلام علیک ایھا النبی بھی واجب ہے اور ان امور فرائض و واجبہ کو قیاس کرتا ہے ''الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ'' پر۔ کیا یہ درود بھی واجب ہے؟

نمبر ۲۔ کہتا ہے کہ بریلوی دھوکہ دیتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ التحیات میں حضور ﷺ

تشریف فرما ہوتے ہیں، حالانکہ عقیدہ ہونا تو بڑی بات ہے کسی بریلوی کا یہ قول بھی نہیں اگر کسی کا قول ہوتا تو ثبوت دیتا۔ معلوم ہوا کہ یہ خود اول درجہ کا جھوٹا، دھوکے باز اور فریب کار ہے یہ مثل مشہور ہے المرء یقیس علیٰ نفسہ اس پر صادق آیا۔

نمبر ۳ ۔تمام دشمنان بریلوی کا اس پر اتفاق ہے کہ بریلوی مذہب کے بانی امام احمد رضا خاں صاحب (رضی اللہ عنہ) ہیں تو امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ کی کوئی ایسی عبارت پیش کرے جس میں انہوں نے ایسا فرمایا ہو یہ ہرگز پیش نہ کر سکے گا کذاب مفتری اور جھوٹا دغاباز ہے مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے۔

نمبر ۴ ۔تشریف فرما وہ ہو جو حاضر نہ ہو، تمہارے مقتداء مولوی محمد قاسم نانوتوی، بانی دارالعلوم دیوبند ثابت کر چکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کی جانوں سے بھی زیادہ مومن سے قریب ہیں ۔اب حکم لگائیے کہ مولوی نانوتوی کافر ہیں یا مسلمان؟ اگر کافر ہیں تو ہر دیوبندی ان کو مسلمان اور پنا امام جانتا ہے پس وہ سارے کافر ہو گئے کیونکہ کافر کو مسلمان سمجھنے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ کفر کو اسلام سمجھتا ہے اب تم کیا کہتے ہو؟

نمبر ۵ ۔**دلیل اول:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل جلالہ کی واضح دلیل ہیں، اللہ علیم حکیم ارشاد فرماتا ہے:

"یا ایھاالناس قد جاء کم برھان من ربکم" (النساء:۱۷۴)

"اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔"

تمہارے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''اور وہ ذات مبارک ہے رسول اللہ ﷺ کی۔''

(مطبوعہ تاج کمپنی نمبر ۶۴، ص ۹۴)

تفسیر جلالین شریف میں ہے:

''یاایھاالناس قد جاء کم برھان حجه من ربکم علیکم و ھوالنبی ﷺ۔''

(تفسیر جلالین کلاں صفحہ ۹۳، اصح المطابع کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی)

یعنی ''اے لوگو! بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل یعنی حجت آئی وہ ہیں نبی اکرم ﷺ۔''

معلوم ہوا کہ حضور اکرم سید عالم، حجت و برہان یعنی مضبوط دلیل ہیں اللہ تعالیٰ کی۔ پس اللہ جل مجدہ کے عرفان کا کامل ذریعہ ہیں محمد مصطفیٰ ﷺ۔ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کو نہیں جانتا تو وہ ہرگز اللہ کو نہیں پہچان سکتا۔ جس قدر وہ حضور ﷺ کی معرفت کا علم رکھتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی فرماتے ہیں:

''جس نے اپنے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کو بشیر و نذیر کر کے بھیجا یعنی اس کے حکم سے مسلمانوں کو بشارت دینے والے اور کافروں کو ڈرانے اور ان کو سراج منیر یعنی چراغ روشن کیا پھر ان کے اصحاب کو فضیلت بخشی کہ وہ آنحضرت ﷺ کے دیدار

مبارک سے مشرف ہوئے اور ان کی حدیث شریف سنی اور صحبت سے فیضیاب ہوئے صحابہ کے بعد تابعین کو فضیلت عطا کی کہ آنحضرت ﷺ کے علم ظاہر و باطن کی ان سے سند لی جاتی ہے اور ان کے ظاہر و باطن کا اتصال آنحضرت ﷺ سے ظاہر اور مستحکم ہوا۔ سو وہ اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں اس کے بندوں پر اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں اس کی مخلوق میں اور ہدایت کے امام اور تقویٰ کے پیشوا ہیں اور علم آنحضرت ﷺ کا اگر روایت اور منقول نہ ہوتا اسناد سے اور اس فہم سے جو اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بخشتا ہے تو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرتا اور کوئی ہدایت نہ پاتا اور نہ کوئی بشر مقرب ہوتا اللہ جل شانہ کا۔

وصل اللہ علیٰ افضل خلقه محمد واله واصحابه اجمعین۔"

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، صفحہ ۱۔۲)

حاصل کلام یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ کو نہ جانتا نہ ہی معبود مانتا نہ ہدایت پاتا نہ مقرب ہوتا۔ جب تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے حجۃ اللہ ہونے کی یہ شان ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے حجۃ اللہ ہونے کی کیسی بلند و بالا شان اور مرتبہ ہوگا پھر صحابہ کرام میں خلفاء راشدین کی شان ہی نرالی ہوگی تو حضور اکرم سید عالم ﷺ کے واضح دلیل

اور مضبوط حجت کا کیا کہنا سبحان اللہ۔ان ہی کی معرفت اللہ جل شانہ کی معرفت ہے انکا قرب اللہ تعالیٰ کا قرب ہے ان کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے خوب فرمایا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے:

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں وہ وہاں نہیں

ان کی معرفت پر اللہ کی معرفت کہ اللہ عزوجل نے ان ہی کو اپنی ذات وصفات کا مظہر اتم بنا کر مبعوث فرمایا، ان کا حاضر ناظر ہونا اللہ تعالیٰ کے وجود واجب پر دلیل قاطع۔اللہ تعالیٰ کی صفات واجبہ ذاتی قدیم ہیں اور ان کی صفات ممکن عطائی اور حادث ہیں، اسی سے اللہ جل شانہ کی پہچان ہے اور یہی عبادت کا نشان ہے۔

امام احمد بن محمد ابن ابی بکر القسطلانی فرماتے ہیں:

”والاکثرون انه ولد عام فیل و انه بعد الفیل بخمیس یوما وانه فی شهر ربیع الاول یوم الا ثنین لثنتی عشرة خلت من عند طلوع الفجر“

(مواہب انوار محمدیہ، صفحہ ۲۷)

اکثر اہل علم کا قول یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سال دنیا میں تشریف لائے جس سال ابرہہ نے ہاتھیوں پر سوار ہو کر کعبہ شریف کو شہید کرنے کی مذموم حرکت کی اور وہ تباہ اور برباد ہوا،

اس سال کو عام فیل کہتے ہیں یعنی آپ اس واقعہ کے پچاس دن بعد تشریف لائے۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ تھا اور اس کی بارہ تاریخ پیر کا دن صبح صادق کا وقت تھا۔"

شیخ محقق عبدالحق صاحب محدث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"جمہور اہل سیر اور ارباب تواریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارک عام فیل کے چالیس یا پچپن دن بعد ہوئی یہ قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور مشہور بھی ہے (پھر اختلاف تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں) یعنی بارہ ربیع الاول کا قول زیادہ مشہور و کثر ہے اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے اور ولادت شریف کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔"

(مدارج النبوۃ جلد دوم، صفحہ ۲۳)

مولوی حافظ محمد اسحٰق دہلوی تحریر فرماتے ہیں:

"بارھویں ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء پیر کی شب کو حضور سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے عالم دنیا میں جلوہ کناں ہونے کیلئے تمام رات آسمانوں میں مبارکی اور شادمانی کا عجیب عالم ہوا۔"

(میلاد و وفات ﷺ، صفحہ ۱۱۔۱۲ دارالاشاعت کراچی)

نوٹ: یہ کتاب درارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی اور دارالعلوم کراچی میں بھی مہیا ہے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی فرماتے ہیں:

''جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی عمر میں ایک نرالہ دن کہ آج پیدائش عالم کا مقصد لیل ونہار کے انقلاب کی اصلی غرض، آدم اور اولاد آدم کا فخر کشتی نوح کی حفاظت کا راز ابراہیم کی دعا اور موسیٰ وعیسیٰ کی پیشگوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں۔''

(سیرت خاتم الانبیاء صفحہ ۱۹۔۲۰)

پھر تاریخ کے اختلاف پر حاشیہ میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مگر مشہور قول بارھویں تاریخ کا ہے یہاں تک کہ ابن البز از نے اس پر اجماع نقل کر دیا اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا۔''

(حاشیہ سیرت خاتم الانبیاء، صفحہ ۲۰)

مسٹر زرولی کا علماء دیو بند پر ناز ہے اور انہیں پر اعتماد ہے لکھتے ہیں:

''اس لئے علماء دیو بند جیسے پکے اور سچے اہل سنت کو 'وہابی' کے لقب سے داغدار کرنے کی پاداش میں ان کو بھی بنایا۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت، صفحہ ۳۲)

بحمدہ تعالیٰ ہم نے معتمدین علمائے دین اور علمائے دیو بند جن میں دیو بندی مفتی محمد شفیع کراچی بھی شامل ہیں، ان کی عباراتِ منقولہ صدر سے ثابت کر دیا کہ تاریخ ولادت شریف بارہ ربیع الاول محقق اور مشہور ہے اور اس پر علمائے کرام کو اعتماد ہے۔ ان عبارات جلیلہ سے مسٹر زرولی کا صریح جھوٹ ثابت ہو جاتا ہے۔ کم سے کم وہ اپنے معتمدین علمائے دیو بند سے پوچھے کہ مفتی دیو بندی محمد شفیع صاحب اور ان کے ساتھی سچے ہیں یا جھوٹے ہیں اگر علمائے دیو بند مفتی محمد شفیع کو جھوٹا بتائیں گے تو زرولی کی بات سچ ہے اور اگر مفتی محمد شفیع وغیرہ کو سچا مانیں تو زرولی کا کذب صریح ثابت۔

تعجب ہوتا ہے کہ مولوی کہلائیں، جھوٹی باتیں کہنا تو کجا لکھتے بھی نہیں شرماتے، ہم اہلسنت پر جھوٹا بہتان لگاتے کہ علمائے دیو بند جیسے پکے سچے اہلسنت کو وہابی کے لقب سے داغدار کرتے ہیں الخ، کیسا صریح فریب اور عظیم افتراء۔ اس کو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں مولوی اشرف علی جو سارے دیو بندیوں کے حکیم الامت ہیں ان ہی سے معلوم کر لیں:

''کانپور کی جامع مسجد جہاں تھانوی صاحب کے طلباء رہتے تھے چند عورتیں مٹھائی پر نیاز دلانے آئیں تو طلباء بغیر نیاز دیئے سب کھا پی گئے اس پر بڑی برہمی پھیلی اور کافی تعداد میں لوگ جمع

ہوگئے تو تھانوی صاحب نے فرمایا بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں
یہاں نیاز فاتحہ کیلئے کچھ مت لایا کرو۔"

(اشرف السوانح، صفحہ ۲۷)

اشرف علی تھانوی کی دلی تمنا

فرماتے ہیں:

"اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہوتا سب کی تنخواہ کر دوں پھر خود
ہی سب وہابی بن جائیں۔"

(افاضاتِ الیومیہ، جلد ۳، صفحہ ۲۷)

معلوم ہوا کہ یہ لوگ وہابی ہونے پر فخر کرتے ہیں۔
مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں"

(فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل صفحہ ۲۳۵)

مولوی محمد نعمانی، مولوی محمد زکریا سے کہتے ہیں:

"ہم خود اپنے بارے میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے
سخت وہابی ہیں۔"

(سوانح محمد یوسف، صفحہ ۱۹۲)

مولوی محمد زکریا جواباً فرماتے ہیں:

''مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔''

(سوانح محمد یوسف، صفحہ ۱۹۳)

زرولی! بہتان ہم پر لگاتے جھوٹ بولتے نہیں شرماتے، ان کتب کو غرق آب کیجئے تاکہ کوئی دوسرا تم کو ذلیل ورسوا نہ کر سکے یا اپنی گمراہی سے توبہ کیجئے، لاجرم یہی کہنا پڑے گا، لعنة الله على الكٰذبين، جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔

سامنے غیر کے تم فتنہ مجھے کہتے ہو
چھائی جاتی ہے کس پہ یہ سراپا دیکھو

مسٹر زرولی! تمہارے نزدیک اگر ۹ ربیع الاول شریف ہی صحیح تاریخ ولادت ہے تو تم اپنی قوم ہی سے کوئی ایسا ثبوت فراہم کرو کہ ملک کے کسی گوشے میں دیوبندی لوگوں نے ۹ ربیع الاول کو جشن میلاد النبی ﷺ منائی اور جلوس نکالا اور جلسے کرائے اور محافل میلاد کا انعقاد کراتے ہیں۔ ملک کے کسی گوشے میں ۹ ربیع الاول کو ایسی کوئی عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں کوئی لہر نظر نہیں آئی!

مسٹر زرولی! تم تو کہہ دو گے کہ یہ اعمال ہمارے خود ساختہ خیر القرون میں نہیں تھے لہذا یہ حدیث یعنی گھڑے ہوئے اعمال حرام بدعت ہیں جن کا انجام جہنم ہے کیونکہ کتب معتبرہ میں موجود ہے کہ گھڑے ہوئے کاموں سے بچو لہذا ہم لوگ اس کو بدعت وحرام

اوراس کا انجام جہنم سمجھتے ہیں کہ جو کام بھی خیر القرون کے بعد ایجاد ہوا وہ بدعت ہے اور باعث نار!

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور امور بدعت

مسٹر زرولی! تمہارے امام الائمہ مسٹر محمد اسمٰعیل دہلوی کو خوب پہچانتے ہو، کبھی ان کے جد کریم یعنی دادا شاہ ولی اللہ صاحب کا بھی نام سنا ہے، ان کو تم لوگ مسلمان جانتے ہو یا بدعتی اور جہنمی گردانتے ہو؟

ا۔ قادریہ:

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:

''اس فقیر کو ارتباط بیعت اور صحبت اور خرقہ اور تلقین اجازت کی رو سے اپنے والد بزرگوار سے ہے اور ان کو خرقہ اور تلقین اور صحبت واجازت کی رو سے سید عبداللہ سے ہے (سلسلہ دراز) امام الطریقہ ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی سے۔''

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، صفحہ ۱۶۔۱۷)

سلسلۂ قادریہ میں کئی طریقہ ہیں جن کا مفصّل بیان فرمایا اس مختصر میں اسکی گنجائش نہیں۔ جن کے اذکار اور اعمال وظائف مختلف ہیں جس میں ایک طریق کا اجمالی ذکر یہ ہے:

''اس کو شروع کر پنجشنبہ سے اس طور سے کہ پہلے حضرت غوث

الثقلین قدس سرہ اور سب مشائخ پہلے پچھلے سب کی فاتحہ دے
جیسے اسکو شرط کیا ہے۔الخ''
(انتباہ، صفحہ ۳۸)

۲۔ نقشبندیہ:

''لیکن طریقہ نقشبندیہ کے بہت شعبے ہیں ملک ہندوستان میں
دو جہت سے شائع ہیں۔الخ''

(انتباہ، صفحہ ۳۰)

فرماتے ہیں:

''اس فقیر کو خرقہ نقشبندیہ حاصل ہوا شیخ ابو طاہر مدنی سے اور ان
کو تین شاخوں سے۔الخ''

(انتباہ صفحہ ۳۲)

۳۔ چشتیہ:

فرماتے ہیں:

''اور طریقہ چشتیہ کے شعبے بہت ہیں ان میں تین بہت مشہور
ہیں نصیرہ اور سراجیہ اور صابریہ اور اس فقیر کو ان تینوں سے
ارتباط ہے۔''

(انتباہ، صفحہ ۹۵)

اس کی تفصیل طویل ہے۔

۴۔ذکر ختم خواجگان

فرماتے ہیں:

''جب کوئی حاجت پیش آئے وضو کرے روبقبلہ بیٹھے اول دس مرتبہ درود شریف پڑھے اس کے بعد تین سو ساٹھ بار یہ دعا پڑھے: لا ملجا و لا ینجی من اللہ الا الیہ ۔بعد اس کے تین سو ساٹھ بار الم نشرح پڑھے پھر تین سو ساٹھ بار وہی دعا مذکور پڑھے پھر دس دفعہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی شیرینی پر فاتحہ عام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے۔الخ''

(انتباہ، صفحہ ۱۱۴)

۵۔طریقہ سہروردیہ

فرماتے ہیں:

''یہ طریقہ ملک ہندوستان میں مخدوم بہاؤالدین زکریہ کی جہت سے شائع ہوا ہے خراسان میں شیخ نجیب الدین بزغش کی جہت سے اس فقیر کو ان دونوں شعبوں سے ارتباط ہے۔الخ''

(انتباہ صفحہ ۱۱۴)

۶۔طریقہ کبرویہ

فرماتے ہیں:

''اور طریقہ کبرویہ کے شعبے بہت ہیں ان میں بہت مشہور ترکستان وکشمیر وغیرہ میں امیر سید علی ہمدانی کا شعبہ ہے اور بہت نادر۔انکا خرقہ کبرویہ ہے۔خواجہ نقشبند کی جہت سے اس فقیر نے یہ خرقہ پہنا ہے شیخ ابوطاہر کے ہاتھ سے۔الخ''

(انتباہ صفحہ ۱۳۶)

اس کی تفصیل طویل ہے۔

۷۔سلسلۂ عیدروسیہ

فرماتے ہیں:

''طریقہ مدینیہ کے شعبے بہت ہیں ان میں بہت مشہور مغرب میں شعبہ مغاریہ ہے اور حضرموت میں شعبہ عیدروسیہ ہے سید عبداللہ عیدروس کبیر کی جہت سے اس فقیر کو ہر ایک سے ارتباط ہے۔الخ''

(انتباہ، صفحہ ۱۴۴)

۸۔صاحب کتاب قوت القلوب

فرماتے ہیں:

''لوگوں نے کہا ہے کہ کوئی تصنیف اسلام میں اس کی مثل نہیں دقائق طریقہ میں کہتا ہوں یہی کتاب اصل تصوف ہے سوائے اس کے اور جو کتابیں سلوک میں تصنیف ہوئیں اس سے نکالی گئیں جیسے احیاء اور غنیۃ الطالبین اور عوارف اور میری اسناد قوت القلوب کی یہ ہے کہ میں نے حاصل کی اجازت شیخ ابو طاہر سے۔الخ''

(انتباہ، صفحہ ۱۴۸)

۹۔طریقہ شاذلیہ

فرماتے ہیں:

''طریقۂ شاذلیہ کا اس فقیر نے خرقہ پہنا ہے ہاتھ سے شیخ ابو طاہر کے۔الخ''

(انتباہ، صفحہ ۱۵۳)

۱۰۔سند حزب البحر

فرماتے ہیں :

''اس فقیر نے حزب البحر اخذ کیا شیخ ابو طاہر سے انہوں نے شیخ احمد سے۔الخ''

(انتباہ، صفحہ ۱۵۵)

۱۱۔طریقہ شطاریہ

فرماتے ہیں:

''طریقہ شطاریہ کی اس ملک میں بھی ایک جہت ہے شیخ محمد غوث گوالیری سے اور فی الحقیقت شیخ محمد گولیری سے پہلے کچھ اس طریقہ کی شہرت تھی اور ہندوستان میں جو پہلے ہوا عبداللہ شطاری سے ہوا اور جس نے پہلے یہ طریقہ جاری کیا وہ شیخ خدا قلی ماوراالنہری ہیں غرض اس فقیر نے خرقہ شیخ ابو طاہر کردی کے ہاتھ سے پہنا۔الخ''

(انتباہ، صفحہ ۱۵۶۔۱۵۷)

۱۲۔سند دعائے سیفی و جواہر خمسہ

فرماتے ہیں:

''فقیر حج کے سفر میں جب لاہور پہنچا اور دست بوسی شیخ محمد لاہوری کی حاصل کی انھوں نے دعائے سیفی کی اجازت بلکہ اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ کے بیان کی۔الخ''

(انتباہ، صفحہ۱۵۸)

۱۳۔سند دلائل الخیرات

فرماتے ہیں:

''اور دلائل الخیرات کی ہم کو اجازت دی ہمارے شیخ ابو طاہر، انھوں نے شیخ احمد نخلی سے۔الخ'' (انتباہ۔ صفحہ۱۶۴)

۱۴۔سند قصیدہ بردہ شریف

فرماتے ہیں:

''قصیدہ بردہ کی سند ہم کو خبر دی ابو طاہر نے شیخ احمد نخلی سے انھوں نے محمد بن عاملی سے۔الخ''

(انتباہ، صفحہ۱۶۴)

مسٹر زرولی! شاہ ولی اللہ صاحب کے اعمال وافکار واسناد اور طرقہائے تصوف وغیرہ کا اجمالی ذکر بطور نمونہ دریا سے چند قطرے منقول ہیں۔ یہ تمام مذکورہ اعمال کیا منزل من السماء ہیں یا عہد رسالت سے مستعار یا تمھارے خود ساختہ خیر القرون سے مستفاذ ہیں؟ یا ایجاد نو گھڑے ہوئے بدعت اور حرام ہیں؟

اگر یہ مذکورہ مشاغل شاہ ولی اللہ صاحب کے منزل من السماء ہوں یا عہد رسالت سے مستعار یا خیر القرون سے مستفاذ ہیں تو سند دیجئے اور ثبوت مدلل فراہم کیجئے ورنہ شاہ ولی اللہ کے بدعتی اور (معاذ اللہ) ناری ہونے کا فتوی جاری کیجئے اور ان معمولات پر حکم حرام وبدعت لگا کر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے بدعتی اور ناری ہونے پر کوئی کتاب لکھ دیجئے یا اشتہار ہی طبع کرادیجئے۔ مسٹر تم تو الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو ناجائز حرام اور بدعت کہہ کر پڑھنے والوں کو ناری بتاتے ہو جو قرآن کریم سے مستفاذ ہے، اس پر ہی نہیں شرماتے ہو اب اپنے امام الائمہ کے دادا کے بارے میں کیا حکم لگاتے ہو؟ اور اگر تمہارے نزدیک صرف اور صرف نفرت وعداوت الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سے ہے تو اپنے امام الائمہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے دادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی خبر لیجئے وہ لکھتے اور تلقین فرماتے ہیں:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ○

الصلوٰۃ و السلام علیک یا حبیب اللہ ○

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـاخـليـل اللهo

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـانبـی اللهo

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـاصـفـی اللهo

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـاخيـر خـلـق اللهo

الـصـلوٰةو السـلام عـليک يـامـن اختيـاره اللهo

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـامـن ارسـلـه اللهo

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـامـن زيـنة اللهo

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـامـن شـرفـه اللهo

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـامـن كـرمـه اللهo

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـامـن عـظمـه اللهo

الـصـلوٰة والسـلام عـليک يـاسيـد الـمـرسلينo

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـاامـام الـمتـقينo

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـاخـاتـم النبيين o

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـاشـفيـع الـمذنبينo

الـصـلوٰة و السـلام عـليک يـارسـول رب العٰلمين

(انتباہ، صفحہ ۱۸۱۔۱۸۲)

مسٹر زرولی! تم کہتے ہو کہ الـصلوٰة والسـلام عـليک يارسول الله ، درود

شریف ہی نہیں ہے یہ ناجائز حرام اور بدعت ہے دین میں اس کی کوئی حیثیت نہیں اور اور بدعت گمراہی ہے جس کا انجام جہنم ہے۔ کیا حکم لگاتے ہو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پر؟ کیا تمہارے اصول دین پر یہ بھی کافر ہیں (معاذ اللہ) یا مسلمان؟ اگر کافر سمجھتے ہو تو سارے دیوبندی انکی اقتداء میں کافر اور اگر مسلمان جانتے ہو تو بریلوی ہی کیوں کافر ہیں؟

مسٹر زرولی! تمہارا دعویٰ ہے:

''اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو ہر ایسے قول وعمل کو جو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم یا خیر القرون سے ثابت نہ ہو اس کو بدعت کہتے ہیں کیونکہ اگر یہ قول وفعل کسی خیر کا ہوتا تو وہ ضرور اس کو کر چکے ہوتے۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت، صفحہ ۳۸)

فقیر نے جو مشاغل و وظائف واعمال وغیرہ شاہ ولی اللہ صاحب کے نہایت مختصر مثل چند قطرات دریا کے نقل کیئے اب اگر تم اپنے دین میں سچے ہو تو یہ ہی اقوال وافعال صحابہ کرام یا اپنے مصنوعی خیر القرون سے ثابت کر دیجئے پھر ان کو مسلمان ہونے یا بدعتی اور ناری ہونے کا فتویٰ جاری کیجئے۔۔۔۔!

پہلے اپنے جنوں کی خبر لو
پھر میرے عشق کو آزمانا

اگر ہم صرف شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ہی کی کتب سے اس ایجادنو کی تفصیل نقل کریں تو ایک دفتر عظیم بن جائے۔ قطع نظر اس کے ہم نے چند مشاغل شاہ صاحب کے نقل کر دیئے جرأت ہے تو ان مشاغل اعمال کی سند صحابہ کرام سے دیجئے یا پھر ان کے بدعتی اور ناری ہونے کا فتوی جاری کیجئے اور جو دیوبندی ان کو مسلمان اور اپنا مقتداء اور امام مانتے ہیں ان کی تکفیر کا فتویٰ بھی جاری کیجئے۔ بینوا توجروا۔

معاندین کو یہ بھی نظر نہ آیا کہ وہ دلائل الخیرات جس کی اجازت شاہ ولی اللہ صاحب نے شیخ ابو طاہر سے حاصل کی اس میں طرح طرح کے سینکڑوں درود شریف ہیں اور کتنے درود شریف ایسے ہیں کہ جن میں نہ تو اَللّٰھُمَّ ہے نہ رَبَّنَا مثلاً حزب یکشنبہ میں ہے۔

"وان تصلی علیه و علی اله عدد من سبحک و قد سک و سجدک و عظمک من یوم خلفت الدنیا الی یوم القیٰمة فی کل یوم الف مرة ۔وان تصلی علیه وعلیٰ اله عدد کل سنة خلقتهم فیها من یوم خلقت الدنیا الیٰ یوم القیٰمه فی کل یوم الف مر ة ۔ وان تصلی علیه و علیٰ اله عدد الصحاب الجاریه ۔ وان تصلی علیه و علیٰ اله عدد الرباح الدارية من یوم خلقت الدنیا الیٰ یوم القیمة فی کل یوم الف مرة ۔ و ان تصلی علیه وعلیٰ اله عدد ما هبت الریاح علیه و حرکته من اغصان والاشجار و اوراق

الثمار والازهار وعدد ما خلقت علیٰ قرار
الارضک وما بین سمٰوٰاتک من یوم خلقت الدنیا
الیٰ یوم القیٰمة فی کل یوم الف مرة۔"

یہ چند درود شریف بطور نمونہ مشتے از خروارے منقول۔ یہ اور اس قبیل کے بکثرت درود جو صرف دلائل الخیرات میں مذکور وہ شاہ ولی اللہ صاحب کا معمول ہے اور علماء مشائخ مؤمنین صالحین کے نزدیک یہ کتاب منبع الحسنات، مجمع البرکات، وسیلۃ النجات دلائل الخیرات نہایت متداول بین الانام من الخواص ولعوام ہے اور از بس مقبول بارگاہ عالم پناہ سرور کائنات علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام ہے، اس واسطے کہ شرق سے غرب تک اور جنوب سے شمال تک علیٰ الخصوص حرمین شریفین میں زادھما اللہ شرفا و تعظیماً خصوصاً بجوار مبط الانوار سید الابرار یعنی روضۂ منورہ میں درس تدریس اور پڑھنا پڑھانا اس کا مثل تلاوت قرآن مجید کے جاری ہے اور اس کے پڑھنے سے تمام عالم پر ایک عجیب قسم کا فیضان عام اور فضل باری تام ہے کہ جس کی تقریر سے بلبل ہزار داستان کی زبان عاری ہے۔"

(عناصر البرکات صفحہ ۲۔۳، مطبع نظامی کانپور)

''مؤلف کتاب مستطاب دلائل الخیرات ولی کامل درویش صاحب قطب زمانہ از غیر حق بیگانہ سید حسنی مولانا سید ابو عبداللہ محمد بن سلیمان رضی اللہ عنہ جن کا وصال ۱۶۔ربیع الاول ۸۷۰ھ سوس میں ہوا اور اس دن ظہر کے وقت سوس میں مدفون ہوئے پھر ستر برس کے بعد سوس سے نقل کیلئے جو قبر کو کھول کر چہرہ سے ان کے کفن اٹھاتے ہیں تو سارا بدن اور کفن صحیح اور معطر تر از مشک وعنبر پاتے ہیں۔ چہرہ ایسا ہشاش بشاش سرخ وسفید تھا جیسے کوئی ابھی سو گیا ہو ہنسنے پر آمادہ تھا پھر وہاں سے نقل کر کے مراکش کے قبرستان روضۃ الفردوس میں دوبارہ دفن کیا گیا۔''

(خلاصہ عناصر البرکات صفحہ ۵۔۶۔مطبع نظامی کانپور)

مسٹر زرولی! اس کی سند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لائیے ورنہ تمام تلاوت کندگان اولیاء مشائخ کو بدعتی بنائیے۔

مسٹر زرولی! اہل سنت جن کو تم بریلوی کہتے ہو اگر چہ وہ متاخرین میں ہوں یا سابقین اولین میں ہوں وہ تو الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے ہی ہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ثابت، مثلاً امام احمد شہاب ابن خفاجی فرماتے ہیں

''وَالمنقول انهم كانوا يقولون فى تحية الصلوٰة والسلام عليک يا رسول الله''

(نسیم الریاض: جلد۳: صفحہ ۴۵۴)

یعنی

"منقول ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ پر تحیت پیش کرتے ہوئے عرض کرتے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔"

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو بھی تم الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کی بناء پر بدعتی اور ناری سمجھتے ہو؟

اسی قبیل سے تفسیر روح البیان میں بر سبیل ذکر درود شریف تحریر فرماتے ہیں:

"الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ والصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ"

(تفسیر روح البیان، جلد ۷ صفحہ ۲۳۵)

تو بشمول یہ سب تمہارے نزدیک بریلوی ہیں کیونکہ بریلوی مذہب کے بانی بقول تمام شاتمان بریلویت اور دشمنان سنیت، اعلحضرت امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں مگر پیران پیر جو تمہارے غوث الاعظم امام ربانی رشید احمد گنگوی اور تمہارے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہم، جن کے پرستار سارے دیوبندی اگرچہ اکابر ہو یا اصاغر، وہ سب ان کو اپنا مقتدا اور پیر سمجھتے ہیں۔ اب اپنے پیران پیر جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی سنئے وہ فرماتے ہیں:

"وبست ویک بار استغفر اللہ الذی لااله الا هو الحی

القیوم و اتوب الیه بگوید بعدایں سہ درود برسرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بفرستد الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ، الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ سہ بار بطریق عروج ونزول بخواند''

(ضیاء القلوب ۱۳۳۱ھ، صفحہ ۹، مطبع مجتبائی واقعہ مطبوعہ دہلی)

ملاحظہ کیجئے حاجی امداد اللہ صاحب جو تمام دیوبندیوں کے پیران پیر ہیں اپنے مریدوں کو تلقین فرماتے ہیں کہ

اکیس بار استغفار کے بعد تین درود حضور ﷺ پر بھیجے الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ ۔الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ ۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ۔تین بار بطریق عروج نزول پڑھے۔

علاوہ ازیں میلاد وقیام وسلام کے متعلق فرماتے ہیں:

''مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔'' (فیصلہ ہفت مسئلہ، صفحہ ۵، مطبع مجتبائی کانپور)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب بھی قیام وسلام کے عامل تھے۔

مسٹر زرولی! کیا کہتے ہو حاجی امداداللہ مہاجر مکی کے متعلق، ذرا سوچ سمجھ کر قلم اٹھانا اور لب کشائی کرنا یہ وہ ہیں جو تمہارے اور سارے دیوبندیوں کے غوث الاعظم امام ربانی محبوب سبحانی مولوی رشید احمد گنگوہی اور تمہارے حکیم الامت دیوبندیہ اور مجدد ملت نجدیہ مولوی اشرف علی تھانوی جن کے پاؤں دھوکر پینا دیوبندیوں کیلئے باعث نجات اخروی ہے یہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وغیرہ اور قیام سلام محفل میلاد کے عامل یہ بھی بریلوی ہیں اور بدعتی اور ناری؟

دلیل دوم:

اللہ مالک منان ارشاد فرماتا ہے:

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم ○

(التوبۃ: ۱۲۸)

''بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔''

عزیزان ملّت! دیکھو ہمارا رب کریم فرماتا ہے، ارشاد ہوتا ہے بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن کو اللہ عزوجل نے تمام مخلوقات سے پہلے

اپنے نور کی تجلی سے تخلیق فرمایا اور پھر آدم علیہ السلام سے لیکر درجہ بدرجہ عبدالمطلب اور عبداللہ کی آنکھوں کا نور دل کا سرور کی صورت میں ظاہر فرمایا، اس نے فرمایا تمہارے پاس تشریف لایا ہم نے اقرار کیا اور ایمان لائے کہ بے شک ہمارے پاس تشریف لائے وہ رسول جن کو اللہ مالک وخالق نے بھیجا اور دل وجان سے تصدیق کی اقرر کیا اور کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول (بھیجے ہوئے) تشریف لائے، جن پر ہمارا مشقت میں پڑنا، مصیبت میں گرفتار ہونا گراں ہے اور ہماری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ہیں جو خالص مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان ہیں۔غور طلب یہ امر ہے کہ کسی فرد واحد کی طرف تشریف لائے یا تمام کائنات کی جانب تشریف لائے؟ ان کی تشریف آوری سب کی جانب جن میں اہل دعوت اور امت اجابت یعنی مسلمان خاص ہیں کسی فرد واحد مسلمان کے پاس تشریف نہ لائے بلکہ تمام مسلمانوں کے پاس تشریف لائے کہ مسلمانوں کا مشقت میں پڑنا گراں ہے اگر یہ حاضر و ناظر مسلمانوں کے احوال سے واقف نہیں تو گرانی کیا معنی پھر مسلمانوں کا مشقت میں پڑنا اجسام ظاہر پر موقوف نہیں بلکہ قلب باطن کی کیفیت پر دلالت کرتا ہے اس سے ظاہر ہوا کہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حاضر و ناظر ہیں جو ہمارے ظاہری اجسام تو کجا باطنی افکار بھی ان سے پوشیدہ نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بھلائی اور خیر خواہی کے نہایت چاہنے والے اور مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان ہیں ان کی مہربانی جوان کی رحمت سے ناشی وہ تو تمام عالمین کیلئے ہے۔

مسلمانوں! اللہ حی وقیوم بے مثل ہے اس کی شان وقدرت کو کوئی نہیں جان سکتا ارشاد ہوتا ہے لیس کمثلہ شئی اس کی مثل کوئی نہیں اس نے اپنے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی ساری مخلوق میں بے مثل بنایا ان کی شان وعظمت کو بھی کوئی نہیں جانتا ان کی حقیقت کو صرف ان کا رب ہی جانتا ہے۔ علامہ فاسی مطالع المسرات میں حدیث نقل کرتے ہیں، حضور ﷺ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (جو اعرف الناس یعنی حضور ﷺ کو سب سے زیادہ جاننے والے) سے فرماتے ہیں:

''یا ابابکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی

''اے ابوبکر جیسا میں ہوں سوائے میرے رب کے کسی نے نہ پہچانا۔''

ع محمد کو خدا جانے خدا کو مصطفیٰ جانے (ﷺ)

دلیل سوم:

اے عزیز! اللہ عزوجل جسم و جسمانیات سے پاک ہے اور زمان ومکان سے بھی پاک ومنزہ، عرش تک مکان ہے اس کے اوپر لا مکان ہے مگر اللہ عزوجل اپنی حیات و قدرت وسمع وبصر اور علم وارادہ سے ہر جگہ موجود ہے۔ ہمارے عقل وحواس اس قدرت اور شان کا ادراک کرنے سے عاری، عقل مغلوب، اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا اور سوائے ایمان لانے اور تصدیق کرنے کے کوئی چارہ نہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

''جدائی خدا سے محال ہے کہا اللہ تعالیٰ نے و فی انفسکم افلاتبصرون یعنی تمہارے دلوں میں ہے کیوں نہیں دیکھتے اس لئے کہ حق تعالیٰ لطیف مطلق ہے جس قدر لطافت زیادہ اسی قدر احاطت زیادہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الا انه بکل شیء محیط یعنی آگاہ ہو کہ تحقیق حق تعالیٰ ہر شئے کا محیط ہے جیسے روح کا احاطہ جسم کے ساتھ ہے کہ جسم کا کوئی جزو اس کے نہ متصل منفصل نہ خارج ہے نہ داخل ہے۔''

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ ۱۱۰)

باوجود اس قرب تام کے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں **کما قال تعالیٰ :**

ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا و کلمه ربه قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی ولٰکن انظر الیٰ الجبل فان استقر مکانه فسوف ترانی فلما تجلّٰی ربه للجبل جعله دکا و خرّ موسیٰ صعقا

(الاعراف:۱۴۳)

''اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا (موسیٰ نے) عرض کی اے رب میرے

مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔"

یہ شان، عظمت جناب رب العزت کی ہے۔ جبرائیل علیہ السلام سید الملٰئکہ ہیں ان کے مقام کی انتہاء سدرۃ المنتہیٰ ہے کہ اس کے آگے نہیں جاسکتے، اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہ مخلوق میں سب سے زیادہ لطیف ہیں جس قدر لطافت زیادہ اسی قدر احاطت زیادہ ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"ذومرۃ فاستویٰ o وھو بالافق الاعلیٰ o ثم دنا فتدلیٰ o مکان قاب قوسین او ادنی o فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ

(النجم:٦ تا ١٠)

"پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔"

محبّ اور محبوب کا قرب تام جو علم وفہم سے وراء ہے موسیٰ علیہ السلام نور کی ایک تجلی سے بے

ہوش اور سید الملائکہ جبرائیل علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہیں جاسکتے اس کے بہت آگے عرش ، یہاں مکان کی انتہاء ہے ، آگے لامکاں ہے ۔ وہاں سرکار ابدقرار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جائیں اور اپنے رب کے حضور حاضر ہوں اور ایسا قرب کہ دو ہاتھ یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ جائے گویا ان کی شان کا یہ عالم ہے کہ وصل بھی ہے فصل بھی ہے دونوں کا اتصال ہے۔ان کی لطافت اوران کی احاطت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے کیونکہ انکی لطافت قیاس سے بالا ہے کہ اس کے نور کی تجلی تو ہیں تو جس قدر لطافت زیادہ اسی قدر احاطت زیادہ گویا تمام عالم کومحیط حاضر وناظر ہیں۔علاوہ ازیں ارشادفرمایاجاتا ہے:

ویکون رسول شھیدا . (بقرہ)

''اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ ہیں۔''

اور گواہ وہی ہوسکتا ہے جو احوال مشاہدہ کا حامل ہو سب کچھ جانتا ہو اور واقف وہی ہوسکتا ہے جو حاضر اور ناظر ہو۔

دلیل چہارم:

اللہ حی وقیوم ارشادفرماتا ہے:

ومارسلنک الا رحمة للعٰلمین (الانبیاء:۱۰۷)

''اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کیلئے۔''

اور عالَم ماسوا اللہ کو کہتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کیلئے رحمت ہیں۔''ای راحم

لِلعٰلمین ''یعنی تمام جہاں پر رحم فرمانے والے ہیں اور حصول رحمت کیلئے راحم کا مرحوم کے پاس ہونا لازم ہے اگر راحم موجود نہ ہوتو رحم کیونکر کریگا۔ رحمت صفت ہے اور حضور ﷺ موصوف تو صفت کا ظہور موصوف سے ہے اس سے ثابت ہوا کہ حضورر ﷺ تمام عالم پر حاضر وناظر ہیں سب کو اپنی رحمت سے نوازتے ہیں:

دلیل پنجم:

شیخ محقق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

''یہ ایک دائمی اور ابدی حقیقت ہے کہ اول مخلوقات اور ساری کائنات کا ذریعہ اور تخلیق عالم و آدم علیہ السلام کا واسطہ نور محمدی ﷺ ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ اول ماخلق اللہ نوری ۔''اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا'' اور تمام مکنونات علوی اور سفلی آپ ہی کے نور سے ہیں آپ ہی کے جوہر پاک سے ارواح شبیہات عرش و کرسی لوح و قلم جنت دوزخ ملک فلک انسان و جنات آسمان و زمین بحار و جبال اور تمام مخلوقات عالم ظہور میں آئی اور باعتبار کیفیت تمام کثرتوں کا صدور اسی وحدت سے ہے اور اسی جوہر پاک سے ساری مخلوق کا ظہور و بروز ہے اس حقیقت کے اظہار و بیان میں اہل علم حضرات

عجیب وغریب عبارات اور مضامین کا ذکر فرماتے ہیں۔''

(مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۱۔۲، مدینہ پبلیشنگ بندر روڈ کراچی)

پھر فرماتے ہیں:

''احادیث میں مروی ہے کہ جب نور مصطفیٰ ﷺ کو پیدا فرمایا گیا اور آپ کے نور سے تمام انبیاء علیہم السلام کے انوار نکالے گئے تو حق تعالیٰ نے نور مصطفیٰ ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ ان انوار کی جانب نظر فرمایئے جب حضور نے ان پر نظر فرمائی تو ان تمام کے انوار پر آپکا نور غالب آ گیا اور دوسروں کے نور ماند پڑ گئے۔الخ''

(مدارج النبوۃ۔صفحہ ۳)

شیخ محقق سیدی عبدالحق صاحب محدث دہلوی، میر عبدالاول رضی اللہ عنہ کے رسالہ تحقیق نفس معرفت سے بیان فرماتے ہیں کہ:

''رسول اکرم ﷺ تمام ارواح کے ابوالارواح معدن انوار اور منشاء موجودات ہیں اس وجہ سے تمام ارواح بمنزلہ جسم کے ہیں اور رسول اکرم ﷺ جان ہیں آپ کو تمام ارواح سے وہی تعلق ہے جو جان کو جسم سے ہوتا ہے نیز

آقائے کائنات ﷺ کو روح علوی وتمام موجودات اوران کے باہمی تعلقات پر کامل قبضہ وتصرف اور اختیار و اقتدار حاصل ہے ارباب کشف وشہود نے جو بیان کیا ہے کہ روح انسانی کے اوپر ایک روح قدسی بھی ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ وہ آقائے کائنات کی روح پرفتوح ہے۔"

(اخبار الاخیار شریف، صفحہ ۵۱۹، ترجمہ مولوی سبحان محمود استاد الحدیث دار العلوم اور مولوی محمد فاضل دار العلوم کراچی، جو مذہباً دیوبندی ہیں، مطبوعہ مدینہ پبلیشنگ کمپنی بند روڈ کراچی)

عزیزان گرامی! کوئی دنیا میں ایسا بھی پاگل ہوگا جو کہتا ہو کہ جسم کو حرکت ہو اور روح کو خبر نہ ہو اور دل میں ارادہ اور نیت ہو اور جان اس سے بے خبر ہو پھر عالم یہ کہ تمام روحوں کی روح جس کو روح الارواح اور ابوالارواح کہا جائے وہی بے خبر رہے لاحول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔کیا حاضر وناظر کسی اور شئے کو کہتے ہیں۔ جو ہر روح میں موجود اور تمام موجودات پر کامل قبضہ وتصرف اور اختیار اور اقتدار رکھتا ہے تو جو اس کو ہی بے خبر کہے اس سے بڑا مجنون اور کون ہوگا؟ اس کے ماسوا قرآن حکیم میں متعدد آیات مذکور جو حضور ﷺ کے حاضر وناظر ہونے پر دلیل قاطع ہیں:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشم آفتاب را چہ گناہ

مسٹر زرولی! لکھتے ہیں:

''ان صحیح اور صریح احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوئی کہ نبی کریم ﷺ تک امت کا سلام فرشتوں کے ذریعے پہنچایا جاتا ہے اس کے باوجود یہ کہنا کہ نمازی کے سامنے خود تشریف لاتے ہیں کس قدر دیدہ دلیری اور ہٹ دھرمی ہے۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت صفحہ ۱۶)

قرآن کریم کی واضح آیات اور سلف صالحین اولیائے کاملین کے مشاہدات اور احادیث کے ارشادات مؤمن کیلئے یقین کامل کا درجہ رکھتے ہیں کہ حضور ﷺ تو ہمارے نفسوں میں موجود ہیں جو پہلے ہی موجود ہو، ان کا تشریف لانا مجنون کی بڑ ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ روح الارواح ہیں۔ ہم صلوٰۃ وسلام پڑھیں اور ان کو خبر نہ ہو اس کی مثال تو یہ ہوگی کہ اگر تم سے کوئی تمہارا بھائی ہندو ہو یا عیسائی پوچھے کہ تم تو اللہ تعالیٰ کو علیم وخبیر کہتے ہو اگر وہ حقیقۃً علیم وخبیر ہے تو اس نے ہر آدمی پر دو فرشتے کراماً کاتبین کو کیوں متعین فرمایا جیسا کہ قرآن شریف میں ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فان علیکم لحٰفظین ○ کراماً کاتبین ○

(الانفطار: ۱۰۔۱۱)

''اور بے شک تم پر کچھ نگہبان ہیں معزز لکھنے والے (کراماً کاتبین)''

جب وہ علیم وخبیر ہے تو کراماً کاتبین کو بندوں کے اعمال لکھنے پر کیوں متعین فرمایا؟ تو مسٹر

زرولی اس کا کیا جواب ہے، جوتمہارا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہوگا۔علاوہ ازیں سمجھ لو اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قل لا تعتذروا لن نومن لکم قد نبانا اللہ من اخبار کم ○ وسیری اللہ عملکم رسولہ ثم تردون الی عالم الغیب و الشھادۃ فینبکم بما کنتم تعملون۔

(التوبۃ:۹۴)

''(پیارے) تم فرماؤ بہانے نہ بناؤ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ ورسول تمہارے کام دیکھیں گے پھر اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے اور تمہیں بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔''

یہاں فرمایا گیا کہ اللہ ورسول تمہارے کام دیکھیں گے اللہ ہی فرمانا کافی تھا مگر رسول کو کیوں شریک حال بنایا۔اصل بات یہ ہے کہ حضور ﷺ اللہ کی دلیل واضح ہیں ان کی جو صفات ہیں وہ ممکن عطائی اور حادث ہیں اور اللہ کی صفات واجب قدیم ذاتی ہیں انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے ہمیں تمہاری خبریں دے دی ہیں۔کسی فرد سے کوئی خبر پوچھنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ جانتا ہی نہیں ۔دیکھو قیامت میں اللہ قادر ومختار حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ارشاد فرمائے گا:

''واذ قال اللہ یعیسیٰ ابن مریم ء انت قلت للناس

اتخذونی و امی الٰھین من دون اللہ۔"

(المائدہ:۱۱۶)

"اور جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنا لو اللہ کے سوا"

مسٹر زرولی! اب تم سے کوئی تمہارا بھائی مجوسی یا عیسائی کہہ دے کہ اگر (معاذاللہ) تمہارے خدا کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال معلوم ہوتا تو ان سے کیوں دریافت کرتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم علوم دینیہ سے مطلقاً بے بہرہ ہو اور نادان اور بے بصر ہو تم کو اپنے دین وہابیہ کے علماء سابقین کی بھی خبر نہیں۔

تمہیں کالی گھٹا کا بھی نہیں پہچاننا آتا
نشیمن سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو ساون ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم درود وسلام خود بھی سنتے ہیں

اول یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ بندوں کے اعمال فرشتے لکھتے ہیں، اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ علیم وخبیر نہیں۔ اسی طرح درود وسلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا، ان کے ناواقف ہونے کی دلیل نہیں۔ اللہ عزوجل علیم وخبیر وشہید ہے مگر اس کے حضور میں فرشتے بندوں کے اعمال پیش کرتے ہیں، اسی طرح حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فرشتے صلوٰۃ وسلام پیش کرتے ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

درود وسلام کو نہیں سنتے ۔ بیشک سرور کائنات فخر موجودات تاجدار انبیاء محبوب کبریا ﷺ ہر امتی کا درود وسلام بگوش خود سنتے ہیں خواہ وہ زمین کے کسی گوشے میں رہنے والا ہو یا فلک کے کسی حصے میں خواہ خشکی اور دریا میں رہتا ہو زمین وآسمان کی درمیانی فضاء میں ہو غرض عالم کے کسی حصے میں بھی ہو، حضور ﷺ اسکا درود وسلام بگوش خود سنتے ہیں اور ہر مخلوق کو بچشم خود دیکھتے بھی ہیں ۔ بگوش خود سننے کے باوجود فرشتے بھی ان کے حضور درود وسلام پیش کرتے ہیں یہ ایک نظام مالک ومختار کا قائم فرمایا ہوا ہے جس کے تحت یہ سب کچھ ایک قائدے کے ماتحت جاری ہے جو علویات اور سفلیات کے قلوب پر دربار رسالت کی عظمت اور رفعت قائم کرنے کیلئے مقرر فرمایا گیا ہے ۔ فرشتوں کے ذریعہ صلوٰۃ وسلام پیش ہونیکا مطلب یہ نہیں کہ ان کو علم نہیں ہوتا ۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے تمام اعمال وافعال کو دیکھتا اور جملہ اقوال کو سنتا ہے اس کے باوجود فرشتے صبح وشام حاضر ہو کر بندوں کے اعمال پیش بھی کرتے ہیں تو کیا کوئی مؤمن ذی علم یہ کہہ سکتا ہے کہ علم نہیں تھا اس لئے فرشتے اعمال پیش کرتے ہیں (معاذ اللہ) ۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں بلکہ اس کے نظام میں بے شمار حکمتیں ہیں جن کو وہ خود ہی جانتا ہے ۔ بارگاہ رسالت میں درود وسلام کی پیشی بھی اسی کی مقرر کردہ ہے تو وہ بھی حکمتوں سے خالی نہیں منجملہ بہت سی حکمتوں کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ باشندگان عرش اور ساکنان فرش کے قلوب پر محبوب کی شان وشوکت اور ان کی رفعت و عظمت کے سکے بیٹھ جائیں اور ہر سننے والا اس نتیجہ پر پہنچے کہ خالق عالم کے خلیفہ اعظم اور خدائی کے شہنشاہ معظم یہی ہیں جن کے دربار گہربار کی عظمت وشان اور جلالت کا اظہار اس طرح کیا گیا ہے ۔

حدیث

ایک مرتبہ مجمع صحابہ میں سرور کائنات فخر موجودات ﷺ نے تحدیث بنعمۃ اللہ کے طور پر اپنی جہانگیر قوت بصر اور عالمگیر قوت سماع کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمام مبصرات جن تک تمہاری نظروں کی رسائی نہیں ہوتی ہے، میں ان کو دیکھتا ہوں اور تمام وہ مسموعات جن سے تمہارے کان آشنا نہیں ہوتے ہیں میں ان کو سنتا ہوں چنانچہ اس واقعہ کو مورخین اسلام اور محدثین کرام امام ترمذی امام ابن ماجہ امام ابونعیم جلیل القدر صحابی ابوذر رضی اللہ عنہ سے بایں الفاظ نقل فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی اریٰ مالا ترون واسمع مالاتسمعون اطت السماء وحق لھا ان تئط لیس فیھا موضع اربع اصابع الاوملک واضع جبھتہ ساجداللہ۔

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں ہر اس شے کو دیکھتا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے اور ہر اس آواز کو سنتا ہوں جسکو تم نہیں سنتے (چنانچہ بطور تمثیل ایک آواز کا ذکر فرمایا جسکو ہم نہیں سنتے وہ یہ کہ) آسمان چرچرایا اور اس کا چرچرانا درست ہے کیونکہ اس میں بقدر چاہ انگشت بھی ایسی جگہ نہیں جس پر فرشتہ پیشانی ٹیکے ہوئے اللہ کیلئے سجدہ نہ کر رہا ہو۔''

اس حدیث سے اثبات مدعیٰ بایں طور ہوتا ہے کہ (اسمع مالاتسمعون) میں کلمہ مَا عام ہے اور تخصیص پر کوئی قرینہ نہیں، بس مَا میں دو احتمال ہیں، مَا موصولہ ہو یا مَا نکرہ، اول تقدیر پر تو عموم ظاہر ہے کہ مَا موصولہ کلمات عموم سے ہے اور دوسری تقدیر پر چونکہ حیز نفی میں آتا ہے اس لئے عام ہو گیا کیونکہ نکرہ تحت نفی عام ہو جاتا ہے۔ نظر براں ہر وہ آواز اس میں داخل ہے جس کو مخاطبین نہیں سنتے خواہ وہ عالم کے کسی گوشے سے اٹھے کرہ زمین کی ہو یا کرہ آب کی یا کرہ ہوا کی ہو یا کرہ نار کی کرہ سمٰوات کی ہو یا عرش و کرسی کی خواہ انسان کی آواز ہو یا حیوانات کی نبات کی ہو یا جمادات کی جنات کی ہو یا فرشتوں کی یا ایسی مخلوق کی آواز ہو جس کو ہم نہیں جانتے خواہ وہ آواز از روئے شرع محمود ہو جیسے حمد کی آواز یا درود وسلام کی آواز یا مذموم ہو جیسے گالی گلوچ کی آواز یا الفاظ کفر و شرک کی یا نہ محمود ہو نہ مذموم جیسے مباح باتوں کی آواز، غرض کہ تمام عالم کی جملہ آوازوں پر یہ کلمہ مشتمل ہے۔ درود وسلام کی آوازیں بھی ان میں داخل ہوئیں پس بحمدہ تعالیٰ آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن طریقہ پر خود ارشاد نبوی ﷺ مذکور ہے۔ ثابت ہو گیا کہ ہمارے آقا و مولی مالک کونین شہنشاہ دارین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے ہر امتی کا درود وسلام خواہ وہ عالم کے کسی حصے میں ہو بگوش خود سنتے ہیں۔

ثانی .....بعض دشمنان دین واعداء المسلمین اگر یہ اعتراض کریں کہ یہ بات تو عالم حیات کی ہے، بعد الوفات اس سے کب ثابت ہوتا ہے، اس کے لیے علماء راسخین

فقہاء محدثین فرماتے ہیں کہ رویت وسمع وبصر فی الحقیقت روح کی صفات ہیں جو موت طاری ہونے سے نہ تو مسلوب ہوتی ہیں نہ کمزور بلکہ ان میں غیر معمولی ترقی ہوجاتی ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے پانچویں پارے کتاب الجنائز میں ایک باب بایں عنوان ''المیت یسمع خفق النعال'' قائم کر کے بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث ذکر کی جس میں واقف اسرار محبوب پروردگار ﷺ نے اس حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا کہ میت کو دفن کر کے جب لوگ واپس ہوتے ہیں تو بوجہ قوت سماع بڑھ جانے کے وہ ان کے جوتوں کی آہٹ تک سنتا ہے۔ یہ تو عامۃ المسلمین کا حال ہے پھر حضور اکرم ﷺ پر تو موت ایک آن کے لئے وعدہ الٰہیہ پر طاری ہوتی پھر اسی آن کے بعد وہ زندہ ہوجاتے ہیں۔

؎ انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

مزید براں محدث عبد البر الاستذکار میں بسند صحیح عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مامن احد یمر بقبر اخیه المؤمن کان یعرفه فی الدنیا فیسلم علیه الا عرفه ورد علیه السلام

"جب کوئی مؤمن اپنے بھائی مؤمن کی قبر پر جائے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا وہ سلام کرے تو وہ اس کو پہچان لیتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔"

ان دونوں حدیثوں سے ظاہر ہوا کہ مرنے کے بعد قوت سماع اور قوت بصر میں غیر معمولی اضافہ ہوتا ہے ورنہ خاکی حجاب عظیم درمیان میں ہونے کے باوجود قبر کے اندر رہ کر بیرونی پست ترین آوازوں کا سننا جیسے جوتوں کی آہٹ یا بیرونی انسانوں کو دیکھنا ممکن نہ تھا جیسے حالت حیات میں یہ ممکن نہیں کہ قبر میں بند ہو کر باہر کے انسانوں کو دیکھ لے یا باہر کی آوازوں کو سن لے جب عام مؤمنین کی سمع و بصر کا یہ حال ہے تو نبی بلکہ نبی الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام خاک نہیں ہوتے وہ بعینہ باقی رہتے ہیں۔ وعدہ الہیہ کل نفس ذائقة الموت کے ماتحت ان پر ایک آن کیلئے موت طاری ہوتی ہے پھر مثل سابق حیات حقیقی جسمانی دنیاوی پر فائز ہو جاتے ہیں۔

محدث ابن ماجہ بسند صحیح جلیل القدر صحابی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اکثروا الصلوٰۃ علیٰ یوم الجمعۃ فانہ مشہود
تشہدہ الملائکۃ و ان احدالن تصلی علیٰ
الاعرضت علیٰ صلاتہ حتیٰ یفرغ منہا

یعنی ''روز جمعہ مجھ پر بکثرت درود بھیجو کہ اس میں (خصوصیت کے ساتھ) فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو شخص مجھ پر درود بھیجے اسکی پیش بلا تاخیر ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہو۔''

ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ بعد موت بھی پیشی ہوگی ارشاد فرمایا:

وبعد الموت ان حرم علی الارض ان تأکل اجساد
الا انبیاء فتبی اللہ حی یرزق ۔

یعنی ''بعد موت بھی پیشی ہوگی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کا کھانا حرام فرمادیا ہے تو اللہ کے تمام انبیاء زندہ رہتے ہیں انہیں ہر قسم کا رزق پہنچتا ہے۔''

دلائل الخیرات کی پہلی فصل کے آخر میں ایک حدیث نقل فرمائی جس کے الفاظ یہ ہیں:

''قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایت صلوٰۃ
المصلین علیک ممن غاب ومن یاتی بعدک
ماحالہما عندک فقال اسمع صلوٰۃ اہل محبتی و

اعرفهم و تعرض علیٰ صلوٰۃ غیرھم عرضاً"

یعنی "رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جو درود بھیجنے والے اس وقت آپ سے (بظاہر) غائب ہیں اور جو وفات شریف کے بعد پیدا ہونگے ان کے درود حضور کے نزدیک کس حال میں ہیں آپ انہیں سنتے ہیں اور سنیں گے یا نہ سنتے ہیں اور نہ سنیں گے اس پر جواباً ارشاد فرمایا کہ میں اپنے اہل محبت کا درود بگوش خود حسن توجہ کے ساتھ سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا بھی ہوں اور دوسروں کا درود سرعت کے ساتھ میرے کان سے گزر جاتا ہے سنتا تو وہ بھی ہوں مگر حسن توجہ کے ساتھ نہیں۔"

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آپ قریب و بعید ہر امتی کا درود بگوش خود سنتے ہیں فرق اتنا ہے کہ اہل محبت کے درود حسن توجہ کا شرف پاتے ہیں دوردخوانی کا دعویٰ تو مدعی عام کو بھی ہے مگر کیسا، جیسا کہ عبارات منقولہ سے ظاہر ہے۔

مسٹر زرولی ! تمہاری فہم ناقص کو تو یہ شان عظمت کا تصور بھی نہیں ہوسکتا کہ حضور پرنور ﷺ تمام کائنات کے ہر فرد کی ہر آواز کو سنتے ہیں اور ان کو دیکھتے بھی ہیں چنانچہ تم کو یہ یقین کیونکر ہونے لگا کہ سرکار بعد وفات ہر مؤمن کا درود وسلام بگوش خود

سماعت فرماتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہارا قرآن کریم پر ایمان ہی نہیں ہے۔تم تو نبی کواپنی طرح بشر جانتے ہو وما انت الا بشر کے قائل ہو تمہیں یہ نہیں معلوم کہ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق جو فرمایا کماقال تعالیٰ :

و رث سلیمٰن داؤد و قال یا ایھا الناس علمنا منطق الطیر و اوتینا من کل شئی۔ (النمل:۱۶)

''اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا اور کہا اے لوگوں ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا۔''

یعنی ہر ایک شئے کی زبان آپ کو عطا فرمائی جب آپ شام میں اس وادی پر گزرے جہاں چیونٹیاں بکثرت تھیں کما قال تعالیٰ فی القرآن الکریم :

حتیٰ اذا اتوا علیٰ وادالنمل قالت یاایھا النمل ادخلوا مسٰکنکم لایحطمنکم سلیمان و جنودہ و ھم لا یشعرون ○فتبسم ضاحکا من قولھا

(النمل:۱۸۔۱۹)

''یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ کہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں تو اس بات سے (سلیمان) مسکرا کر ہنسا۔''

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ چیونٹی کی یہ بات حضرت سلیماں علیہ السلام نے تین میل سے سن لی۔ سلیمان علیہ السلام نبی ہیں اور حضور، نبی الانبیاء ﷺ، وہ سارے جہان کے ہر فرد کی آواز کو سنیں اور ان کو دیکھیں تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے اللہ تعالیٰ ان کا مالک و مولیٰ قادر ہے جو چاہے عطا فرمائے!

مسٹر زرولی! تو اپنی طرح آدمی سمجھتا ہے اس کی سمجھ میں کیونکر یہ بات آئے البتہ مسلمان تو جان لیں گے کہ زرولی قرآن کریم کو ہی نہیں مانتا تو حضور ﷺ کے ارشادات کو کیونکر تسلیم کریگا مگر مسلمانوں کا تو اس پر ایمان ہے وہ اپنی جان کو ایمان پر قربان کرنا ارزاں جانتے ہیں یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں وہ تو حضور ﷺ کے ہر ارشاد پر ایمان رکھتے ہیں۔

؎ مؤمن وہ ہے جو ان کی عزت پر مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

مسٹر زرولی لکھتے ہیں:

''اگر جناب نبی کریم ﷺ التحیات کے دوران نمازی کے سامنے موجود ہوتے تو پھر بریلوی حضرات کھڑے ہوکر التحیات پڑھتے مگر وہ بھی مسلمانوں کی طرح بیٹھ کر ہی السلام علیک ایھاالنبی پڑھتے ہیں۔''

(بدعتیوں کے درود وسلام کی شرعی حیثیت صفحہ ۱۴)

ہر چند کہ ہم اسکا جواب پچھلے صفحات پر پیش کر چکے ہیں مگر یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ زرولی کی عبارت کا تیور ''مگر وہ (بریلوی) بھی مسلمانوں کی طرح بیٹھ کر السلام علیک ایھاالنبی پڑھتے ہیں''، گویا دیوبندیوں کے نزدیک خصوصاً زرولی کے دین جدید میں بریلوی حضرات مسلمان نہیں بلکہ (معاذ اللہ) کافر ہیں۔ ہم اس امر کا تذکرہ پہلے بھی کر چکے ہیں کہ دشمنان دین خصوصاً اعداء مسلمین یعنی گمراہ بیدین لوگ بریلوی حضرات کے دین کا بانی امام احمد رضا ﷺ کو کہتے ہیں! پس اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں ﷺ کے نزدیک جو حق ہے بریلوی حضرات بھی اس کو حق سمجھتے ہیں اور جو ان کے نزدیک باطل ہے اسکو باطل سمجھتے ہیں۔ یہی دلیل کامل برھان اکمل ہے بریلوی ہونیکی۔ اب ہم قائدینِ دیوبند میں سے ان کے امام اور ناظم تعلیمات دیوبند سے اعلیٰحضرت کی بابت ان کی تحریر، جو دیوبندیوں کے نزدیک سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کی عبارات نقل کرتے ہیں۔ مولوی محمد مرتضیٰ حسن ناظم تعلیمات و ناظم شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند تحریر کرتے ہیں:

''جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے''

(اشد العذاب علی مسیلمۃ الپنجاب، صفحہ ۲ مطبع مجتبائی جدید دہلی میں طبع ہو کر دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوا)

مولوی مرتضیٰ حسن صاحب، ناظم تعلیمات و ناظم شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند تحریر کرتے ہیں:

''اگر خانصاحب (امام احمد رضا) کے نزدیک بعض علمائے

دیو بند واقعی ایسے ہی تھے جیسا انہوں نے سمجھا تو خانصاحب
(امام احمد رضا) پران علمائے دیو بند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو
کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے"

(اشد العذاب علی مسیلمۃ البنجاب، صفحہ ۱۳ مطبع مجتبائی جدید دہلی میں طبع ہو کر دار العلوم
دیو بند سے شائع ہوا)

کہئے مسٹر زرولی یہ عبارت آپ کے امام دین مولوی مرتضٰی حسن صاحب کی ہے تمہاری سمجھ میں آئی؟

ملاحظہ کیجئے! مولوی مرتضٰی حسن ناظم تعلیمات دیو بند نے پہلے ایک اصولی بات لکھ دی کہ جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے پھر اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر یعنی خانصاحب اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک بعض علماء دیو بند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خانصاحب یعنی اعلیحضرت رضی اللہ عنہ پران کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ اس تحریر سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ جن علمائے دیو بند کی اعلیحضرت نے تکفیر فرمائی وہ یقیناً کافر تھے، دوم اعلیٰحضرت علماء دیو بند کے نزدیک مسلمان تھے جب ہی تو لکھ دیا کہ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ اسکا صاف مطلب یہ ہے کہ اعلیٰحضرت سچے مسلمان تھے اور مسٹر زرولی مسلمانوں یعنی بریلوی کو کافر کہکر خود کافر ہو گیا جیسا کہ ناظم تعلیمات نے فرمایا کہ جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے تو یہ مسلمان کو

کافر کہہ کر خود کافر ہو گیا۔

؎ اے چشم شعلہ بار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

علاوہ ازیں اگر یہ کہا جائے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علمائے دیوبند کو غلط سمجھا، وہ ایسے نہ تھے تو پھر مولوی مرتضیٰ حسن، ناظم تعلیمات کو اس طرح لکھنا چاہیے تھا کہ

''اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے سمجھا مگر وہ ایسے نہ تھے جیسا کہ انھوں نے سمجھا تو مسلمانوں کو کافر کہہ کر خود کافر ہو گئے'' مگر جب کفر آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو گیا تو ناظم تعلیمات دیوبند کو بھی اقرار ہی کرنا پڑا کہ واقعی جن علمائے دیوبند کی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکفیر فرمائی یقیناً وہ کافر ہی تھے۔ جب تو یہ لکھا کہ اگر کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے، معلوم ہوا کہ وہ سچے مسلمان تھے بحمداللہ تعالیٰ اہل سنت بریلوی سچے اور پکے مسلمان، صاحب ایمان ہیں جو ان کو کافر کہتا ہے وہ خود ہی کافر ہے والحمدللہ رب العٰلمین۔

مسٹر زرولی! تم نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸ پر انور کشمیری کو امام العصر لکھا ہے اور یہ نہ دیکھا کہ تمھارے امام العصر مولوی انور کشمیری بھی اعلیٰ حضرت کے محتاج تھے۔ مولوی انور کشمیری فرماتے ہیں:

''جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث کی شروح لکھ

رہا تھا تو حسب ضرورت احادیث کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت درپیش آئی تو میں نے شیعہ حضرات اور اہل حدیث حضرات و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا۔ بالاخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہوگیا کہ میں بخوبی احادیث کی شرح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں بریلوی حضرات کے سرکردہ عالم مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تحریر شائستہ اور مضبوط ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب زبردست عالم دین اور فقیہہ ہیں۔''

(رسالہ دیوبند، صفحہ ۲۱، جمادی الاول ۱۳۳۰ھ)

خدا جانے دیوبندیوں کو کس حد تک حق اور احقاق سے نفرت وعداوت ہے، شیعہ اور دیوبندی اور اہل حدیث وغیرہ کی کتب چھان ڈالیں مگر مطلب حل نہ ہوا بالاخر ایک دوست نے احسان کیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب توجہ مبذول کرادی، مراد برآئی معلوم ہوا کہ مسٹر زرولی کے امام العصر مولوی انور کشمیری بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محتاج ہیں۔

مسٹر زرولی! تمھارے شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی ہیں ان کی بھی سن لیجئے فرماتے ہیں:

''مولانا احمد رضا خان کو تکفیر کے جرم میں برا کہنا بہت ہی برا ہے کیونکہ وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے مولانا احمد رضا خاں کی رحلت عالم اسلام کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔''

(ھادی دیوبند، ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ)

مسٹر زرولی! یہ تمھارے امام العصر انور کشمیری اور شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کی عبارات ہیں بھول نہ جانا اب بھی راہ پر آجاؤ تمھارے اصلاح خاطر کے لئے تمھارے مقتداء مولوی اعزاز علی دیوبندی کی ہدایات معروض خاطر ہیں وہ فرماتے ہیں:

''جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہم دیوبندی ہیں اور بریلوی علم وعقائد سے ہمیں کوئی تعلق نہیں مگر اس کے باوجود بھی یہ احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا خاں کو جسے ہم آج تک کافر، بدعتی ،مشرک کہتے رہے ہیں، بہت وسیع النظر اور بلند خیال علو ہمت

عالم دین، صاحب فکر ونظر پایا ہے آپ کے دلائل قرآن وسنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں لہٰذا میں مشورہ دوں گا کہ اگر آپ کو کسی مشکل مسئلہ جات میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے جاکر تحقیق کریں۔''

(رسالہ النور تھانہ بھون ص ۴۰ شوال مکرم ۱۳۴۴ھ)

مسٹر! کچھ سمجھ میں آیا، اب بھی وقت ہے توبہ کا دروازہ ابھی بند نہ ہوا، اپنی اصلاح کیجئے۔ اب ہم مزید حوالہ جات علمائے دیوبند سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف ایک حوالہ جناب مولوی شبلی نعمانی کا جو سید سلیمان ندوی کے استاذ معظم تھے پیش کرتے ہیں مولوی شبلی نعمانی فرماتے ہیں:

''مولوی احمد رضا خاں بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت ہی متشدد ہیں مگر اس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی شجرہ اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا خاں صاحب کے سامنے پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے اس احقر شبلی نے بھی آپ کی متعدد کتابیں دیکھیں ہیں جس میں احکام شریعت اور دیگر کتابیں بھی دیکھیں ہیں اور نیز یہ کہ

مولانا صاحب کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ ''الرضا'' بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور وغوض دیکھیں ہیں جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔''

(رسالہ الندوہ، ص ۱۷، اکتوبر ۱۹۱۴ء)

مسٹر زرولی! غور کیجئے یہ تمھارے مولوی شبلی نعمانی کیا کہہ رہے ہیں کہ اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا خاں صاحب کے سامنے ''پرکاہ'' کی بھی حیثیت نہیں رکھتے جانتے ہو پرکاہ کے معنی تنکا ہے۔ اب بھی توبہ کا وقت ہے سمجھ لو

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

ہم نے تمھارے اکابر وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ کی ایک طویل تعداد سے چند تمھارے ائمہ دین اور علمائے معتمدین اور تمھارے پیشوائے کاملین کے چند رہنماؤں کے مضامین (جو ان کے قلوب صمیم وعلوم دین کی ترجمانی کرتے ہیں) منتخب کیئے اور تمھارے سامنے رکھ دیئے اگر تم کو ہمارے دین متین کی آنکھوں کا تارا، امام اہل سنت بریلوی جس کو دنیائے سنیت اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد ملت حضرت علامہ مولٰنا احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے یاد کرتی، اگر ان کے اوصاف حمیدہ اور علوم درخشندہ کے خطبات ائمہ دین حجاز مقدس عرب وعجم کے ممتاز علمائے دین ومفتیان مبین کے ارشاد طیبات دیکھنے کا

اشتیاق ہوتو کتب ''الدولة المکیه بالمادة الغیبیه'' و ''حسام الحرمین'' اور ''الصوارم الهندیه'' کا بغور مطالعہ فرمائیں اوران کی عظمت وشان ومرتبہ مقام اور تفقہ فی الدین سے بہرہ پائیں۔ پھر تم کو بریلوی حضرات کے دین متین کے جلوے نظر آجائیں گے اور حق وباطل کا امتیاز بھی آسان ہوجائیگا۔

دیوبندی دھرم
کی
چند جھلکیاں

خدا کی قدرت:

خدا کا جھوٹ ممکن ہے، مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے رفیق کار مولوی خلیل احمد لکھتے ہیں:

''امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں اختلاف ہوا ہے۔''

(براہین قاطعہ صفحہ ۲ کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

عزیزان ملّت! واضح ہو اللہ سبحان السبوح جس طرح اپنی ذات میں واجب ازلی وقدیم ہے اسی طرح اس کی تمام صفات بھی واجب ازلی وقدیم ہیں وہ ہر صفت کمال کا جامع ہے اگر (معاذ اللہ) کذب کا امکان ہوگا تو وہ بھی قدیم ہی ہوگا کیونکہ کذب وصدق وغیرہ بھی صفات ہی تو ہیں تو کذب (جھوٹ) قدیم لازم ہوگا (معاذاللہ)

مولوی رشید احمد گنگوہی کی عظمت:

یہ تو آپ کو معلوم ہی ہو چکا ہے کہ دیوبندی دھرم میں مولوی رشید احمد گنگوہی، غوث الاعظم محبوب سبحانی امام ربانی وغیرہ مشہور ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار عاشق الٰہی میرٹھی تحریر کرتے ہیں:

''آپ (رشید احمد گنگوہی) نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ

زبان فیض ترجمان سے فرمائے، سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد
کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں
مگر اس زمانے میں ہدایت اور نجات موقوف ہے میرے
اتباع پر۔"

(تذکرۃ الرشیدیہ، جلد دوم، صفحہ ۱۷ مکتبہ بحر العلوم جونا مارکیٹ کراچی)

غور طلب یہ امر ہے کہ رشید احمد گنگوہی بحیثیت تبلیغ فرمائیں کہ رشید احمد گنگوہی کا یہ پیغام زمانے تک پہنچایا جائے کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ رشید احمد سچ ہی بولتا ہے یا حق کی طرف بلاتا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے، اور یہ بھی حق ہی فرما چکے ہیں کہ خدا کا جھوٹ ممکن ہے مگر رشید احمد گنگوہی کے جھوٹ (کذب) تو کجا صدق اور ایسا صدق کہ جو بات بھی رشید احمد کی زبان سے نکلتی ہے وہی حق ہے اور اس زمانے میں ہدایت ونجات موقوف ہے رشید احمد کی اتباع پر یعنی جو رشید احمد گنگوہی کی اتباع اور غلامی کرلے گا وہی ہدایت پائے گا اور اسی کی نجات ہوگی اس زمانہ میں رشید احمد نے خدا کا جھوٹ ممکن بتایا ہے تو اب نہ قرآن کریم کی حاجت اور نہ حدیث کی ضرورت ہے کیونکہ قرآن کریم بھی تو اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے اور رشید احمد نے فرمادیا کہ خدا کا جھوٹ ممکن ہے۔ جب جھوٹ کا امکان موجود تو ایمان مفقود ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ ہدایت ونجات کیلئے رشید احمد کی اتباع کرو اور خدا اور اس کے رسول کی طرف نہ جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کا مقام دیوبندی دھرم میں:

قرآن کریم سورۂ طٰہٰ میں ہے الرحمن علی العرش استویٰ اس کے ماسوا قرآن کریم میں کئی جگہ یہ آیت کریمہ مذکور اس آیت کریمہ کا ترجمہ دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی جن کے پاؤں دھوکر پینا دیوبندیوں کی نجات کا سبب ہے کرتے ہیں:

''وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہوا'' (مطبوعہ تاج کمپنی)

نیز دیوبندیوں کے مقتدا، مولوی عاشق الٰہی ترجمہ کرتے ہیں:

''وہ بڑا مہربان عرش پر قائم ہوا''

نیز دیوبندیوں کے پیشوا، مولوی فتح محمد جالندھری ترجمہ کرتے ہیں:

''خدائے رحمٰن جس نے عرش پر قرار پکڑا''

یہ دیوبندیوں کے چند ترجمے منقول جس سے ثابت ہوا کہ خدا کا مقام عرش ہے وہ عرش پر قائم ہے (معاذ اللہ)

مولوی رشید احمد کا مقام اور امکان کذب باری کی دلیل وثبوت

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی رشید احمد کے سوانح نگار تحریر کرتے ہیں:

''جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (رشید احمد) کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا ہے سائیں توکل شاہ انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے حضرت امام ربانی کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں یہ سن کر سائیں توکل شاہ صاحب نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے، لوگوں تم کیا کہتے ہو میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔''

(تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۳۲۲، مکتبہ بحرالعلوم این پی 8/16 غلام شاہ اسٹریٹ جونا مارکیٹ کراچی)

اس بیان عظمت نشان سے دیوبندیوں کے کئی عقیدے ثابت ہوئے

اول یہ کہ مولوی رشید احمد امکان کذب باری (یعنی خدا کے جھوٹ کو ممکن) کے قائل تھے اور ان کا یہی عقیدہ تھا بلکہ سارے دیوبندیوں کا بھی عقیدہ ایمان یہی ہے کہ خدا کا

جھوٹ ممکن ہے اگر کسی دیوبندی کا ایمان وعقیدہ یہ نہ ہوتا تو وہ علماء اسلام کی حمایت کرتا اوران کواس عقیدہ کی بنا پر کافر کہتا مگر آج تک کسی دیوبندی دھرم کے علماء اصاغر ہوں یا اکابر ہوں، مولوی رشید کی عظمت ان کے نزدیک مسلّم ہے کافر اور برا جاننا تو بڑی بات ہے امکان کذب باری کی حمایت وصداقت میں مشغول ہیں

دوم سورۂ طٰہٰ کی آیت کے ترجمہ سے یہ ظاہر ہوا کہ تمام دیوبندیوں کا ایمان یہی ہے کہ خدا کا انتہائی مقام صرف عرش ہے اور وہ عرش پر قائم ہے اور مولوی رشید احمد کے مقام عظمت نشان کی کوئی انتہاء نہیں کیونکہ سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی دیکھ رہے ہیں کہ ان کا قلم عرش کے بھی آگے چل رہا ہے اور عرش کے پرے یعنی آگے، بلند کہکر بات ختم کردی۔ اس انتہائے عظمت اور مقام رفعت کی کوئی حد نہ بتائی عرش کے آگے تو لامکان ہے۔

سوم تقویت الایمان میں ہے:

''علم غیب اللہ ہی کو ہے اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔''

(تقویت الایمان، صفحہ ۳۴ مکتبۃ الاسلام وسن پورہ لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی یہ شان ہے کہ جب چاہے غیب کو دریافت کرے اور جب تک دریافت نہ کرے (معاذ اللہ) وہ جاہل ہے۔ مولوی رشید

احمد نے خدا کا جھوٹ ممکن فرمایا جس پر علماء اسلام نے ان کی تکفیر کی جب اس مسئلہ کی تصویب اور تصدیق کی حاجت پیش آئی تو سائیں توکل شاہ نے گردن جھکائی اور عرش کے آگے تک غیب کو دریافت کرلیا کہ رشید احمد کا قلم عرش کے پرے یعنی آگے چل رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو خدا کی شان ہے وہی سائیں توکل شاہ کی ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے عرش عالم غیب میں ہے اور عرش تک مکان ہے اس کے آگے لامکان ہے۔ دیوبندی دھرم میں اللہ عزوجل (معاذاللہ) عرش پر قائم ہے اور رشید گنگوہی عرش کے آگے لامکان میں قلم چلا رہے ہیں گویا خدا عرش پر قائم ہے اور گنگوہی صاحب لامکان پر براج رہے ہیں۔

کتاب تقویت الایمان کی شان:

وہ رشید احمد صاحب جو فرماتے ہیں کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے پس رشید احمد صاحب فرماتے ہیں:

> ''کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجوب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔''

(فتاویٰ رشیدیہ کامل صفحہ ۴۱)

عین کی ضد اس کی نفی ہے، تو عین اسلام کا حاصل یہ ہوا کہ کتاب تقویت الایمان جو نہیں رکھتا، اگر رکھتا مگر پڑھتا نہیں اور اگر پڑھتا ہے مگر عمل نہیں کرتا تو ہر حال میں عین اسلام سے محروم ہے اور کفر پر دلالت کرتا ہے۔ مسلمانوں میں سب سے افضل واعلیٰ قرآن کریم ہے مگر رشید احمد گنگوہی اور ان کے معتقدین میں سے کسی نے بھی قرآن کریم کے بارے میں یہ نہیں لکھا کہ قرآن کریم کا رکھنا اور اس کا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے اگر کسی دیوبندی مولوی نے لکھا ہے تو ثبوت دیجئے؟

قرآن کریم پر عمل تو ظاہر ہے کہ بہت سے مسلمان نہیں کرتے مگر ان کو کوئی عین اسلام سے محروم، کافر نہیں کہتا نیز کتنے مسلمان ہیں جو قرآن کریم نہیں پڑھتے اور اگر کسی مسلمان کے گھر میں قرآن کریم نہ ہو تو کیا یہ سب کافر عین اسلام سے محروم ہیں؟ ہرگز نہیں۔ معلوم ہوا کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے پس دیوبندی دھرم میں یہی عین اسلام ہے نیز اس سے قبل ایک عبارت تقویت الایمان کی مذکور ہوئی جس میں یہ بتایا کہ خدا کو اختیار ہے کہ جب چاہے غیب دریافت کرے، جب تک دریافت نہ کیا جاہل رہا۔ تقویت الایمان میں ہے:

> ''جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا جیسے بادشاہ کا تاج چمار پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی۔''

(تقویت الایمان صفحہ ۲۶)

کہتے ہیں، جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا۔ اللہ جل شانہ مالک ومعبود ہے بندوں پر اس کی عبادت لازم، تو عبارت مذکورہ کا حاصل یہ ہوا کہ جس نے اللہ عزوجل کو چھوڑ کر کسی اور کو معبود بنالیا تو گویا ذلیل سے ذلیل کو اپنا معبود بنالیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس جیسا کوئی ذلیل نہیں جو مخلوق کو خالق اور معبود بنالے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کا حق اس کی عبادت کے بجائے دوسروں کی عبادت میں لگ جائے وہ نہایت ذلیل ہے مگر یہاں شرط عرفان الٰہی ہے کہ اللہ کس ذات پاک کا نام ہے اور اللہ وہ ذات پاک ہے جو واحد حقیقی ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ المختصر اللہ وہ ہے جس کا وجود واجب ازلی ابدی اور حی وباقی ہر صفت کمال کا جامع اور ہر عیب سے پاک ہے وہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے بندوں یعنی جن وانس کو عبادت کے لئے پیدا فرمایا کما قال تعالیٰ وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذریت۵۵)

تقویت الایمان میں لکھا ہے کہ جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی۔ چمار اس کو کہتے ہیں جو کافروں میں سب سے ذلیل سمجھا جاتا ہے اور کفار میں برہمن وٹھاکر وغیرہ اونچی ذاتیں کہلاتی ہیں مگر قرآن کریم ہر کافر ومشرک اگرچہ کتابی یعنی یہودی اور نصرانی وغیرہ کو مخلوق میں بدتر فرماتا ہے کما قال تعالیٰ:

ان الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین فی

نار جھنم خٰلدین فیھا اولٰئک ھم شر البریه

(البینہ٦)

''بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔''

تو ایک چمار ہی پر کیا موقوف ہے جتنے بھی کافر ہیں خواہ وہ یہودی ہوں یا نصرانی اور مشرک جیسے ہندو اوران میں برہمن وٹھاکر ہوں یا چمار سب تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔ اگر بادشاہ کا تاج خدا ہونے کی دلیل ہے کہ بادشاہ کے سر سے اتار کر کسی بھی کافر کے سر پر رکھ دیا جائے تو کیا وہ خدا ہو جائیگا؟ کافر تو کجا اگر تاج مخلوق میں سے کسی ولی یا نبی کے سر پر رکھ دیں تو کیا (معاذاللہ) وہ خدا یعنی معبود بن جائے گا، وہ صفات جو مذکور ہوئے جیسے ازلی ابدی قدیم واجب سبوح قدوس حی وقیوم وغیرہ کا حامل ہو جائے گا۔ اگر تاج میں یہی صفات ذاتیہ مذکورہ موجود ہیں تو پھر اسمٰعیل اوران کی ذریت کو ملکہ وکٹوریہ اور جارج پنجم وغیرہ کو بھی خدا مان لینا چاہیے، ان کی عبادت کرنا چاہیے کہ ان کی تاج پوشی بکمال اہتمام کی گئی اور مولوی اسمٰعیل اوران کے پیرو ذریت وغیرہ سب اس پر راضی تھے اوران کو بادشاہ بلکہ شہنشاہ جارج پنجم کہتے تھے گویا بادشاہوں کا بادشاہ، یہ اسمٰعیل تو بادشاہی پر خدا کا حکم لگا رہا ہے۔

اللہ عزوجل نے بندوں کو عبادت اور قبول عبادت کے شرائط اور قانون بیان فرمائے ہیں

کما قال تعالیٰ:

انا ارسلنک شاهد اومبشراو نذیرا ○ لتومنوا بالله

ورسوله وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بکرة واصیلا

(الفتح ۸_۹)

''بے شک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشی اور ڈر سنا تا۔تا کہ اے لوگوں تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم اور توقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔''

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب ہم نے تم کو بھیجا گواہ یعنی بندوں کا حال جاننے والا (حاظر وناظر) اور خوشی اور ڈر سنانے والا اس لئے کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور رسول کی تعظیم وتوقیر کریں اور صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کریں۔

مسلمانوں! اللہ واحد قہار نے اپنے رسول ﷺ کو بھیجنے اور قرآن حکیم نازل فرمانے کا مقصد یہ تین باتیں بیان فرمائیں **اول** یہ کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں **دوم** محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کریں **سوم** یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔عزیز واس ترتیب جمیل کو دیکھو سب سے پہلے ایمان لانے کو فرمایا اور سب سے پیچھے اپنی عبادت کرنے کا اور بیچ میں اپنے محبوب ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا حکم دیا اس لئے کہ بغیر ایمان کے تعظیم وتوقیر کارآمد نہیں، بہت سے غیر مسلم عیسائی وہندو،

حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرتے ہیں نعت شریف لکھتے ہیں مگر ایمان نہ لائے سب برباد کچھ بھی مفید نہیں۔ اگر حضور ﷺ کی سچی تعظیم وتکریم ہوتی تو ضرور ایمان لاتے پھر جب تک حضور ﷺ کی سچی تعظیم وتوقیر نہ ہو ساری عمر عبادت کرتا رہے سب بیکار ہے تمام عبادات مردود ہیں۔ اللہ جل شانہ جس طرح اپنی ذات میں واجب ازلی ابدی قدیم ہے اسی طرح اس کی تمام صفات بھی واجب ازلی ابدی وقدیم ہیں اور اس کی مخلوق ممکن اور حادث ہے اس کی مخلوق کی جو صفات ہیں وہ بھی ممکن عطائی اور حادث ہیں اور حضور ﷺ بھی اس کی مخلوق ہیں اور اس کے بندے اور رسول ہیں۔ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول اور شاہد یعنی گواہ، بندوں کا حال جاننے والا اور خوشی اور ڈر سنانے والا بنایا۔ ان کی صفات جو قرآن کریم میں بیان فرمائی گئیں مثلاً علیم، خبیر، رؤف، رحیم، کریم، بصیر وغیرہ جتنی بھی صفات کمالیہ ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی عطا فرمائی ہوئی عطائی وحادث ہیں کوئی صفت بھی ذاتی، واجب قدیم نہیں ہے ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے ان کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے ان پر ایمان لانا اللہ پر ایمان لانا ہے جو اللہ تعالیٰ کو جانے اور ایمان لائے اور ان کو نہ مانے ان پر ایمان نہ لائے وہ اللہ تعالیٰ کو نہ تو مانتا ہے نہ ایمان لاتا ہے۔ ایمان لانے کے بعد ان کی تعظیم وتوقیر کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کی نشانی ہے اور قبولیت اعمال کی دلیل ہے۔ اگر کوئی تمام عمر عبادت میں گزار دے اور ان کی تعظیم نہ کرے اس کی تمام عبادات مردود۔ یہ اللہ مالک قدوس کے حق کا مختصر بیان ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے یہی چاہتا ہے۔

تقویۃ الایمان کہتی ہے جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک ، چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ پہلے یہ بتایا جائے کہ عالم میں کوئی مسلمان ایسا بھی ہے جو صفات اللہ کی بیان ہوئیں کسی ادنی مخلوق تو کجا انبیاء و مرسلین کے لئے بھی نہیں مانتا ہو اور ہر مسلمان اللہ کو قادر مطلق سمجھتا اور بے مثل واجب قدیم اور تمام صفات کمالیہ کا جامع ہر عیب سے پاک سمجھتا ہے۔

تقویۃ الایمان میں ہے:

''جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی؟ اور یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔''

(تقویۃ الایمان ص ۲۷ مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور)

اس عبارت کا ملہ کا حاصل یہ ہوا کہ بادشاہ سے مراد خدا ہے اور تاج اس کی خدائی تو خدا سے خدائی (تاج) چھین کر ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی کہ چمار کے سر پر خدائی کا تاج رکھ کر اس کو خدا بنالیا اور یقین بمعنی ایمان، جیسا کہ قرآن کریم میں یوسف علیہ السلام کے بھائی یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال کر

یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا

وما انت بمومن لنا ولو کنا صٰدقین○

''اور آپ ہم پر کسی طرح یقین (ایمان) نہ کریں گے۔''

دیکھئے یقین بمعنی (بمومن) ایمان لانے کے ہے تو یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو جیسے انبیاء مرسلین اور ملائکہ وملائکہ مقربین وغیرہم یا چھوٹا جیسا کہ عامۃ المسلمین اور کفار ومشرکین وغیرہم سب اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ چمار جس کے سر پر خدائی یعنی تاج جس پر خدائی موقوف چھین کر اسکے سر پر رکھ دیا یعنی اس کو خدا بنالیا، گویا اللہ کی شان کے آگے چمار ذلیل تو ہے مگر ذلیل ترین نہیں باقی تمام مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے اور اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنٰفقین لایعلمون○ (المنٰفقون:۸)

''اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کیلئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔''

دیکھو اللہ ربّ العزت انبیاء ومرسلین وملائکہ ومومنین کو عزت والا فرماتا ہے اور تقویت الایمان تمام عزت والوں کو (معاذاللہ) چمار سے زیادہ ذلیل کہتی ہے کیونکہ اسی کے سر پر تو تقویت الایمان نے بادشاہی (خدائی) کا تاج (خدا کی شان) رکھا ہے۔

اور لیجئے تقویت الایمان میں لکھا ہے:

''اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک زرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔''

(تقویت الایمان: صفحہ ۷۹ مکتبہ السلام لاہور)

اس سے پہلے ہر مخلوق کو بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل لکھا اور یہاں صاف صاف بتا دیا کہ تقویت الایمان کی مراد مخلوق سے انبیاء اور اولیاء ہیں گویا انبیاء کو مخلوق میں بڑا اور اولیاء کو چھوٹا لکھ کر دل کا بخار نکالا گیا، اس کا کفار و مشرکین کو ذلیل کہنا مراد نہیں، تو یہاں بتا دیا کہ چمار بھی تو آدمی صورت ہے اس لئے چمار سے زیادہ ذلیل لکھ دیا مگر یہاں اس کی وضاحت کر دی کہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز، کہ کوئی چیز ہی نہیں اس سے کم تر کیا ہو سکتا ہے، چنانچہ بتا دیا کہ چمار سے زیادہ ذلیل اور ذرّہ ناچیز سے کم تر کہنے کا مقصد انبیاء و مرسلین اور اولیاء کاملین ہیں کیونکہ مسلمان انبیاء مرسلین و اولیاء صالحین کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں لہذا تقویت الایمان انبیاء و اولیا کی تعظیم و توقیر سے مسلمانوں کو روکتی ہے اور چمار سے زیادہ ذلیل اور ذرہ ناچیز سے کم تر ہونیکی ترغیب دیتی ہے۔

انبیاء اور اولیاء تو بڑی شان والے ہیں مؤمن صالحین کی بابت اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ان الذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت اولئک هم خیر

البریہ (البینہ:۷)

یعنی ''بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔''

جن کو اللہ رب العزت تمام مخلوق میں بہتر اور عزت والا فرمائے تقویت الایمان ان ہی کو چمار سے زیادہ ذلیل اور ذرہ ناچیز سے کم تر بتائے۔

بنا بریں دیوبندیوں کے غوث الاعظم فرماتے ہیں کہ تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے تا کہ تقویت الایمان پڑھ کر عمل کریں اور قرآن عظیم سے بغاوت کا راستہ ہموار کرلیں اور اس کے منکر ہو جائیں۔

تقویت الایمان میں ہے:

''اس دنیا میں سب گنہگاروں نے گناہ کئے ہیں کہ فرعون بھی اس دنیا میں تھا اور ہامان بھی اس دنیا میں بلکہ شیطان بھی اسی میں پھر یوں سمجھئے کہ جتنے گناہ ان سب گنہگاروں سے ہوئے سو ایک آدمی وہ سب کچھ کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اس کے گناہ ہیں اللہ صاحب وتنی ہی اس پر بخشش کرے گا۔''

(تقویۃ الایمان ص۳۲۔۳۳)

حاصل یہ کہ جتنے بھی گنہگار اس دنیا میں تھے اور ہیں فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور بندوں پر خدائی کرتا رہا اس طرح ہامان شداد وغیرہ اور ابلیس سب ظالموں کے گناہ اگر

ایک آدمی کرے لیکن شرک نہ کرے تو جس قدر بھی اس کے گناہ ہیں اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی اس پر بخشش ہوگی کیونکہ اس نے شرک نہیں کیا۔ فرعون نے باوجود یہ کہ خدائی کی مگر خدا کو نہ مانا نہ اس کا کسی کو شریک ٹھہرایا گویا عندالوہابیہ وہ موحد شیطان کو اللہ تعالیٰ نے رجیم مردود فرمایا مگر اس نے بھی شرک نہ کیا وہ بھی عندالوہابیہ موحد ہے اور جو موحد ہے وہ مومن متقی سے افضل ہے، تقویۃ الایمان میں ہے:

''سو یہ جان لینا چاہئے کہ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کرسکتی فاسق موحد ہزار درجے بہتر ہے متقی مشرک سے۔''

(تقویۃ الایمان، ص۳۳)

ابلیس (شیطان) کو اللہ واحد قہار نے فرمایا:

قال فاخرج منها فانک رجیم ٥وان علیک اللعنۃالی یوم الدین (الحجر آیت۳۴۔۳۵)

''فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔''

تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔ جتنے بھی کافر و گنہگار فرعون و شیطان کہ مطلقاً کافر ہیں اور ان کے سوا جو بھی ظالم ہیں ایک آدمی میں وہ سب کفر و ارتداد ہے لیکن شرک سے پاک ہے تو جتنے اس کے ظلم و تنی ہی اس پر اللہ کی بخشش ہے۔ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ

وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کرسکتی جیسا کہ تمام فرشتوں نے آدم علیہ السلام کوسجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا تو عندالوہابیہ فرشتے آدم علیہ السلام کوسجدہ کرنے والے (معاذاللہ) مشرک ہوگئے اور ابلیس نے سجدہ نہ کیا اس کی توحید کامل لہٰذا عندالوہابیہ ابلیس کے ظلم (گناہ) وہ کام کرتے ہیں جوفرشتوں کی عبادت کام نہیں کرتی (معاذ اللہ) گویا شیطان (معاذاللہ) فرشتوں سے افضل ٹھہرا۔ اور لکھ دیا فاسق موحد زاردرجے بہتر ہے متقی مشرک سے۔

اوراللہ حی وقیوم ارشادفرماتا ہے:

واعلموا ان الله مع المتقين (التوبہ آیت ۳۶)

''اورجان لوکہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔''

دوسری جگہ ارشادہوتا ہے:

ان المتقين فی جنت وعيون ٥ادخلوها سلم امنين

(الحجرآیت ۴۵۔۴۶)

''بے شک متقی لوگ جنت کے (باغوں) اورچشموں میں ہیں ان میں داخل ہوسلامتی کے ساتھ امان میں۔''

اورفرماتا ہے:

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون ٥

الذین امنوا و کانوا یتقونO

(یونس آیت ۶۲۔۶۳)

''سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور متقی (پرہیز گار) ہیں۔''

متقی کے متعلق اللہ ملک القدوس کے ارشاد ملاحظہ فرمائے جس کا حاصل یہ ہے کہ متقی اللہ کے محبّ کو کہتے ہیں اور امام الوہابیہ دیابنہ متقی کو (معاذ اللہ) شیطان اور فرعون سے بھی بدتر کہتا ہے کہ موحد جیسا کہ شیطان وغیرہ، ہزار درجے بہتر ہے متقی مشرک سے۔ تو جن بزرگان دین معظمان مسلمین کو اللہ علیم وخبیر متقی فرماتا ہے، دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک وہ (معاذاللہ) مشرک ہیں اور مشرک جیسے کہ نصرانی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور یہودی جو حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور ابوجہل اور ابولہب مشرکین مکہ جو بتوں کو پوجا کرتے تھے اور ہندو بت پرست سب مشرک ہیں اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بنانے والے اور جو شرک کے داعی یعنی شرک کی دعوت دینے والے جیسے کہ شیطان اور فرعون وغیرہ جو مخلوق سے اپنی پوجا کرانے والے اور خود کو معبود کہلانے والے کما قال تعالیٰ:

فحشر فنادیٰO فقال انا ربکم الا علیٰ

(النزعٰت:۲۳۔۲۴)

''تو فرعون نے لوگوں کو جمع کیا پھر پکارا۔ پھر بولا میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔''

یعنی میرے اوپر کوئی رب نہیں، اپنی خدائی کا اعلان کیا اور لوگوں سے اپنی پوجا کرائی۔

صاحب تقویت الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی اوراس کتاب کوعین اسلام بتانے والے مولوی رشید احمد گنگوہی اوران کے متبعین اور معتقدین کہ سارے وہابی اور دیوبندی ہیں سب نے فرعون وشیطان وہامان وغیرہ جتنے بھی دشمنان اللہ عزوجل اور ابلیس کے رفیق کار جیسے نمرود قارون شداد وغیرہم سارے جواپنے ظلم پرفخر کرتے تھے ان سب کومولوی اوران کی ذریت نے حق مان لیا اوران کے مظالم کوحق (سچا) جان لیا کہ وہ حقیقۃً خدا تھے اور لائق عبادت جیسا کہ مذکور ہوا تو یہ سارے کے سارے پکے مشرک کٹر کافر ہوئے اس پرطرّہ یہ کہ فرعون وشیطان اوراس قسم کے جتنے بھی ظالم، ان سب کے ظلم وستم کسی ایک شخص میں ہوں (وہ مردود کافر) ان کے نزدیک متقی مشرک سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ متقی جواللہ کا محبوب وہ متقی کون؟ وہ جس کی فضیلت وتعریف اللہ عزوجل بیان فرماتا ہے۔ اول تو مؤمن صالح دوم پرہیزگار اس پر (معاذ اللہ) ان کافروں کو ہزار درجہ بہتر بتائے، وہ جس کا دعویٰ ہے کہ حق وہی ہے جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے۔ یہ عبارات منقولہ اس کے دین کی حقانیت پر دلالت کرتی ہیں۔ ہم نے کتاب تقویت الایمان جس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا وہابیوں دیوبندیوں کیلئے عین اسلام ہے اسکی صرف چند عبارات بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش کیں اگر اس کتاب ملعون پر بالتفصیل محاسبہ کیا جائے تو ایک دفتر عظیم بن جائے۔

سنانے چلے ہم انہیں قصۂ غم
بہت دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر

خاتم النبیین کا مطلب:

مولوی محمد قاسم نانوتوی جن کے مناقب کتاب تحذیر الناس کے سرورق پر یہ ہیں۔

''حجۃ الاسلام حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند''

(سرورق تحذیر الناس کتبخانہ اعزازیہ دیوبند)

مولوی محمد قاسم صاحب، بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

''اول معنی خاتم النبین معلوم کرنے چاہیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں نہ کہئے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔''

(تحذیر الناس ص ۲۔۳ کتبخانہ اعزازیہ دیوبند)

قطع نظر اس کے کہ ہم پوری عبارت مذکورہ پر بحث کریں تو بحث طویل ہو جائے گی اور یہ

مختصر اسکا متحمل نہیں، بانی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ عوام کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اورآپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم (اول) یا تاخر (آخر) زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں ۔ یہاں عوام مقابل اہل فہم کے ہیں اور اہل فہم ذی علم دانشمند کو کہتے ہیں اس کے مقابل یعنی ضد عوام ہے جسکا مطلب بے علم اور نا سمجھ۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ بے علم نا سمجھ لوگ حضور ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد سب میں آخر نبی سمجھتے ہیں اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ اللہ عزوجل کا **ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبین** فرمانا اور حضور اکرم ﷺ کا **انا خاتم النبیین لا نبی بعدی** میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور خلفائے راشدین وصحابہ کرام واہل بیت عظام تابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین اور سلف صالحین آئمہ محدثین وعلماء راسخین بلکہ تمام مؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ حضور اکرم ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ کو سب میں آخری نبی ہونے پر ایمان لاتے ہیں، بانی دارالعلوم دیوبند نے سب کو (معاذاللہ) جاہل اور نا سمجھ بتادیا سوائے مٹھی بھر دیوبندیوں کے کہ وہی اہل فہم ہیں جو ختم نبوت کے منکر ہوں باقی سارے معظمان دین اور تمام مؤمنین کو جاہل اور نا سمجھ قرار دیا۔

مسلمانوں !اس مختصر سی عبارت سے اندازہ لگا یئے کہ دیوبندیوں کے قاسم العلوم والخیرات یعنی علوم اور بھلائیوں کے تقسیم کرنے والے اوران کے متبعین ومعتقدین کا کیا مرتبہ ہوگا،مولوی محمد قاسم نانوتوی کے انتقال کے بعد مرزا غلام احمد نے اس کو سند بنایا اور بتدریج نبوت کا دعویٰ کر دیا، ناظم انجمن احمدیہ لکھتا ہے:

'' مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ ۱۸۸۰ء فرماتے ہیں عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تأخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔(تحذیر الناس،ص۳)

نوٹ: خط کشیدہ الفاظ خاص توجہ سے پڑھنے کے لائق ہیں وہ کیا فرق ہے جو عوام اور اہل فہم کے مذہب میں ہے اور اہل اسلام کو کیا بات گوارا نہیں؟ موازنہ فرمائیے کہ جماعت احمدیہ کا

مذہب اہل فہم اور اہل اسلام والا ہے یا مخالفین جماعت کا؟۔"

(آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک ص۲۲ وقف جدید انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان)

اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ دیوبندی اور ان کے ہم مذہب جماعت احمدیہ کا مذہب اہل فہم اور اہل اسلام والا ہے جیسا کہ بانی دارالعلوم دیوبند نے تحریر کیا۔ مولوی قاسم نانوتوی، بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔"

(تحذیر الناس ص۲۴ اعزازیہ دیوبند)

مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے بعد زمانہ نبوی ﷺ کے کوئی نبی پیدا ہونا ممکن ٹھہرایا اس کو غلام احمد قادیانی نے حقیقت واقع کر دیا۔ معلوم ہوا کہ قادیانی مذہب کو جنم دینے والے دیوبندی ہیں کہ بانی دارالعلوم نے بابِ نبوت کھول دیا۔

دیوبندی استاذ

مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے رفیق کار مولوی خلیل احمد صاحب بالاتفاق تحریر کرتے ہیں کہ:

"ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ

کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔"

(براہین قاطعہ ص ۲۶، کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ (معاذ اللہ) کے استاذ اور سکھانے والے علماء دیوبند ہیں اس لئے تو تحریر کیا کہ جس مدرسہ کا یہ مرتبہ ہے کہ اس مدرسہ کے علماء حضور ﷺ کے (معاذ اللہ) استاذ ہیں تو علماء مدرسہ دیوبند کی شان کا عالم کیا ہوگا جبکہ وہ اللہ کے رسول کو سکھانے والے استاذ ہیں کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے حضور ﷺ کا معاملہ (استاذ شاگردی) ہوا حضور ﷺ کو اردو زبان آگئی ورنہ اس سے پہلے (معاذ اللہ) اردو سے بھی جاہل تھے (استغفر اللہ). حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا کما قال تعالیٰ :

وماارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم

(ابراہیم:۴)

"اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتائے۔"

رسول تو رسول ہیں اور حضور اکرم ﷺ سید المرسلین یعنی تمام رسولوں کے سردار ہیں۔ سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنوں کے ماسوا پرندوں کی بولی

سکھائی۔سلیمان علیہ السلام نے فاصلہ بعید سے ایک چیونٹی کی آواز سن لی مگر حضور ﷺ سے دیوبندیوں کو اتنی عداوت ہے کہ وہ اردو زبان (معاذ اللہ) نہ جانتے تھے تو آیۂ کریمہ کی روشنی میں یہ ظاہر ہوگیا کہ حضور ﷺ دیوبندیوں کے رسول نہیں۔اگر دیوبندیوں کے رسول ہوتے تو دیوبندیوں کی زبان بنص قطعی ضرور جانتے، یہ کھلا ہوا انکار رسالت ہے۔چنانچہ دیوبندیوں کے عین اسلام تقویت الایمان میں لکھ دیا کہ

''پیغمبر تو نادانوں کو راہ بتانے کو اور جاہلوں کے سمجھانے کو اور بے علموں کو علم سکھانے کو آئے تھے۔''

(تقویت الایمان ص۱۲ اوسن پورہ لاہور)

اور دیوبندی نہ تو نادان ہیں اور نہ جاہل اور نہ بے علم ہیں وہ تو ایسے عالم و فاضل کہ سید المرسلین ﷺ کو سکھاتے ہیں۔ان کو پیغمبروں کی حاجت نہیں۔

ع حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را

تسلی بخش کلمہ

حکیم الامت دیوبند کا ایک مرید جسکا نام معدوم اپنے عریضہ میں مولوی اشرف علی تھانوی کو لکھتا ہے:

''ایک روز کا ذکر ہے کہ ''حسن العزیز'' دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا'' رسالہ حسن

العزیز'' کو ایک طرف رکھ دیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہوگئی اس لئے ''رسالہ حسن العزیز'' کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لاالـه الاالله محمد رسول الله پڑھتا ہوں لیکن محمد رســـول الله کی جگہ حضور (اشرف علی) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اسی خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل میں تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (اشرف علی تھانوی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر

کوئی طاقت باقی نہ رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور (اشرف علی) کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہوجاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں مگر پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علیٰ سیدنا ومولانا اشرف علی حالانکہ بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں (جواب) اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔ ۲۴، سوال ۱۳۳۵ھ

(رسالہ الامداد بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ تھانہ بون)

شرعاً اعلان گناہ بھی گناہ ہے چہ جائیکہ ایک کفر صریح کا اعلان ہی نہیں اسکی اشاعت کرنا

یہ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے مطابق اشرف علی تھانوی کی رسالت کا پرچار کیا جارہا ہے۔ واقعہ پڑھنے پر محسوس ہوتا ہے کہ یہ کوئی بہت بڑے فن کے فسانہ نگار کی عبارت خبیثہ ہے۔اپنی غلطی کا بھی احساس اور اقرار کرتا ہے پھر بھی اشرف علی کا کلمہ زبان پر جاری ہے اور اشرف علی پر درود بھی پڑھ رہا ہے۔

بالفرض تسلیم کرلیا جائے کہ یہ دیوانہ اور مجنون ہے جنون وخبط میں کیا بک رہا ہے لیکن کیا پیر صاحب پر بھی جنون طاری تھا وہ بھی دیوانے ہو گئے، ایک کفر کی جانب سے عقل ماؤف ہوگئی۔اس کے ذکر کی کیا حاجت تھی اگر کوئی مسلمان ہوتا اس لکھنے والے فسانہ نگار کو تنبیہ کرتا اور تجدید ایمان وتجدید نکاح اور تجدید بیعت پر مجبور کرتا اور کسی کو خبر بھی نہ ہوتی مگر یہاں تو اپنی رسالت کا جنون سوار تھا رسالہ الامداد قبضہ میں پاس تھا بس اس کی اشاعت کرادی کہ اشرف علی کا جو بھی کلمہ پڑھے گا تسلی پائے گا چنانچہ طمانیت قلب کی خاطر یہ سامان فراہم کیا اور عام اشاعت کا پیغام دیا **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
تم قتل بھی کرتے ہو تو چرچا نہیں ہوتا

شیخ الاسلام مولوی حسین احمد صدر المدرسین دیوبند

مولوی حسین احمد مدنی کے متعلق حضرت مولٰنا مشتاق احمد صاحب نظامی، شیخ الاسلام نمبر دیوبند سے نقل فرماتے ہیں:

''تم نے کبھی خدا کو بھی اپنی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت وجلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العٰلمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آ کر رہے گا۔''

(شیخ الاسلام نمبر، ص ۵۹، خون کے آنسو حصہ اول ص ۱۹۷)

مسٹر زرولی صاحب! کبھی دیوبند سے رسالہ شیخ الاسلام نمبر آیا ہو تو ملاحظہ فرمائیں اگر نہ آیا ہو تو مجموعہ کتب دیوبند کی تجارت گاہوں سے منگوا کر ملاحظہ فرمایئے پھر دیوبندی دھرم کی عظمت ووقار کا پرچم لہرایئے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اور وہابیہ کے عقیدے

آیت نمبر۔۱

جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کے بارے میں یہ کہا کما قال تعالیٰ:

ان ابا لفی ضٰلل مبین (الیوسف:۸)

شیخ الہند محمود حسن دیوبندی اسکا ترجمہ کرتے ہیں:

''کچھ شک نہیں کہ ابّا صریح غلطی پر ہیں''۔

عاشق الٰہی میرٹھی کہتے ہیں:

''بے شک ہمارے باپ صریح غلطی پر ہیں''

حکیم الامت دیوبند اشرف علی کہتے ہیں:

''واقعی ہمارے باپ کھلی غلطی میں ہیں''

سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یہ ترجمے کئے گئے، ان کو صریح غلطی پر سمجھتے ہیں۔

آیت نمبر۔۲

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قالوا تاالله انک لفی ضٰللک القدیم (الیوسف:۹۵)

شیخ الہند محمود حسن اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں:

''وہ بولے واللہ آپ قدیم غلطی میں مبتلا ہیں۔''

عاشق الٰہی میرٹھی ترجمہ کرتے ہیں:

''لوگوں نے کہا بخدا تم تو اسی پرانی غلطی میں مبتلا ہو۔''

حکیم الامت دیوبند ترجمہ کرتے ہیں:

''وہ کہنے لگے بخدا آپ تو اپنے پرانے غلط خیال میں مبتلا ہیں۔''

یعنی یعقوب علیہ السلام کو پرانی غلطی میں مبتلا بتایا۔

آیت نمبر۔۳

حتی اذستئس الرسل و ظنوا انهم قد کذبوا

جاء هم نصرنا (الیوسف:۱۱۰)

محمود حسن ترجمہ کرتے ہیں:

''یہاں تک کہ نا امید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے

کہ ان سے جھوٹ کہا''

فتح محمد جالندھری ترجمہ کرتے ہیں:

''یہاں تک کہ جب پیغمبر ناامید ہو گئے اور انہوں نے خیال کیا اپنی نصرت کے بارے میں جو بات انہوں نے کہی تھی اسمیں وہ سچے نہ نکلے۔''

حکیم الامت دیوبند اشرف علی صاحب ترجمہ کرتے ہیں:

''یہاں تک کہ پیغمبر مایوس ہو گئے اور پیغمبروں کو گمان غالب ہو گیا کہ ہمارے فہم نے غلطی کی۔''

عاشق الٰہی میرٹھی ترجمہ کرتے ہیں:

''یہاں تک کہ جب ناامید ہو گئے پیغمبر''

ان ترجموں میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نصرت الٰہی سے ناامید ہونے، گناہ کبیرہ کی جانب مائل اور وحی کے غلط ہونے کا گمان بتایا جا رہا ہے (معاذ اللہ)

آیت نمبر۔ ۴

وظن ان لن نقدر علیه (الانبیاء:۸۷)

فتح محمد جالندھری ترجمہ کرتے ہیں:

''اور خیال کیا کہ ہم ان پر قابو نہیں پا سکیں گے''

شیخ الہند محمود حسن دیوبندی ترجمہ کرتے ہیں:

''پھر سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے اس کو''

سیدنا یونس علیہ السلام کے بارے میں یہ کہا جارہا کہ انہوں نے خیال کیا اور سمجھا کہ (اللہ قادر وقیوم) ان کو پکڑ نہ سکے گا۔ کھلا ہوا اللہ کی قدرت کا انکار ہے۔

آیت نمبر۔ ۵

ولقد ھمت بہ و ھم بھا لو لا ان را برھان ربہ

(الیوسف:۲۴)

محمود حسن اسکا ترجمہ کرتے ہیں:

''البتہ عورت نے فکر کیا اس کا اور اس نے فکر کیا عورت کا''۔

عاشق الٰہی میرٹھی ترجمہ کرتے ہیں:

''اور اس عورت نے ارادہ بد کیا یوسف سے اور یوسف نے بھی خیال کیا عورت کا''۔

فتح محمد جالندھری کہتے ہیں:

''اور اس عورت نے ان کا قصد کیا اور انہوں نے اس کا قصد کیا''

حکیم الامت دیوبند اشرف علی لکھتے ہیں:

''اور اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ خیال ہو چلا تھا۔''

حاصل کلام یہ ہے کہ ان ترجموں میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خاطی اور غلطی پر قائم اور اللہ کے وعدے سے ناامید ہونا، وحی کا غلط ہونا، اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کرنا اور گناہ کبیرہ

کیطرف مائل ہونا تحریر کیا گیا۔ آیات مذکورہ کا صحیح ترجمہ مطلوب ہوتو اعلحضرت امام احمد رضا خاں صاحب ﷺ کا ترجمہ کنز الایمان ملاحظہ فرمائیے ایمان تازہ ہو جائے گا۔

بزرگان دیوبند کو نقص عقیدہ اور گناہ تو بڑی بات گناہ صغیرہ کے تصور سے بھی پاک بتایا جاتا ہے۔ حکیم الاسلام مولوی قاری محمد طیب قاسمی، مہتمم دارالعلوم دیوبند بعنوان ''الہامی مدرسہ'' فرماتے ہیں کہ:

''دارالعلوم دیوبند کی بنیادیں بھی الہامی ہیں اور اشارات غیب کے تحت ہیں۔ اس کا سنگ بنیاد رکھنے کا وقت آیا تو تمام اہل اللہ اور اکابرین جمع ہی نہیں تھے بلکہ ان کے قلوب میں ایک عجیب بشاشت و کیفیت کا نور موجزن تھا سنگ بنیاد میں جس سے بھی پہل کرنے کو کہا جاتا تو وہ کہتا نہیں فلاں صاحب سے ابتدا کرائی جائے وہ ہم سب کے بڑے اور اس کے اہل ہیں گویا بے نفسی کا یہ حال تھا کہ اپنے کو کمتر سمجھ کر کوئی بھی آگے نہیں بڑھتا تھا بالاخر اینٹ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری سے رکھوائی گئی اور اس کے ساتھ ہی حضرت نانوتوی نے حضرت میاں جی منے شاہ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا اور فرمایا کہ یہ وہ شخص ہیں جنہیں صغیرہ گناہ کا بھی کبھی تصور نہیں آیا تو انہوں نے حضرت محدث سہارنپوری کے ساتھ اینٹ رکھی جس سے

واضح ہے کہ سنگ بنیاد رکھنے والے بھی وہ اہل اللہ تھے جو اتباع

سنت اور روحانیات میں مستغرق تھے۔"

(ماہنامہ الرشید۔لاہور، ص ۱۳۹، کالم اول، دارالعلوم دیوبند نمبر جلد ۴ شمارہ ۲، ۳ صفر المظفر / ربیع الاول ۱۳۹۶ھ فروری / مارچ ۱۹۷۶ء)

اللہ اللہ منے شاہ کی عصمت وطہارت کا یہ عالم کہ گناہ تو گناہ ہی ہے گناہ صغیرہ کا بھی کبھی تصور نہیں آیا حالانکہ یوسف علیہ السلام جو اللہ کے نبی برحق ہیں (معاذ اللہ) ان کو گناہ کبیرہ کی جانب مائل بتایا جاتا ہے پھر نص قطعی قرآن کریم کی روشنی میں، اب مقابلہ کرلیں کہ افضل ہی نہیں افضل ترین کون ہیں۔علاوہ ازیں حضرت نانوتوی کا حال ملاحظہ کیجئے کہ افعال و اقوال تو کجا خیالات وتصورات بھی ان سے پوشیدہ نہیں تمام عمر کے خیالات وتصورات کا معائنہ فرمارہے ہیں پھر کہتے ہیں کہ ان کو کبھی گناہ صغیرہ کا بھی تصور نہیں آیا کیا علم غیب کسی اور شئے کا نام ہے؟ کہ اس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) کل کی خبر نہیں اور نہ دیوار کے پیچھے کا علم اور نانوتوی صاحب سے ساری عمر کے افعال، اقوال، خیالات وتصورات کسی کے بھی پوشیدہ نہیں۔

ع اس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ

مولوی عاشق الٰہی تحریر فرماتے ہیں:

"ایک بار (رشید احمد نے) ارشاد فرمایا میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی قاسم صاحب عروس (دلہن) کی صورت میں ہیں اور میرا ان

سے نکاح ہورہا ہے سو جس طرح زن وشوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اوران سے مجھے فائدہ پہنچا ہے۔"

(تذکرۃ الرشیدیہ۔جلددوم، ص۲۸۹)

(بے شک زبان سے حق ہی نکلتا ہے) وہ تو خواب تھا اب بیداری ہے!

"حافظ محمد احمد صاحب وعم محترم حبیب الرحمٰن صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید اور شاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں لیٹ جاؤ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے مگر حضرت نے پھر فرمایا تو بہت ادب کیساتھ چت لیٹ گئے حضرت اسی چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے مولانا (قاسم) ہرچند فرماتے کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو۔"

(ارواح ثلثہ ص۲۸۹، کتبخانہ امدادالغربا سہارنپور)

مولوی نانوتوی پہلے شرما گئے پھر چیخ رہے ہیں میاں کیا کر رہے ہو، کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے آخر شرمانا اور چلانا کہ لوگ کیا کہیں گے؟

علماء دیوبند وا کابر علماء دیوبند کی دینی ملی خدمات کی یہ مختصر جھلکیاں، اسی پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

نہ تم طعنہ ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اللہ رب العزت اس مختصر کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کیلئے رشد وہدایت کا سبب بنائے۔ امین

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم وصلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه ونور عرشه وزينة فرشه سيدنا وشفيعنا ومولٰنا محمد واله واصحابه وبارك وسلم دائماً ابدا۔

سگ بارگاہ رضا محمد عبدالوہاب خاں القادری الرضوی غفرلہ

۲۷، ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۰۲ء روز جان افروز دوشنبہ

تصحیح نامہ

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
1	5	قعروضلالت	قعرضلالت
4	آخر	مقام عذر	مقام غور
20	1	او قدر	اورقدر
40	5 / 6	بنیا ر درکھتے	بنیاد ر رکھتے
43	5 / 6	ابو ر ھریرہ	ابوھریرہ
50	10	میری سینہ	میرا سینہ
50	11	میررائے	میری رائے
53	1	سوائے پرلیا کرتے	سوائے پرقرض لیا کرتے
55	8	کاامکان ہے	کے امکان کا اقرار ہے
58	8	اسوقت میں حکم والے	اسوقت تک حکم والے
61	8	شمار	شعار
62	3 / 4	او ر رالصلوٰۃ	اور ر الصلوٰۃ
69	8	بدالدجیٰ	بدرالدجیٰ
69	10	فرماتے یں	فرماتے ہیں
73	1	خاص ا کی	خاص اللہ کی
73	5	گوارا کرتے	گوارانہیں کرتے
73	6	ہرنماز بلکہ	ہرنماز ہی نہیں بلکہ
73	9	سچے نوں	سچے مسلمانوں
73	10	گھر کی	گھر کی نہیں
73	13 / 17	رسول ا	رسول اللہ
74	1	حاصل کیونکہ	حاصل نہیں کیونکہ
74	6	حاصل پھر	حاصل نہیں پھر

تصیح نامہ

صفحہ نمبر	سطر نمبر	غلط	صحیح
74	12	جانتا ہی مگر	جانتا ہی نہیں مگر
75	8	عرض التحیات	عرض کیا التحیات
84	12	حیوات	حیوانات
103	5 / 6	اوررسول	اور رسول
103	15	السلام	السلام علیک
108	8 / 9	او ر ران	اور ر ان
123	11	اوسارے	اورسارے
124	9 / 10	ربیع ا ر لاول	ربیع الاول
124	10 / 11	کوا ر ختیار	کو ر اختیار
143	11	اور پنا	اوراپنا
147	9	مشہورو کثر	مشہورواکثر
151	15	حدیث	حادث
154	13	زکریہ	زکریا
163	9	ولعوام	والعوام
173	6	ابدئی	ابدی
202	12	لاجوب	لاجواب
208	6	بھی نہیں مانتا	بھی مانتا
213	6	زار	ہزار
218	8	آخری	آخر
223	15	۲۴سوال	۲۴شوال
226	5	انا ابا لفی	انا ابانا لفی
232	2	مجھےان سےاوران سے مجھے	مجھےان سےاور مجھ سے انہیں

تصانیف جلیلہ فی ردا وھام باطلہ

فہرست تصانیف

مصنف

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ مفتی **عبدالوہاب خاں** قادری رضوی مدظلہ العالی

بزمِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے ۔ عقائدواعمال

سبیل المؤمنین فی قرآن مبین (المعروف) آفتاب **نبوت** کی ضیاء پاشیاں۔
مفاتیح القرآن بعطاء الرحمٰن (المعروف) تراجم قرآن اور امام احمد رضا خان۔
ذکر المحبوب لتطمئن القلوب (المعروف) میلاد کراؤ' ایمان بچاؤ۔
آیت من آیات الایمان، صلوٰۃ و سلام قبل الاذان (المعروف) اللہ کا پیغام' بھیجو ان پر درود وسلام۔
السلام و الصلوٰۃ' معدن البرکاۃ (المعروف) دشمنان درود وسلام کیلئے موت کا پیغام۔
خیر الناجیہ فی نیاز و الفاتحہ (المعروف) نیاز دلاؤ' فلاح پاؤ۔
نبی الانبیاء ماحی الذنوب و الخطاء (المعروف) نبی ﷺ ہمارے ڈوبتوں کو بچانے والے۔
توضیح کلمات اللہ لدفع ھذیان عدواللہ (المعروف) نبی کی شان میں گستاخی کفر ہے۔
تزویج النساء فی تحریم النکاح (المعروف) نکاح کا شرعی حکم۔
احکام المبین علی الکفّار و المرتدین (المعروف) پیکر نور۔

بی ۔ رَدِّ وھابیہ ودیوبندیہ

من الظلمات الی النور لدفع الظلمات الفجور (المعروف) اکابر علمائے دیوبند کا اجمالی تعارف۔
صائقۃ الرضا علیٰ اعداء المصطفٰے (المعروف) ڈاکٹر خالد محمود اپنے علم وحواس کے آئینے میں۔
صراط الصالحین علیٰ رد کیدالشیاطین (المعروف) پانچ مسائل کا جواب۔
ضرب الصالحین علیٰ رئوس الشیطین (المعروف) دکھتی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج۔
مصباح الظلام علیٰ رد اعداء الاسلام (المعروف) اہلسنت دیوبند کا عرفان۔
خیر الھُدیٰ لدفع الطُغٰی (المعروف) دامن کو ذرا دیکھ۔
ضیاء الابرار علیٰ رد اوھام الفجار (المعروف) ایک اعتراض اور اسکا جواب (امکان کذب)۔
تقویت الایمان بمقابلہ عظمت قرآن۔
دہلی کے برکات۔
مسلمانوں کا احترام کرو مع علمائے دیوبند کا محبوب شغلہ اور دین کا اہم فریضہ۔

سی - رَدِّ غیر مقلدین

انواع الانسان علی الهدایة والطغیان (المعروف) سچے مسلمان فرقہ واریت سے پاک ہیں۔
صمصام الازل علیٰ عنق ابی جهل ۔شمشیرازل برگردن ابوجہل (المعروف) قادری تلوار۔
کشاف القلوب لاهل الذنوب (المعروف) دل کا علاج۔
قهرالدیّان علیٰ ملة فضل الرحمٰن (المعروف) مولوی فضل الرحمٰن ،اپنے علم وحواس کے آئینے میں۔
آیت الرحمٰن علیٰ رد توحید خالص للشیطٰن (المعروف) توحیدی فرقہ کے خدوخال۔
جماعت المسلمین فی ضلال المبین (المعروف) جماعت المسلمین کی گمراہی۔
جماعت المسلمین فی قرآن مبین۔
مودودی اور قرآن۔
مودودی عرفان فی تفهیم القرآن (المعروف) مودودی کی تفہیم القرآن کا جائزہ۔
غیر مقلدین بمقابلہ رب العٰلمین۔
تقلید آئمہ ملّت بجواب اصلی اهلسنت۔
انعام حق بجواب پیام حق (المعروف) اسلام اور تنظیم المسلمین۔
تنویرالابصار علیٰ ظلمات الفجار (المعروف) اہلحدیث پوسٹر کا جواب۔

ڈی - متفرقات

علی المرتضی و عبادالله المجتبٰی (المعروف) مولیٰ علی اوران کے چاہنے والے۔
صداقت دین کا نشان۔ امام احمد رضا خان (المعروف) دیوبندی پمفلٹ کا جواب۔
تنبیه الغافلین فی تکفیرالمرتدین (المعروف) چلمن بردار۔
مقام الانسان عندالرحمٰن (المعروف) مقام انسانیت۔
اہم مکروہات نماز۔
دعوۃ الفلاح۔
تقلید آئمہ۔
شمع ہدایت اور تبلیغی جماعت۔
مالک رقاب اُمم (ﷺ)۔ زیرِ قلم
نبی الانبیاء حبیب کبریا (المعروف) فضل خلفاء الراشدین
آیت من ایات الاسلام فی کلام الفقهاء اعلام (المعروف) ہدایت المسلمین

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی



خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ



سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا　　دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے　　یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

یا غرض سے چھٹ کے محض ذکر کو　　نام پاک ان کا جپا پھر تجھ کو کیا

بے خودی میں سجدۂ در یا طواف　　جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

ان کو تملیک ملیک الملک سے　　مالکِ عالم کہا پھر تجھ کو کیا

ان کے نام پاک پر دل جان و مال　　نجدیا سب تج دیا پھر تجھ کو کیا

یعبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے　　اپنا بندہ کرلیا پھر تجھ کو کیا

دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب　　تو نہ ان کا ہے نہ تھا پھر تجھ کو کیا

لایعودون آگے ہوگا بھی نہیں　　تو الگ ہے دائما پھر تجھ کو کیا

دشت گردوپیش طیبہ کا ادب　　مکہ سا تھا یا سوا پھر تجھ کو کیا

نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی　　یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

دیو تجھ سے خوش ہے پھر ہم کیا کریں　　ہم سے راضی ہے خدا پھر تجھ کو کیا

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض　　ہم ہیں عبدِ مصطفٰے پھر تجھ کو کیا

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ